بسم اللہ الرحمن الرحیم
مسافرہ شام

مسافرہ شام
مصنف
علامہ سید ابوالقاسم الدیباجی
ناشر
ادارہ منہاج الصالحین جناح ٹاؤن
ٹھوکر نیاز بیگ لاہور۔فون: 5425372

نام کتاب .... **مسافرہِ شام**

مصنف .... علامہ سید ابو القاسم الدیباجی

مترجم .... کوثر عباس میال

ناشر .... ادارہ منہاج الصالحین لاہور

کمپوزنگ .... ادارہ منہاج الصالحین لاہور

پروف ریڈنگ .... غلام حبیب

پرنٹرز .... آصف پریس لاہور

ہدیہ .... 135 روپے

ملنے کا پتہ
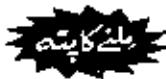
ادارہ منہاج الصالحین لاہور

الحمد مارکیٹ۔ فرسٹ فلور۔ دکان نمبر ۲۰

اردو بازار لاہور۔ 042-7225252

انتساب!

والد محترم مرحوم

مولانا محمد بشیر

کے نام

جنہوں نے ساری عمر مکتب آل محمدؐ کی ترویج
میں گزاری اور ہمیں باب مدینۃ العلم میں داخل
کروا کر روحانی تسکین حاصل کی

طالب دعا!

کوثر عباس میال

یزید کون ہے کیا ہے بتا گئی زینبؑ

سانحہ کربلا کو گزرے ہوئے صدیاں بیت گئیں، عرصہ گزر گیا، لیکن جیسے جیسے وقت گزرتا جارہا ہے ویسے ویسے تحریک حسینی میں تحرک پیدا ہوتا جارہا ہے، اور افکار واذکار میں اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے۔ آج ہمیں دنیا میں کوئی جگہ ایسی نظر نہیں آتی کہ جہاں پر ذکر حسینؑ نہ ہورہا ہو؟ بلکہ دنیا کے چپہ چپہ پر ذکر مظلوم کربلا ہورہا ہے۔ ایک طرف یزیدیوں کی سوچ تھی کہ قتل حسینؑ کو اسی مقتل گاہ یعنی کربلا میں دفن کردیں گے، اور چہار سو خبر نہ پھیلے گی۔ دوسری طرف امام حسینؑ اور ان کے باوفا ساتھیوں کی تکنیک تھی کہ اس تحریک انقلاب کو قیامت کے سورج طلوع ہونے تک باقی رکھنا ہے۔ یزید اور یزیدی گماشتوں کی خام خیالی تھی کہ ظاہری طور پر نواسہ رسولؐ دلبند علیؑ و بتولؑ کو موت کے گھاٹ اتار کر وہ اپنے ناپاک مقاصد میں کامیاب ہوجائیں گے، جبکہ امام حقؑ کی یہ آرزو تھی کہ اسلام کی سربلندی اور نانا کے دین کی استقامت واحیا کے لیے جو کچھ لٹانا پڑے وہ لٹا کر نانا کے دین کو تا صبح قیامت زندہ جاوید کرجائیں گے، تاکہ پھر کسی دور میں بھی کسی طالع آزما کو جرأت نہ ہوسکے کہ وہ حلال محمدؐ کو حرام اور حرام محمدؐ کو حلال کرسکے۔ اب ہم نے فیصلہ کرنا ہے کہ فریقین میں سے کون ہارا کون جیتا؟ کون اپنے مقاصد واہداف میں

کامیاب وکامران ٹھہرا، اور کس کے مقدر میں بدبختی، ذلت ورسوائی اور جگ ہنسائی آئی؟

سیدھی سی بات ہے کہ ناکام ونامراد وہ ہوتا ہے کہ جو اپنے مقاصد میں ناکام ہو جائے اور وہ اپنے اہداف کو نہ پاسکے۔ کیونکہ ایسے بہت سارے لوگ ہوتے ہیں کہ جو زندہ رہ کر بھی چلتا پھرتا لاشہ نظر آتے ہیں اور کچھ بامراد لوگ مر کر بھی زندہ رہتے ہیں۔ مرتا وہ ہے جس کی فکر مر جائے اور جس کی تحریک اور فکر باقی ہو وہ مر کر بھی زندہ رہتا ہے۔ اگر تو یزید امام مظلوم کربلا اور آپ کے باوفا اصحاب کو قتل کرکے اپنے مقاصد میں کامیاب رہا ہے تو پھر وہ زندہ ہے۔ اگر آج اس کا نام دشنام بن گیا ہے تو پھر وہ کل بھی مردہ تھا، آج بھی مردہ ہے اور صبح قیامت تک مردہ باد رہے گا۔ حسینؑ بامراد ہوا۔ میرا حسینؑ امر ہوا کیونکہ وہ یزیدی سیسہ پلائی دیوار کے سامنے سینہ سپر ہوا۔ ان کا یہ فعل ذاتی جاہ ومنصب اور مرتبہ کے حصول کے لیے نہ تھا بلکہ اپنے نانا کے دین مبین کی حفاظت میں تن، من، دھن اور سب کچھ قربان کرکے لفظ شہادت کو نئے پیراہن میں ملبوس کیا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اور زندہ جاوید ہوگئے۔ اسی طرح دین محمدی کی شمع کو تا صبح قیامت ضوفشانی کے لیے چھوڑ گئے۔

قارئین کرام! اس گفتگو میں آپ کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ سانحہ کربلا دشت کربلا میں ایک بے آب وگیاہ مقام پر واقع ہوا، جس میں حکومت وقت کی تمام ایجنسیاں اور نامہ نگار حسینؑ ابن علیؑ کے خلاف تھے، دشمن کے پاس اسلحہ سے مسلح مضبوط فوج اور دوسری طرف ۷۲ نفوس پر مشتمل بے یارومددگار غریبوں، پردیسیوں اور مظلوموں کا کاروان تھا، حکومتی میڈیا نے پوری کوشش کی کہ لوگوں کو غلط تاثر دیں کہ یہ باغی گروہ ہے کہ جس نے حکومت وقت کے خلاف بغاوت کی ہے۔ جس میں وقتی طور پر وہ کامیاب بھی ہوئے۔ مگر شمع تحریک حسینی نے کربلا کے ویرانے سے نکل کر

پوری دنیا کو کیسے منور کیا؟ اور اس مشن کو کیونکر تقویت پہنچی؟ جبکہ ظاہری طور پر ایسی تحریکیں دم توڑ جاتی ہیں، اس کا مختصر طور پر جائزہ لینا چاہتا ہوں۔

ہم کربلا کی تحریک کو دو حصوں یا محاذوں پر تقسیم کرتے ہیں، پہلا محاذ صبح عاشور تا عصر عاشور، اور دوسرا محاذ عصر عاشور سے لے کر شام تک۔ پہلے محاذ کی سربراہی کی علمبرداری حضرت امام حسینؑ نے کی، جبکہ دوسرے محاذ کی سربراہی کربلا کی شیر دل خاتون حضرت زینبؑ عالیہ کے مقسوم میں آئی۔ نہضت حسینؑ شاید کربلا میں دفن ہو جاتی اور یزید اپنے مقاصد ظاہری میں کامیاب ہو جاتا اگر یہ کربلا تک محدود رہتی، کہ امام مظلوم اور آپ کے یار و انصار کو کربلا کے ویرانے میں قتل کر دیا جاتا، کسے کیا پتہ چلتا کہ کون مرا اور کس نے مارا؟ اور پھر حکومت یہ تاثر قائم کرنے میں کامیاب ہو جاتی کہ باغی گروہ کو قتل کیا گیا، لیکن دوسرے محاذ کی سربراہ زینبؑ عالیہ نے اپنے مظلوم بھائی کی تحریک کو مہمیز لگائی۔ بی بی نے بیکسی و مظلومی کے باوجود کہ ہاتھ پس پشت گردن بندھے ہوئے ہیں اور بے مقنعہ و چادر، نامحرموں کے مجمع عام میں جلالی خطبے دے کر لوگوں کو بتایا کہ لوگو! میرا بھائی باغی نہیں تھا بلکہ وہ تو نواسہ رسولؐ اور دلبند علیؑ و بتولؑ تھا۔ آپ نے ابن زیاد کو کوفہ کے بھرے دربار میں رسوا کیا، اور پھر آپ نے یزید کے دربار میں ایسا فصیح و بلیغ خطبہ دیا کہ یزیدی فتح کے شادیانے غم و حزن کی دھنوں پر منتج ہوئے۔ اس طرح لوگوں پر واضح کیا کہ میرے بھائی حسینؑ کو یزید کے حکم پر قتل کیا گیا، اور خانوادہ رسولؐ کی مخدرات کو پابند رسن کیا گیا۔ آپ کے پر مغز اور شعلہ بیاں خطبہ کے بعد دربار کا نقشہ بدل چکا تھا، اور لوگوں کے اندر ایک تحریک اور بیداری جنم لے چکی تھی، اور لوگ باور کر چکے تھے کہ یزید پلید نے جاہ و حشمت اور ہوس اقتدار کے لیے نواسہ رسولؐ کا خون ناحق بڑی بے دردی سے بہایا، اور پھر خانوادہ عصمت و طہارت کی مخدرات اور بچوں کو پابند سلاسل

کر کے شہر بہ شہر، نگر نگر اور قریہ قریہ پھرایا گیا، لہٰذا لوگوں نے کف افسوس ملا، اور یزید سے نفرت و بے زاری کا اظہار کیا۔ علیؑ کی شیر دل خاتون بیٹی نے بڑی جرات وشہامت اور استقلال و بہادری سے بھرے دربار میں یزید کے خبث باطن کا پردہ چاک کیا، اور یزید کی طرف سے خاندان عصمت وطہارت پر ہونے والے مظالم کو لوگوں کے سامنے بیان کیا۔ لوگ آپ کے خطبے کو سن بھی رہے تھے اور دھاڑیں مار مار کر رو بھی رہے تھے، اور خاندان اہل بیتؑ پر ہونے والے مصائب ومظالم پر ماتم کناں بھی تھے۔ اور ان کے دلوں میں بنی امیہ اور یزید کے خلاف خاکستر ہونے کو چنگاریوں میں نئی روح پھونک کر شعلہ برپا ہونے پر مجبور کر دیا۔

ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ تحریک کربلا کو زندہ جاوید کرنے میں علیؑ کی بیٹی سیدہ زینبؑ کا بڑا ہاتھ ہے کہ آپ نے درباروں اور بازاروں میں اپنے بابا علیؑ کے گرجدار اور فصیح وبلیغ انداز میں خطاب کر کے ماحول کو یکسر بدل کر انقلاب کی بنیاد رکھی۔ یہی وجہ ہے کہ اتنے بڑے ملک کے بادشاہ کے خلاف تحریک چلی۔ جس نے حکومت کی چولیں ہلا دیں، اور حکومت کا تختہ الٹ دیا، اور پھر مختار آل محمدؐ نے یزیدی گماشتوں سے گن گن کر بدلہ لیا۔

ادارہ منہاج الصالحین کے اہداف میں سے ہے کہ سانحہ کربلا کا مختلف پہلوؤں، جہتوں اور زاویوں سے جائزہ لیا جائے اور اردو خواں حضرات کے لیے علماء اعلام کی تحریروں کو اردو زبان کے قالب میں ڈھالا جائے، اور کربلا کے مختلف کرداروں پر ریسرچ کی جائے۔

الحمد للہ! ہم نے حضرت امام حسینؑ پر پندرہ سے زائد اعلیٰ پائے کی کتب کا ترجمہ وتالیف کا کام سرانجام دیا ہے۔ زیر نظر کتاب علامہ سید ابوالقاسم الدیباجی ''زینب

بطلۃ الحریۃ" کا ترجمہ ہے۔ جس کو اردو زبان کے پیرہن میں برادر عزیز مولانا کوثر عباس سیال نے ملبوس کیا ہے۔

پروردگار ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم واقعہ کربلا کی روح کو سمجھ سکیں، اور سمجھنے کے لیے اس پر عمل پیرا ہو سکیں۔

پروردگار! ہمارا حشر ونشر کربلا والوں کے ساتھ محشور فرما!

والسلام مع الاکرام

طالب دعا!

ریاض حسین جعفری (فاضل قم)

سربراہ ادارہ منہاج الصالحین لاہور

فہرست

یزید کون ہے کیا ہے بتا گئی زینبؑ

☆ مقدمہ

فصل اول

☆ حضرت زینبؑ ولادت سے کربلا تک 19
☆ حضرت زینبؑ کے والدین 20
☆ حضرت زینبؑ کی ولادت 21
☆ خدا کی طرف سے آپؑ کا نام رکھا جانا 22
☆ حضرت خدیجہؑ سے آپؑ کی شباہت 27
☆ حضرت زینبؑ کے مصائب اور آنحضرتؐ کا گریہ کرنا 29
☆ حضرت زینبؑ پیغمبر اکرمؐ کی بیٹی صلب علیؑ میں 30
☆ حضرت زینبؑ کے بچپن کی کچھ یادیں 35
☆ حضرت زینبؑ کے خواب کی تعبیر 35
☆ ماں کی شہادت اور جناب زینبؑ 37
☆ موحد زبان دو نہیں کہتی 37
☆ خالص توحید 38
☆ عفو و ایثار 39

☆ آپؑ کی امام حسینؑ سے محبت 40
☆ حضرت زینبؑ سے امام حسینؑ کی محبت 42
☆ حضرت زینبؑ کی شادی کے بارے میں وضاحت 43
☆ حضرت زینبؑ کا نکاح 44
☆ حضرت عبداللہ کی شخصیت 45
☆ عبداللہ پر آنحضرتؐ کی مہربانی اور شفقت 46
☆ حضرت عبداللہ بن جعفر اور اہل بیتؑ کا دفاع 49
☆ عبداللہ کربلا کیوں نہیں گئے؟ 51
☆ جناب عبداللہ کے والدین 53
☆ عبداللہ سے شادی کے موقع پر زینبؑ کی دو شرطیں 54
☆ آپ کا اپنے شوہر سے اجازت طلب کرنا 56
☆ حضرت زینبؑ کی اولاد 57
☆ حضرت زینبؑ کے کمالات اور فضائل 61
☆ حضرت زینبؑ کے علمی کمالات 64
☆ کوفہ میں تفسیر قرآن 67
☆ زینبؑ شجرہ نبوت و معدن رسالتؐ سے ہیں 68
☆ زینبؑ کی پاکیزہ زندگی اور امام حسینؑ کی خاص نیابت 70
☆ حضرت زینبؑ کا جہاد 73
☆ انفاق اور محتاجوں پر توجہ 75
☆ حضرت زینبؑ کی پرخلوص عبادت 78

☆ ولایت کبریٰ سے آپ کا فیض یاب ہونا 81
☆ حضرت امام زین العابدینؑ کا حضرت زینبؑ سے رائے لینا اور مشورہ کرنا 84
☆ زینبؑ مقام صبر اور رضا وشکر میں 85
☆ عفاف اور حجاب کی محافظت 87
☆ احکام شرعی کی پابندی 88
☆ حضرت زینبؑ کی شخصیت 90
☆ حضرت زینبؑ کی روایات 91
☆ نقل حدیث امامین 93
☆ حضرت علیؑ اور حدیث ام ایمن 97
☆ امام سجادؑ کی دلداری 98
☆ والدہ کی عبادت کا عالم 99
☆ حوریہ انسیہ 100
☆ محب اہل بیتؑ کے ثواب کے بارے میں آپ کی حدیث 100
☆ حضرت مہدیؑ کے بارے میں حدیث 100
☆ حضرت علیؑ کی تدفین کے بارے میں حضرت زینبؑ کا بیان 101
☆ حضرت علیؑ کے فضائل حضرت زینبؑ کی زبانی 103
☆ کوفہ کی طرف حضرت زینبؑ کی ہجرت اور مدینہ واپسی 103
☆ حضرت زینبؑ حضرت علیؑ کی آخری میزبان 106
☆ زینبؑ امام حسنؑ کے دور میں 108
☆ زینبؑ اپنے مسموم بھائی کے سرہانے 109

فصل دوم

☆ حضرت زینبؑ کربلا میں 112

☆ امام حسینؑ کی طرف سے یزید کی بیعت کا انکار 113

☆ زینبؑ امام حسینؑ کے ہمراہ 115

☆ حضرت زینبؑ اور عبداللہ بن عباسؓ کی گفتگو 117

☆ حضرت عبداللہ کا مشورہ 119

☆ زینبؑ منزل خزیمہ میں 121

☆ حضرت زینبؑ منزل رہیمہ میں 122

☆ کربلا اور زینبؑ 123

☆ محرم کی نویں تاریخ اور زینب 125

☆ زینبؑ اور شب عاشور 127

☆ (۱) حضرت زین العابدینؑ کی تیمار داری 127

☆ (۲) نافع بن ہلال کی روایت 129

☆ (۳) حضرت زینبؑ کا اصحاب کے خیموں میں جانا اور ان کی وفاداری سے آگاہ ہونا 131

☆ علی بن مظاہر کی زوجہ کی دلیری 135

☆ حضرت زینبؑ اور روز عاشورا 136

☆ (۱) حضرت علی اکبرؑ کی لاش پر 136

☆ (۲) حضرت عباسؑ کی شہادت اور حضرت زینبؑ 138

☆ (۳) حضرت زینبؑ کی آغوش میں علی اصغرؑ 139

☆ (۴) زینبؑ امام حسنؑ کے بچوں کے سوگ میں 140

☆ (۵) حضرت زینبؑ اپنے بچوں کے سوگ میں 141

☆ عون و محمد کی شہادت پر حضرت زینبؑ کا صبر 144

☆ (۶) حضرت زینبؑ امام سجادؑ اور امام حسینؑ کے وداع کے وقت 146

☆ (۷) امام حسینؑ کا رخصت ہونا اور حضرت زینبؑ 147

☆ حضرت فاطمہ زہراءؑ کی وصیت 149

☆ (۸) مقتل میں حضرت زینبؑ کا عمر سعد سے خطاب 150

☆ (۹) حضرت زینبؑ اور دشمنوں کی سرزنش 151

☆ (۱۰) امام کی لاش کی پامالی پر آپ کا درد و اندوہ 152

☆ (۱۱) شمر کے ہاتھوں سے امام سجادؑ کی حفاظت 153

☆ (۱۲) خولی ملعون کی بے رحمی اور حضرت زینبؑ 153

☆ (۱۳) حضرت زینبؑ اور فاطمہ صغریٰ 154

☆ (۱۴) شہادت امام حسینؑ کے بعد خیموں کا نذر آتش ہونا 155

☆ (۱۵) حضرت زینبؑ اور سید سجادؑ کی تیمار داری 156

☆ حضرت زینبؑ اور شام غریباں 157

☆ شام غریباں، زینبؑ اور بچوں کی لاشیں 157

فصل سوم

☆ زینبؑ عاشورا کے بعد سے آخر عمر تک 159

☆ اشارہ 160

☆ شہیدوں کی لاشوں کے پاس سے گزرنا 163

☆ حضرت زینبؑ کا اپنی والدہ اور جد بزرگوار کو مخاطب کرنا 163

☆ حضرت زینبؑ کا سید سجادؑ کو دلاسہ دینا 165

☆ شہداء کی لاشوں سے حضرت زینبؑ اور اہل بیتؑ کا وداع ہونا 166

☆ اہل بیتؑ کوفہ کے قریب 168

☆ کوفہ میں قافلہ اہل بیتؑ کی آمد 168

☆ کوفہ میں حضرت زینبؑ کا خطبہ 175

☆ لوگوں کا گریہ کرنا 178

☆ کوفہ میں حضرت زینبؑ کا دوسرا خطبہ 180

☆ حضرت زینبؑ ابن زیاد کے دربار میں 182

☆ زندان کوفہ میں حضرت زینبؑ 187

☆ حضرت زینبؑ شام کے سفر میں 188

☆ کوفہ سے شام کے درمیان منزلوں میں حضرت زینبؑ 189

☆ رقیہؑ کا امام حسینؑ کے سر سے گفتگو کرنا 191

☆ کوفہ اور شام کے راستے کے دوران آپ کے خطبے 192

☆ حضرت زینبؑ دمشق میں 197

☆ شمر کا سخت جواب 200

☆ حضرت زینبؑ دربار یزید میں 202

☆ امام حسینؑ کے دندان مبارک کی توہین 204

☆ دربار یزید میں حضرت زینبؑ کا خطبہ 205

☆ متن خطبہ حضرت زینبؑ 207

☆ علامہ دربندی کا نظریہ 217

☆ حضرت زینبؑ زندان شام میں 217

☆ غسالہ کی گفتگو 219

☆ شام میں عزاداری 219

☆ یزید پر ہند کا شدید احتجاج 219

☆ سیاہ ہودج 220

☆ مدینہ کی طرف روانگی 221

☆ حضرت زینبؑ کی مدینہ واپسی 223

☆ مدینہ میں داخل ہوتے ہوئے حضرت زینبؑ کے بین 225

☆ حضرت زینبؑ مدینہ میں رسول اللہؐ کی قبر کے پاس 226

☆ حضرت زینبؑ کی ام البنین سے ملاقات 227

☆ مدینہ میں حضرت رقیہؑ کی یاد 227

☆ حضرت فاطمہ زہراؑ کی قبر پر جناب زینبؑ کی گفتگو 228

☆ مدینہ میں عزاداری 229

فصل چہارم

☆ حضرت زینبؑ کی تاریخ وفات اور روضہ اطہر 230

☆ حضرت زینبؑ کی تاریخ وفات 231

☆ حضرت زینب کی وفات پر امام زمان (عج) اور فرشتوں کا گریہ 231

☆ حضرت زینبؑ کا روضہ مطہر کہاں واقع ہے؟ 233

☆ مصر میں آپ کے روضہ کے بارے میں روایت 233

☆ مدینہ میں آپ کا روضہ ہونے کے بارے میں روایت 234

☆ دمشق میں حضرت زینبؑ کے روضہ مبارک پر روایت اور دلیل 235

☆ مصر کے بارے میں وضاحت 236

☆ شام میں حضرت زینبؑ کا روضہ ہونے پر دلیلیں 239

☆ شام میں حضرت زینبؑ کا روضہ ہونے پر امام زمان (عج) کی تصریح 241

☆ حضرت زینبؑ کی بعض کرامات 243

☆ (۱) حضرت زینبؑ عالمہ غیر معلمہ 243

☆ (۲) کوفہ میں حضرت زینبؑ کی تقریر کے وقت عجیب خاموشی 244

☆ (۳) حضرت زینبؑ کے فصیح و بلیغ خطبے 244

☆ (۴) حضرت زینبؑ کی لعنت سے گستاخ مرد شامی کی ہلاکت 245

☆ (۵) سنگ دل افراد کے سرمائے کی نابودی 246

☆ (۶) بے رحم عورت کی ہلاکت اور رحم دل افراد پر برکت 246

☆ (۷) شدید آنکھ کے درد سے شفا پانا 247

☆ (۸) حضرت زینبؑ کے اسم مبارک کی برکت 249

☆ اس سلسلہ میں ایک سچا واقعہ ملاحظہ ہو۔ 250

☆ حواشی 251

فصل اول
حضرت زینبؑ ولادت سے کربلا تک

حضرت زینبؑ کے والدین

حضرت زینبؑ کے والد گرامی رسول خدا کے چچا زاد بھائی اور وصی امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ آپ نے اسلام کی سربلندی کے لیے ہر مشکل سے مشکل قربانی دی۔
آپ پیغمبر اسلامؐ کے بعد ساری دنیا میں اور تاریخ اسلام کی دوسری شخصیت اور شیعوں کے پہلے اور بشریت کی دوسری غیر معمولی شخصیت شمار ہوتے ہیں۔ آپؑ کی عظمت کے بارے میں امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔

لولا ان اللہ تبارک وتعالی خلق امیر المومنین لفاطمۃ ما کانت لھا کفوا علیٰ ظھر الارض من آدم ودونہ

''اگر خداوند تعالیٰ حضرت علی علیہ السلام کو جناب فاطمہ علیہا السلام کے لیے خلق نہ کرتا تو حضرت آدمؑ سے لے کر ان کے بعد کے ہر انسان تک آپ کا کوئی ہمسر نہ ہوتا''[1]

امام صادقؑ کی یہ حدیث حضرت علی علیہ السلام اور جناب فاطمہ علیہا السلام کی عظمت بیان کرتی ہے۔ حضرت علی علیہ السلام کی ولادت بعثت سے دس سال قبل مکہ میں کعبہ کے اندر ہوئی اور آپ کو ۶۳ سال کی عمر میں انیس رمضان ۴۰ ہجری قمری میں مسجد کوفہ کے محراب میں ضربت لگی اور ۲۱ رمضان کو آپ کی شہادت ہوئی۔ حضرت علی علیہ

السلام کی جناب فاطمہ علیہا السلام سے پانچ اولادیں ہیں۔ جن کے اسماء مبارک یہ ہیں:
حسن علیہ السلام، حسین علیہ السلام، زینب سلام اللہ علیہا، ام کلثومؑ اور محسن علیہ السلام۔ (۲)

حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی مادر گرامی جناب فاطمہ زہراء علیہا السلام پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی ہیں۔ آپؑ کا لقب دنیا و آخرت میں سیدۃ نساء العالمین ہے۔ امام صادق علیہ السلام نے ایک حدیث میں فرمایا کہ خدا نے اپنے پیغمبر کو مخاطب کر کے کہا:

لولا لما خلقت الا فلاک ولو لا علی لما خلقتک ولو لا فاطمته لما خلقتکما (۳)

''اے پیغمبر! اگر آپ نہ ہوتے تو افلاک کو خلق نہ کرتا اور اگر علیؑ نہ ہوتے تو تمہیں خلق نہ کرتا، اور فاطمہؑ نہ ہوتیں تو تم دونوں کو خلق نہ کرتا''

یعنی حضرت فاطمہ علیہا السلام کا وجود مقدس کائنات کا محور اور عالم خلقت کے وجود میں آنے کا سبب ہے۔

حضرت زینبؑ کی ولادت

آپ کی ولادت کے بارے میں تاریخ میں اختلاف پایا جاتا ہے، لیکن قول مشہور یہ ہے کہ آپ ہجرت کے چھٹے سال جمادی الاولی کی پانچ تاریخ کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئیں۔ (۴)

آپ امام حسین علیہ السلام سے دو سال چھوٹی ہیں۔ بعض مورخین کا کہنا ہے کہ آپ ہجرت کے چھٹے سال ماہ شعبان میں پیدا ہوئیں اور حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رحلت کے وقت آپ پانچ سال کی تھیں۔ (۵)

اس طرح حضرت علی علیہ السلام اور جناب فاطمہ علیہا السلام کا تیسرا بچہ دنیا میں آیا اور خاندان نبوت و رسالت کی رونق میں اس مبارک مولود کی آمد سے مزید اضافہ ہوا۔

خدا کی طرف سے آپ کا نام رکھا جانا

خاندان نبوت میں یہ رسم تھی کہ بچے کا نام خاندان کا بزرگ رکھا کرتا تھا' جب جناب زینب سلام اللہ علیہا پیدا ہوئیں تو پیغمبر اکرمؐ سفر پر تھے۔تو حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے امیر المومنین علیہ السلام سے کہا کہ یا علیؑ! بابا سفر پر ہیں ہم اس بچی کا نام کیا رکھیں؟

حضرت علی علیہ السلام نے جواب دیا: میں اس بچی کا نام رکھنے میں آپ کے والد گرامی رسول اکرمؐ پر سبقت نہیں کروں گا۔آنحضرتؐ کے واپس آنے تک صبر کروں گا تا کہ آپ اس بچی کا نام رکھیں۔

حضرت علی علیہ السلام اور جناب فاطمہ علیہا السلام نے رسول اکرمؐ کے سفر سے لوٹنے کا انتظار کیا۔رسول اکرمؐ جب مدینے واپس آئے تو حضرت علی علیہ السلام آپ کی خدمت اقدس میں گئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ!

خدا نے فاطمہ علیہا السلام کو بیٹی عنایت کی ہے آپ اس کا نام معین فرمائیں؟

رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

''فاطمہؑ کے بچے میرے بچے ہیں' لیکن ان کا اختیار خدا کے ہاتھ میں ہے میں انتظار کروں گا یہاں تک کہ خدا اس مولود کا نام معین کرے''

اس وقت جبرائیل نازل ہوئے اور کہا: خدا نے آپ کو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ اس بچی کا نام زینبؑ رکھو' کیونکہ ہم نے یہ نام لوح محفوظ میں لکھ دیا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''نوزاد کو میرے پاس لاؤ''

بچی کو آپ کے پاس لایا گیا' رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچی کو آغوش مبارک میں لیا اور چومتے ہوئے فرمایا:

میں حاضرین اور غائبین سے وصیت اور تاکید کرتا ہوں کہ اس بچی کا احترام کریں' یاد رہے کہ یہ بچی خدیجہؑ سے شباہت رکھتی ہے۔ (1)

یہ بات قابل ذکر ہے کہ بعض روایات کے مطابق حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی ولادت کے بعد سلمان مسجد نبوی میں آئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اس مبارک خبر سے آگاہ کیا' اور آپ کو مبارک باد دی، یہ خبر سن کر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآل وسلم نے گریہ کیا اور فرمایا:

اے سلمان! خدا کی طرف سے جبرائیل نے مجھے خبر دی ہے کہ اس نومولود کے رنج وغم اور مصائب بے شمار ہیں وہ کربلا کی غم انگیز مصیبتوں میں گرفتار ہوگی، یہی میرے گریہ کرنے کی علت ہے۔ (2)

حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی جناب خدیجہؑ سے شباہت کے متعلق حضرت علی علیہ السلام سے بھی نقل ہوا ہے، چنانچہ روایت میں آیا ہے کہ جب اشعث بن قیس نے حضرت زینب سلام اللہ علیہا کا رشتہ مانگا تو حضرت علیؑ بہت غضب ناک ہوئے اور اشعث سے سختی سے کہا:

تجھ میں یہ جرأت کہاں سے آئی کہ تو مجھ سے زینب سلام اللہ علیہا کا رشتہ مانگے؟ زینب سلام اللہ علیہا خدیجہؑ سے مشابہت رکھتی ہے اور عصمت کے دامن میں پلی ہے۔ اس نے آغوش عصمت میں دودھ پیا ہے تو اس کی ہمسری کی لیاقت نہیں رکھتا، اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں علیؑ کی جان ہے اگر دوبارہ تو نے یہ بات کہی تو تیرا جواب تلوار سے دوں گا، تیری اوقات کیا ہے کہ تو زہراؑ کی یادگار کا ہمسر اور ہمکلام

ہو۔ (۸)

بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خالہ سے مشابہ تھیں، جن کا نام ام کلثوم تھا، اس وجہ سے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب زینب سلام اللہ علیہا کی کنیت ام کلثوم رکھی تھی۔ (۹)

تجزیہ

مذکورہ بالا روایات میں بعض نکات غور طلب ہیں جن کی طرف اختصار سے اشارہ کیا جاتا ہے۔

(1) یہ امر نہایت پسندیدہ ہے کہ بچے کا نام پاک اور ممتاز فرد رکھے تاکہ اچھا نام رکھا جا سکے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

وحق الولد علی الوالدین ان یحسن اسمہ

''باپ پر بیٹے کا حق یہ ہے کہ وہ اس کے لیے اچھا نام منتخب کرے''(۱۰)

(۲) حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی شان اس قدر بلند ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے نام کے لیے خدا کی وحی کا انتظار کیا۔

(۳) آپ کا نام زینب سلام اللہ علیہا لوح محفوظ میں درج ہے جو ملکوتی مقامات میں سب سے اعلیٰ مقام ہے' جیسے حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام کے اسمائے گرامی خدا کے عرش کی زینت ہیں' اسی طرح حضرت زینب سلام اللہ علیہا کا مبارک نام بھی لوح محفوظ کی زینت ہے۔

(۴) کلمہ زینب سلام اللہ علیہا دو کلموں سے مرکب ہے' ایک ''زین'' دوسرا ''اب''

اس کے معنی باپ کی زینت کے ہیں ،حضرت زینب سلام اللہ علیہا کا یہ نام اس
حقیقت کو بیان کرتا ہے کہ آپ کا کردار آپ کے والد حضرت علی علیہ السلام
کے لیے باعث سرفرازی اور فخر ہوگا اور آپ کا وجود حضرت علیؑ اور آپ کے
خاندان کے فخر کا باعث ہوگا' اسی وجہ سے حضرت علیؑ ،حضرت زینب سلام اللہ
علیہا پر فخر کرتے تھے ۔

دوسرے الفاظ میں حضرت فاطمہ علیہا السلام کو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم
"ام ابیھا" یعنی اپنے باپ کی ماں کہا کرتے تھے' چونکہ فاطمہ علیہا السلام اسلام کی ماں
تھیں آپ نے پیغمبر اکرمؐ کے دین کو پروان چڑھایا اور اپنی کوششوں سے اسلام کے
استحکام اور پھیلنے کا سبب بنیں' اسی طرح آپ کی بیٹی زینب سلام اللہ علیہا بھی "زین
ابھا" یعنی باپ کی زینت ہے یعنی آپ نے اپنے علم وعمل کے ذریعے اپنے والد کی
تابناک زندگی کی زینت بنیں جو حقیقی اسلام کا کامل نمونہ تھیں ۔

آپؑ اپنے کردار سے حضرت علی علیہ السلام کے لیے زینت اور فخر کا باعث
بنیں ۔

بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ آپ کے نام میں ہر حرف ایک رمز اور اشارہ ہے
جیسے ۔

"ز" آپ کی والدہ زہراء سلام اللہ علیہا کی طرف اشارہ ہے کیونکہ آپ نے
اپنی والدہ ماجدہ کی آغوش عصمت میں تربیت پائی اور ان کے کمالات کی وارث بنیں ۔

"ی" آپ کے والد حضرت علی علیہ السلام کی طرف اشارہ ہے ۔

"ن" آپ کے دو بھائیوں حسنینؑ کی طرف اشارہ ہے ۔

"ب" رسول اکرمؐ یعنی النبی کی جانب اشارہ ہے ۔

آپ کے نام میں "ب" اب کے "ب" کی طرف اشارہ ہے کہ آپ اپنے والد کی زینت تھیں۔ [۱]

مختصر یہ کہ خدا کی طرف سے آپ کا نام رکھا جانا اور لوح محفوظ پر آپ کا نام لکھا جانا اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ آپ کے نام کی عظیم معنوی حیثیت ہے اور ایک جملے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا پنجتن کے کمالات کا مجموعہ اور گلستان نبوت کا ایک پھول ہیں۔

مشہور ماہر لغت فیروز آبادی کتاب قاموس میں لکھتے ہیں: زینبؑ کے معنی فربہ اور عظیم درخت، خوبصورت چہرے اور خوشبو کے ہیں۔

اس طرح ہم یہ نتیجہ حاصل کر سکتے ہیں کہ یہ نومولود ظاہر و باطن میں بہت سے کمال و جمال کا حامل تھا' جیسا کہ خدا کی جانب سے اس کا نام رکھا جانا، اس مولود کی عظیم شخصیت اور معنوی مقام کو بیان کرتا ہے۔

بعض بزرگ شخصیتوں نے حضرت زینب سلام اللہ علیہا کا سراپا اس طرح سے بیان کیا ہے:

آپ بلند قامت، خوبصورت اور عالی مقام تھیں، وقار و عظمت میں آپ اپنی نانی جناب خدیجہؑ، عفت اور حیا میں اپنی والدہ' فصاحت و بلاغت میں اپنے والد، انقلابی صبر و ضبط میں اپنے بھائی حسن علیہ السلام اور شجاعت و قوت قلب میں اپنے بھائی حسین علیہ السلام کی طرح تھیں۔

امام حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام کی طرح خدا کی طرف سے آپ کا نام رکھا جانا یہ بتاتا ہے کہ آپ ان ہستیوں کی صف میں ہیں اور خدا ہی کو آپ کا نام رکھنے کا حق ہے کیونکہ یہ ہستیاں عالم نور سے تعلق رکھتی ہیں ان کا مقابلہ عام اور معمولی انسانوں

سے نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت خدیجہؑ سے آپ کی شباہت

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زینب سلام اللہ علیہا کے احترام و اکرم کی تاکید کی ہے اور آپؑ کو حضرت خدیجہ کی طرح بتایا ہے، حضرت خدیجہؑ سے آپ کا موازنہ کرنا اور تشبیہ دینا یہ بیان کرتا ہے کہ آپ حضرت خدیجہ کے اوصاف کی حامل ہیں' جس طرح سے جناب خدیجہ کا وجود اسلام کی ترقی کے لیے نہایت موثر تھا اسی طرح جناب زینبؑ نے بھی اسلام کو آگے بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

حضرت خدیجہؑ ایک ممتاز، ایثار کرنے والی، شجاع، موحد اور پہلی مسلمان خاتون تھیں، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ آپ کا ذکر فرمایا کرتے تھے اور آپ کی تعریف کیا کرتے تھے۔

روایات کے مطابق جناب خدیجہؑ دنیا کی ان چار عورتوں میں سے ہیں جو جنت کی بہترین ہستیوں میں سے ہیں اور خدا نے انہیں منتخب کیا ہے اور جو کمال کے آخری درجے پر فائز ہیں، وہ جناب آسیہ، جناب مریمؑ' جناب خدیجہ اور جناب فاطمہ سلام اللہ علیہن ہیں۔ (۱۴)

جناب خدیجہؑ کی عظمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ شب معراج جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین کی طرف لوٹ رہے تھے تو آپ نے جبرائیل امین سے پوچھا کیا تمہاری کوئی حاجت ہے؟ تو جبرئیل امین نے کہا:

''میں چاہتا ہوں کہ آپ خدا کی طرف سے اور میری طرف سے خدیجہ کو سلام پہنچائیں''

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل کا پیغام حضرت خدیجہؑ کو پہنچایا تو

جناب خدیجہ نے فرمایا:

ان اللہ ھو السلام ومنہ السلام والیہ السلام علی جبرئیل السلام (۱۳)

حضرت خدیجہ کی عظمت بیان کرنے کے لیے یہی کافی ہے کہ اسلام کی راہ میں آپ کی قربانیوں کو حضرت علی علیہ السلام کی تلوار کے برابر مانا گیا ہے۔ آپ کا شمار قریش کی مفکر عورتوں میں ہوتا تھا اور آپ کو ملیکۃ العرب اور بطحاء کی سردار کہا جاتا تھا۔ آپ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مونس اور واحد غم گسار ساتھی تھیں، حضرت زینب سلام اللہ علیہا بھی اپنے بھائی حسین علیہ السلام کے لیے اسی طرح تھیں، حضرت خدیجہ نے اسلام کی راہ میں اپنا سارا مال نچھاور کر دیا' اسی طرح حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے بھی کربلا کے انقلاب کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے اپنی ساری ہستی اپنے خاندان کے ہمراہ آرام دہ زندگی اور مدینہ کے امن وامان کو قربان کر دیا۔

آغاز بعثت میں حضرت خدیجہؑ نے جب یہ سنا کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرکین کے حملے میں زخمی ہو گئے اور نظروں سے اوجھل ہو گئے ہیں تو آپ نے روٹی اور ایک کوزے میں پانی لیا اور حضرت علیؑ کے ہمراہ آپ کو ڈھونڈنے نکل پڑیں۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار حراء میں موجود تھے، جناب خدیجہؑ نے آپ کو پانی پلایا اور کچھ کھانے کو دیا، بالکل اسی طرح حضرت زینب سلام اللہ علیہا بھی کئی مرتبہ قتل گاہ کربلا میں گئیں، چونکہ آپ کے پاس غذا اور پانی نہیں تھا لہٰذا ہاتھوں کو سر پر رکھا اور فریاد کی حسینؑ کے لیے مدد طلب کی' عمر سعد سے بلند آواز میں کہا:

"حسینؑ کو مارا جا رہا ہے اور تو کھڑا دیکھ رہا ہے" (۱۴)

مختصر یہ کہ جو صفات خدیجہؑ میں تھیں وہ زینب سلام اللہ علیہا میں بھی تھیں، ظاہری جلال بھی تھا اور معنوی عظمت بھی۔

حضرت زینبؑ کے مصائب اور آنحضرت کا گریہ کرنا

روایت میں ہے کہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی ولادت کے بعد امام حسین علیہ السلام جو اس وقت چار سال کے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا نے مجھے ایک بہن عطا کی ہے۔

پیغمبر اکرمؐ یہ سن کر غمگین ہو جاتے ہیں اور آپ کی آنکھوں سے آنسو نکلنے لگتے ہیں۔ حسین علیہ السلام نے پوچھا: آپ کس وجہ سے غمگین ہوئے اور گریہ کرنے لگے؟ پیغمبر اکرمؐ فرماتے ہیں: اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک !اس کا راز تمہیں بہت جلد معلوم ہو جائے گا۔

ایک روز جبریل امین رسول خداؐ کے پاس آئے' اس حال میں کہ وہ گریہ کر رہے تھے' رسول خدا نے ان کے گریہ کرنے کی علت پوچھی' جبرئیل نے کہا: یہ بچی (زینب سلام اللہ علیہا) زندگی کی ابتداء سے آخر عمر تک مسلسل رنج و بلا اور غموں میں گرفتار رہے گی' کبھی آپؐ کے فراق کی مصیبت میں مبتلا ہوگی، کبھی اپنی ماں کے ماتم میں بیٹھے گی اور اپنے بھائی حسن علیہ السلام کی شہادت کا داغ اٹھائے گی اور ان مصیبتوں سے زیادہ درد ناک اور بڑی مصیبتیں یعنی کربلا کے مصائب میں مبتلا ہوگی' ان مصیبتوں سے اس کی کمر جھک جائے گی اور سر کے بال سفید ہو جائیں گے۔ یہ کہہ کر پیغمبر اکرمؐ رونے لگے اور آنسوؤں سے تر اپنی صورت کو زینب سلام اللہ علیہا کی صورت پر رکھا۔ حضرت زہراؑ نے آپ کے رونے کا سبب پوچھا' تو رسول خداؐ نے حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی کچھ مصیبتوں اور مصائب کا ذکر کیا۔ جناب سیدہ نے پوچھا: اے بابا جان! جو میری بیٹی زینب سلام اللہ علیہا کے مصائب پر گریہ کرے گا اس کا اجر کیا ہوگا؟ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کا اجر حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام پر گریہ کرنے والے کی

طرح ہوگا۔ [۱۵]

یہ بات بھی حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی خصوصیات میں سے ہے کہ آپ پر گریہ کرنے کا ثواب، امام حسین علیہ السلام کے مصائب پر گریہ کرنے کی مانند ہے۔

واضح رہے امام حسین علیہ السلام پر رونے کا ثواب سب سے زیادہ ہے، اس سلسلے میں امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں:

ایما مومن زرفت عیناه لقتل الحسین علیه السلام حتی تسیل علی خده بواه الله غرفا فی الجنة یسکنها احقابا

''مومن کی آنکھ میں اگر امام حسینؑ کی شہادت پر آنسو بھر آئیں اور آنسوؤں کے قطرے اس کے رخساروں پر گریں تو خدا اس کے لیے جنت میں بہت سے غرفے مخصوص کردے گا، جس میں وہ سینکڑوں سال تک رہے گا''[۱۶]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

من تباکی فله الجنة

''امام حسین علیہ السلام کے مصائب پر جو بھی رونے والوں کی صورت بنائے وہ جنت کا مستحق ہوگا''[۱۷]

حضرت زینبؑ، پیغمبر اکرمؐ کی بیٹی، صلب علیؑ میں

حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی خصوصیات میں سے یہ ہے کہ آپ امام حسینؑ کی طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل میں سے یعنی آپ کی بیٹی ہیں۔ رسول کی نواسی نہیں، حضرت زینب سلام اللہ علیہا کو پیغمبر اکرم کی طینت سے خلق کیا گیا ہے، ان

کے ساتھ دوستی کرنا رسول خداؐ کے ساتھ دوستی کرنا ہے، اور ان سے دشمنی کرنا رسول خدا سے دشمنی کرنا ہے۔

اس سلسلے میں مندرجہ ذیل حدیث پر توجہ کریں:

رسول اکرمؐ فرماتے ہیں:

لکل نبی اب عصبة ینسبون الیهم الا ولد فاطمة فانا ولیهم وعصبتهم وهم خلقوا من طینتی ویل للمکذبین بفضلهم من احبهم احبه الله ومن ابغضهم ابغضه الله"

"باپ کی طرف سے بیٹوں کے رشتہ دار ہوتے ہیں جن کی طرف ان کی نسبت دی جاتی ہے، سوائے فاطمہ علیہا السلام کے بچوں کے، میں ان کا ولی اور نسبی سرپرست ہوں' فاطمہ علیہا السلام کے بچے میری طینت اور خمیر ذات سے خلق کیے گئے ہیں، وائے ہو ان کے فضائل کا انکار کرنے والوں پر جو انہیں دوست رکھے گا خدا اسے دوست رکھے گا اور جو ان سے دشمنی رکھے گا خدا اسے دشمن رکھے گا"(۱۸)

ماہرین نفسیات کا کہنا ہے کہ انسان کی شخصیت کو بنانے میں تین امور براہ راست اور اہم کردار ادا کرتے ہیں: (۱) وراثت (۲) تربیت (۳) ماحول۔ حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی شخصیت کو بنانے میں یہ تینوں چیزیں کامل طور پر موجود ہیں۔

(۱) وراثت

حضرت زینب سلام اللہ علیہا نبوت و ولایت اور عصمت کی آغوش میں پیدا ہوئیں۔ آپؑ کے جد امجد رسول اکرمؐ خاتم الانبیاء ہیں' اس سے پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا رسول خدا کی بیٹی ہیں اور آپ کی خمیر ذات رسول سے خلق کی

گئی ہیں اور حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی والدہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اکلوتی بیٹی ہیں ، اور آپ کے والد حضرت علی علیہ السلام ہیں' جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصی اور خلیفہ بلافصل ہیں۔

درحقیقت حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے وجود ذی جود میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ،حضرت علی علیہ السلام اور جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے ملکوتی اور معنوی عالات اور شخصیتوں نیز نبوت' عصمت اور ولایت کا حسین امتزاج تھا ، آپ نے اعلیٰ کمالات ان تینوں شخصیتوں سے ورثے میں حاصل کیے تھے ، اسی وجہ سے آپ کی شخصیت میں اعلیٰ انسانی اوصاف جیسے زہد ،ایثار، صبر، شجاعت ،شکر ، حد کمال تک دیکھنے کو ملتے ہیں اور تمام تاریخ بشریت میں آپ کے بھائی حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام اور بہن ام کلثومؑ کے علاوہ کوئی بھی اس طرح کے وراثتی کمالات کا حامل دکھائی نہیں دیتا۔

وراثت کے سلسلے میں بعض علماء نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ حضرت فاطمہ علیہا السلام ، رفتار و کردار میں اپنے والد رسول خدا سے بہت زیادہ شباہت رکھتی تھیں۔آپ کی شان میں کہا گیا ہے:

کانت مشیتها مشیة ابیها رسول الله و منطقها کمنطقه

''آپ کی روش اور چلنے کا انداز اور بات کرنے کا ڈھنگ بالکل اپنے والد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا تھا''

حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے بارے میں ملتا ہے:

منطقها کمنطق امیر المومنین

''حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی بات چیت کا انداز اپنے والد امیر المومنین علی علیہ السلام جیسا تھا''(۱۹)

(۲) آغوش تربیت

حضرت زینبؑ نے اپنی ابتدائی زندگی کے چھ سال رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی بابرکت آغوش میں گزارے، آپ اپنے والدین حضرت علیؑ اور جناب فاطمہ علیہا السلام کی آنکھوں کے سامنے پلی بڑھیں اور آپ حقیقی اسلام کے اعلی ترین تربیتی قوانین سے بہرہ مند رہیں، آپنے وحی اور عصمت کی آغوش میں دودھ پیا اور حضرت فاطمہ علیہا السلام کی جو دونوں جہان میں سب سے برتر اور پاک وپاکیزہ خاتون تھی، نرم وشفیق آغوش میں نشوونما پائی، اور حضرت علیؑ کے سایہ عاطفت اور ان دو عالی مقام شخصیتوں کی دیکھ ریکھ میں پروان چڑھیں۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

ما نَحَلَ وَالِدٌ وَلَداً نحلاً افضلُ مِن ادَبٍ حَسَنٍ

"والد کی طرف سے اپنے بچے کے لیے حسن ادب اور نیک تربیت سے بہتر کوئی تحفہ نہیں ہے" [۲۰]

کسی نے خاتم الفقہاء شیخ مرتضی انصاری کی والدہ سے کہا:

آپ کو ایسے عظیم شخصیت کی ماں ہونے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں، آپ نے کیا کام انجام دیا ہے کہ جو ایسا نابغہ پارسا اور پاکیزہ بچہ معاشرے کو پیش کیا؟

انہوں نے جواب دیا:

میں نے دودھ پلانے کے دو سال کے عرصے میں کبھی بھی بغیر وضو کے دودھ نہیں پلایا۔ میں نے جو احتیاط اپنے بچے کے سلسلے میں کی ہے اس کے نتیجے میں ایسے اعلی مرتبے پر فائز ہونا بڑی بات نہیں ہے۔ [۲۱]

بے شک صحیح تربیت کا ایک بنیادی اصول ، بچے کے سلسلے میں ماں باپ کی احتیاط ہے اور کون ہے جو حضرت علیؑ اور جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی طرح ہو سکتا ہے کہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی شخصیت کے نکھار میں آپ دونوں کی طرف سے عمل میں لائی گئی احتیاطوں نے اہم کردار ادا کیا ہے۔

بچپن میں جب حضرت زینب سلام اللہ علیہا مرقد رسول خداؐ کی زیارت کے لیے جاتیں، حضرت علی علیہ السلام آپ کو رات میں زیارت کرنے کا حکم دیتے۔

اس کے ساتھ ہی حضرت علی علیہ السلام نے حسن علیہ السلام کو یہ حکم دے رکھا تھا کہ وہ ہمیشہ اپنی بہن کے ساتھ جائیں ، امام حسن علیہ السلام بہن کے آگے آگے اور امام حسین علیہ السلام ان کے پیچھے پیچھے چلتے اور جناب زینبؑ ان کے بیچ میں چلتی تھیں ، اس کے ساتھ ہی حضرت علی علیہ السلام نے یہ بھی حکم دے رکھا تھا کہ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی قبر مطہر پر جلنے والا چراغ بھی بجھا دیا جائے تاکہ نامحرموں کی نگاہیں حضرت زینبؑ پر نہ پڑیں۔ (۲۲)

ایک طرف سے حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی ذاتی استعداد اور لیاقت اور دوسری طرف سے علیؑ اور فاطمہؑ جیسے والدین اور حسن و حسین علیھما السلام جیسے بھائیوں کے ذریعے تعلیم و تربیت کی وجہ سے آپ ممتاز خاتون بن گئیں اور حضرت زہراءؑ اور جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا کے بعد اسلام کی تیسری خاتون کے عنوان سے جانی جانے لگیں۔

(۳) ماحول

ماحول کسی انسان کی شخصیت بنانے میں نہایت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ حضرت زینبؑ ایسے ماحول میں پروان چڑھیں جو فضائل و کمالات کا مرکز تھا۔ یہ سراسر خلوص کا

ماحول تھا۔

حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے مدینہ کے پاکیزہ ماحول میں رسول اکرمؐ حضرت علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ علیہم السلام کے درمیان تربیت حاصل کی۔

نتیجہ یہ کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی تربیت، اس کے تین بنیادی اصولوں کے مطابق کامل اور صحیح ہوئی تھی، ملکوتی آغوش میں آپ کی تربیت نے آپ کو اعلیٰ کمالات پر فائز کیا اور انسانیت کے درخشاں انوار اور اعلیٰ اسلامی اور انسانی اقدار کو آپ کے وجود میں جلوہ گر کیا۔

آپ رسول اکرمؐ کے اس قول کی مصداق بن گئیں:

ماورث والد ولده افضل من ادب

''باپ کی طرف سے اپنی اولاد کے لیے ادب اور صحیح تربیت سے اچھی کوئی میراث نہیں ہے''(۳۲)

حضرت زینبؑ کے بچپن کی کچھ یادیں

حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی ساری زندگی ان کی والدہ جناب فاطمہ علیہا السلام کی زندگی کی طرح تعمیری اور بامقصد یادوں سے بھری پڑی ہے۔ نمونے کے طور پر ذیل میں ہم کچھ یادوں کا ذکر کر رہے ہیں۔

(۱) حضرت زینبؑ کے خواب کی تعبیر

اگر حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی تاریخ ولادت کا سال ہجرت کا پانچواں سال مانا جائے تو آپ نے اپنی عمر کے پانچ سال رسول اکرمؐ کے سائے میں گزارے۔ انہی دنوں میں ایک دن آپ رسول خدا کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا: اے خدا کے

رسول! جد بزرگوار! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک شدید طوفان آیا ہے اور دنیا پر تاریکی چھا گئی۔ مجھے یہ طوفان ادھر ادھر پھینک رہا تھا، میں نے وہاں ایک بڑا درخت دیکھا اور میں اپنی جان کی حفاظت کے لیے اس درخت سے چپک گئی، طوفان نے اس درخت کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا' تب میں نے اس درخت کی ایک مضبوط شاخ کا سہارا لیا، طوفان نے اس شاخ کو بھی توڑ دیا، اس کے بعد میں نے دوسری شاخ کا سہارا لیا، وہ بھی ٹوٹ گئی' پھر اس کے بعد دو آپس میں جڑی ہوئی شاخوں کا سہارا لیا، طوفان کی شدت سے وہ بھی ٹوٹ گئیں' آخرکار میں سہمی ہوئی خود سے بیدار ہوگئی۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو اس خواب کی تعبیر سے آگاہ تھے، یہ سن کر شدید گریہ کیا اور اس خواب کی تعبیر حضرت زینب سلام اللہ علیہا کو مخاطب کرکے یوں بیان کی:

اے میری آنکھوں کا نور! وہ بڑا درخت تمہارے جد رسول خداؐ ہیں' جس کو بہت جلد موت کا طوفان اپنے ساتھ لے جائے گا' اور وہ جو مضبوط شاخ جس سے تم نے پہلی بار سہارا لیا وہ تمہاری ماں ہیں' دوسری شاخ تمہارے والد ہیں اور وہ آپس میں ملی ہوئی شاخیں تمہارے دو بھائی حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام ہیں، جن کو موت کا طوفان تم سے جدا کردے گا اور تم ان کی جدائی میں مبتلا ہوگی اور تمہاری آنکھوں میں دنیا تاریک ہو جائے گی' تم سیاہ کپڑے پہنو گی اور ان کے سوگ میں بیٹھو گی۔

روایت میں ہے کہ ایک دن حضرت زینب سلام اللہ علیہا قرآن کی تلاوت فرما رہی تھیں کہ حضرت علی علیہ السلام ان کے قریب آئے اور آپ نے اشارے اور کنایہ میں ان پر آئندہ پڑنے والے مصائب کا ذکر کیا، حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے کہا کہ میں نے ان حادثات اور مصائب کے بارے میں اپنی والدہ سے سنا ہے۔ [۲۴]

اسی طرح حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے اپنے بچپن ہی میں یہ بات جان لی

تھی کہ آپ کو شدید غموں اور دکھوں کا سامنا کرنا ہوگا اور ان مصائب کو برداشت کرنے کے لیے خود کو صبر و شہامت کے ساتھ آمادہ کرنا ہوگا۔ (۴۵)

ان موارد کے علاوہ دیگر موارد جیسے حدیث ام ایمن جو بعد میں ذکر کی جائے گی ،آپ کو مستقبل میں آنے والی مصیبتوں سے آگاہ کیا گیا تھا۔

(۲) ماں کی شہادت اور جناب زینبؑ

پیغمبر اکرمؐ کی وفات حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے لیے شدید رنج و الم کا باعث ہوئی۔ انہوں نے رسول خداؐ کے فراق میں اپنی ماں کے دکھ درد دیکھے' جو اپنے والد کی جدائی کا غم اٹھا رہی تھیں' اس کے ساتھ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کا وجود جو پیغمبر کی تنہا یادگار تھیں زینب سلام اللہ علیہا اور دوسرے اہل بیتؑ کے لیے تسلی کا باعث تھا، لیکن آپ پر قیامت اس وقت گزر گئی جب حضرت علی علیہ السلام نے آپ کی والدہ کو رات میں کفن پہنایا اور آواز دی:

اے زینبؑ! اے ام کلثومؑ! اے حسنؑ! وحسینؑ! اے فضہؑ! آؤ اور اپنی والدہ کا آخری دیدار کرلو۔ زینب سلام اللہ علیہا جو اس وقت بھی مکمل اسلامی پردے میں تھیں' اپنے والد کی طرف جاتی ہیں' اس وقت آپ کو رسولؐ خدا کی یاد آجاتی ہے۔ آپ انہیں مخاطب کر کے جانکاہ انداز میں کہتی ہیں:

یارسول اللہ! الآن حقا فقدناک

''اے رسول خدا! دراصل آج ہم نے آپ کو کھو دیا ہے''

(۳) موحد زبان دو نہیں کہتی

ایک دن حضرت زینب سلام اللہ علیہا اپنے والد بزرگوار کی آغوش میں بیٹھی ہوئی

تھیں کہ امیر المومنین اپنے مخصوص پیار بھرے انداز میں اپنی بیٹی کو کچھ لکھا رہے تھے کہ اس وقت حضرت علیؑ نے کہا:

بیٹا کہو: ایک۔

جناب زینب سلام اللہ علیہا نے کہا: ایک۔

حضرت علی علیہ السلام نے کہا: بیٹی کہو: دو۔

حضرت زینب سلام اللہ علیہا خاموش رہیں۔

امیر المومنین نے فرمایا: چپ کیوں ہو' کہو دو۔

جناب زینب سلام اللہ علیہا نے کہا:

بابا جان! جس زبان کو ایک کہنے کی عادت ہو وہ کس طرح سے دو کہے؟

اگرچہ حضرت علی علیہ السلام نے اس وقت دو کا عدد کہنے کو کہا تھا لیکن زینب سلام اللہ علیہا اس لمحے خدا کی وحدانیت کی طرف متوجہ تھیں اور ان کی زبان سے دو کا عدد ادا نہیں ہوا۔

حضرت علی علیہ السلام اپنی لخت جگر کے جواب سے بہت خوش ہوئے اور انہیں اپنے سینے سے لگا کر ان کی پیشانی کا بوسہ دیا۔[۲۶]

(۴) خالص توحید

ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک بار جناب زینب سلام اللہ علیہا نے اپنے بابا سے پوچھا: کیا آپ ہمیں چاہتے ہیں؟

امیر المومنین نے فرمایا: بے شک کس طرح میں تمہیں نہ چاہوں جب کہ تم لوگ میرے دل کی ٹھنڈک ہو؟

جناب زینب سلام اللہ علیہا نے کہا: بابا جان! دل میں دو دوست جمع نہیں ہو

سکتے خالص دوستی صرف خدا کے لیے ہے اور لطف و مہربانی ہمارے لیے ہے۔[۴۷]

حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے اس بیان سے خدا کی توحید عملی کی طرف اشارہ کیا جو خدا کی طرف توجہ اور صرف اس سے لو لگانا ہے اور اپنے بچوں سے دوستی کے معنی ظاہری دوستی اور مہربانی کے ہیں، حقیقی دوستی کے نہیں جو صرف خدا سے مخصوص ہے۔

حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے اپنے بچپن میں ان اعلیٰ مفاہیم کی وضاحت کی۔ بے شک جو پنجتن کے ساتھ رسول خداؐ حضرت علیؑ، فاطمہؑ، حسن و حسین علیہم السلام کے ساتھ نشوونما پائے ایسا ہی ہوتا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام اس طرح ایک سوال کر کے اس چھوٹی سی عمر میں حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی عظمت کو واضح کرنا چاہتے تھے۔

(۵) عفو و ایثار

امیر المومنین علی علیہ السلام کے گھر ایک دن ایک مہمان آیا، گھر میں کھانے کے لیے کچھ بھی نہیں تھا' حضرت علی علیہ السلام نے جناب فاطمہ علیہا السلام سے فرمایا: کیا گھر میں کچھ کھانے کو ہے؟

جناب فاطمہ علیہا السلام نے جواب دیا:

''صرف ایک روٹی ہے جو زینب سلام اللہ علیہا کے لیے رکھی ہے''

جناب زینب سلام اللہ علیہا جاگ رہی تھیں، آپ نے اپنی والدہ کی بات سن لی، اگرچہ اس وقت آپ صرف پانچ سال کی تھیں' آپ نے اپنی والدہ سے کہا:

''مہمان کے لیے میری روٹی لے جائیں میں صبر کر لوں گی''[۴۸]

اس طرح زینب سلام اللہ علیہا نے اپنے ایثار اور سخاوت کے ذریعے مہمان نوازی کی مٹھاس کو بھوک کی تلخی پر ترجیح دی۔

(۶) امام حسینؑ سے آپؑ کی محبت

آپ امام حسین علیہ السلام سے بچپن سے ہی بہت زیادہ محبت کرتی تھیں، جس کا بیان محال ہے' آپ ہمیشہ اپنے بھائی کے ہمراہ رہنے کی کوشش کرتی تھیں تا کہ آپؑ ہمیشہ حسین علیہ السلام کا چہرہ دیکھتی رہیں، یہ عجیب محبت' مہربان اور خصوص جناب فاطمہ علیہا السلام کے تعجب کا باعث ہوا، ایک دن آپ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا:

بابا جان! زینبؑ اور حسینؑ کے درمیان محبت نے مجھے تعجب میں ڈال دیا ہے، زینبؑ کو حسینؑ کے بغیر قرار نہیں ملتا اگر کچھ دیر کے لیے حسینؑ سے جدا ہو جائے تو بے قرار ہو جاتی ہے۔

یہ سن کر پیغمبر اکرمؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے، آپ نے درد بھری آہ کی اور جناب فاطمہ علیہا السلام سے فرمایا:

''اے میری آنکھوں کا نور! یہ بچی حسینؑ کے ہمراہ کربلا جائے گی اور حسینؑ کے مصائب سختیوں اور دکھوں میں اس کی شریک ہوگی''(۲۹)

اس بنا پر جب آپ کی شادی آپ کے چچا زاد بھائی عبداللہ بن جعفر سے ہوئی تو آپ نے یہ شرط رکھی کہ جب بھی آپ چاہیں گی امام حسین علیہ السلام سے ملنے آ سکتی ہیں' ان کے ہمراہ سفر پر جا سکتی ہیں اور عبداللہ روکیں گے نہیں، اس بارے میں مزید تفصیلات آگے آئیں گی۔

بعض مورخین نے لکھا ہے کہ امام حسین علیہ السلام سے آپ کی محبت کا یہ عالم تھا کہ دن میں کئی مرتبہ ان سے ملنے آتی تھیں، جب آپ نماز پڑھتی تھیں تو سب سے پہلے امام حسین علیہ السلام کے نورانی چہرے کی زیارت کرتی تھیں، اس کے بعد نماز پڑھتی تھیں۔

روز عاشورا آپ اپنے دو بیٹوں عونؑ اور محمدؑ کو لے کر امام حسین علیہ السلام کے پاس آتی ہیں اور عرض کرتی ہیں:

" میرے جد ابراہیمؑ نے قربانی دی تھی، آپ بھی میری اس قربانی کو قبول کریں، اگر عورتوں پر جہاد کرنا واجب ہوتا اور جنگ کرنا ان کے لیے درست ہوتا تو میں ہر لحظہ آپ پر ہزار جان فدا کرتی اور ہزار مرتبہ شہادت کی طالب ہوتی "(۳۰)

علامہ جزائری نے کتاب الخصائص الزینبیہؑ میں لکھا ہے:

" جب زینب سلام اللہ علیہا شیر خوار اور جھولے میں تھیں، جب بھی ان کے بھائی حسین علیہ السلام ان کے نظروں سے اوجھل ہو جاتے تو آپ بے قرار ہو جاتیں اور رونا شروع کر دیتی تھیں، اور جب آپ کو امام حسین علیہ السلام کا نورانی چہرہ دکھائی دیتا خوش ہو جاتیں اور مسکرانے لگتیں۔ جب آپ بڑی ہوئیں تو نماز سے پہلے امام حسین علیہ السلام کے چہرے کی زیارت کرتیں اور اس کے بعد نماز پڑھتی تھیں "(۳۱)

تبصرہ

امام حسین علیہ السلام سے حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی محبت صرف ایک جذباتی مسئلہ نہیں تھا، بلکہ یہ گہری اور خالص ملکوتی محبت تھی، اس محبت کا سرچشمہ نور مطلق اور غیب تھا، کیونکہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان لقتل الحسین حرارۃ فی قلوب المومنین لا تبرد ابدا

" بے شک حسین علیہ السلام کی شہادت میں ایسی حرارت ہے کہ جس سے مومنوں کے دل سرد نہیں پڑیں گے "(۳۲)

حضرت زینب سلام اللہ علیہا ابتدائی زندگی ہی سے کامل ایمان کی حامل تھیں،

امام حسین علیہ السلام کی محبت کا سرچشمہ یہی ایمان تھا۔ یہ ہر انسان کے کامل اور سالم ایمان کی خصوصیت ہے کہ وہ امام کو دوست رکھے، اور ان کی عملی اور فکری روش پر عمل کرے، لہذا امام حسین علیہ السلام سے حضرت زینبؑ کی محبت میں عشق، ایمان، پاک جذبات، شعور اور آپ کی فہم وفراست شامل ہے، واضح ہے کہ ایسی محبت مشترک مقاصد کی راہ میں بہت کارساز اور مفید ثابت ہوتی ہے۔

(۷) حضرت زینبؑ سے امام حسینؑ کی محبت

امام حسین علیہ السلام بھی حضرت زینب سلام اللہ علیہا سے بہت محبت کیا کرتے تھے اور آپ کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے، ایک دن حضرت زینب سلام اللہ علیہا' امام حسین علیہ السلام کے پاس آئیں، امام علیہ السلام تلاوت میں مشغول تھے' آپؑ نے قرآن کو رکھا اور حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے احترام میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ جلیل القدر عالم دین شیخ زین العابدین مازندرانی نے اپنے رسالۂ عملیہ میں لکھا ہے:

سوال: اس سلسلے میں آپ کیا فرماتے ہیں کہ کوئی قرآن پڑھ رہا ہو اور اس کے پاس ایک مومن آئے، کیا تلاوت کرنے والا اس مومن کے احترام میں تلاوت چھوڑ کر کھڑا ہوسکتا ہے؟ حکم شرعی بیان فرمائیں؟

جواب: ایک دن حضرت زینب سلام اللہ علیہا اپنے بھائی حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس آئیں' امام حسینؑ قرآن پڑھ رہے تھے' آپ اسی حال میں کہ قرآن آپ کے ہاتھوں میں تھا، اپنی بہن کے احترام میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ (۳۳)

سید جعفر آل بحرالعلوم کی کتاب تحفۃ العالم میں آیا ہے کہ امام حسینؑ نے قرآن زمین پر رکھا اور اپنی بہن کے احترام میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ (۳۴)

حضرت زینبؑ کی شادی کے بارے میں وضاحت

خزاز قمی سے روایت ہے کہ ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت علیؑ اور جناب جعفر طیارؓ کے بچوں کو دیکھا اور فرمایا:

بناتنا لبنينا وبنونا لبناتنا

''ہماری بیٹیاں ہمارے بیٹوں کے لیے ہیں اور ہمارے بیٹے ہماری بیٹیوں کے لیے ہیں'' (۳۵)

جب حضرت زینب سلام اللہ علیہا سن بلوغ کو پہنچیں تو بہت سے قبیلوں کی ممتاز اور بڑی شخصیتوں نے ان سے شادی کی غرض سے پیغام بھیجا، اسی طرح اشعث بن قیس نے بھی پیغام بھیجا۔ حضرت علی علیہ السلام نے جو اشعث بن قیس کے نفاق سے بخوبی واقف تھے، شدت سے اس پیغام کو ٹھکراتے ہوئے تیز لہجے میں اس سے فرمایا:

یا ابن الحائک غرک ابن ابی قحافة

''اے جولاہے کے بیٹے! تجھے ابو بکر نے دھوکہ میں رکھا ہے، اگر اس کے بعد میری بیٹی کا نام تیری زبان پر آیا تو تیرا جواب تلوار کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوگا''

واضح رہے کہ حضرت ابو بکر کی ایک نابینا بہن تھی جو اشعث بن قیس کے نکاح میں تھی' اس عورت سے اس کے دو بچے یعنی ایک لڑکی اور ایک لڑکا تھا، لڑکی کا نام اسماء اور لڑکے کا نام محمد بن اشعث تھا، اس لڑکی نے امام حسن علیہ السلام کو زہر دیا اور لڑکا امام حسین علیہ السلام کے قتل میں شریک تھا۔ (۳۶)

حضرت زینبؑ کا نکاح

حضرت زینب سلام اللہ علیہا سے شادی کرنے کے خواہاں ،حضرت علی علیہ السلام کے بھتیجے عبداللہ بن جعفر بھی تھے ،لیکن شرم کے مارے وہ اپنا مدعٰی بیان نہ کر پائے' آخر کار انہوں نے اس کام کے لیے ایک شخص کو حضرت علی علیہ السلام کی خدمت اقدس میں بھیجا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث یاد دلائی کہ آپ نے فرمایا ہے:

''ہمارے بیٹے ہماری بیٹیوں کے لیے اور ہماری بیٹیاں ہمارے بیٹوں کے لیے ہیں''

اس طرح حضرت عبداللہ نے حضرت زینبؑ سلام اللہ علیہا سے شادی کرنے کی درخواست کی ۔حضرت علیؑ نے ان کی درخواست قبول فرمائی اور یہ مقدس رشتہ وجود میں آیا۔(۳۷)

بعض روایتوں کے مطابق حضرت زینب سلام اللہ علیہا اور جناب عبد اللہ کی شادی ہجرت کے سترہویں سال میں ہوئی ، جب حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی عمر تیرہ سال تھی۔ (۳۸)

روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے اپنے شہید بھائی جعفر کے تین بیٹوں کی تربیت کی اور انہیں پالا پوسا ، یہ تین بیٹے عبداللہ بن جعفر، محمد بن جعفر اور عون بن جعفر ہیں ، یہ تینوں اپنے چچا حضرت علی علیہ السلام کی سر پرستی میں پلے بڑھے ، اور جب یہ شادی کی عمر کو پہنچے تو حضرت علی علیہ السلام نے اپنی بیٹی زینبؑ کا نکاح عبداللہ سے کیا ، اپنی دوسری بیٹی ام کلثومؑ کو محمد بن جعفر کے نکاح میں دیا اور اپنے بھائی عقیل کی بیٹی کو عونؓ کے نکاح میں دیا۔ (۳۹)

یاد رہے کہ جعفر طیار کے دو بیٹے عون اور محمد نے کربلا میں امام حسین علیہ السلام کی رکاب میں شہادت پائی۔ (۴۰)

حضرت عبداللہ کی شخصیت

عبداللہ، جعفر طیار کے بیٹے ہیں، جعفر طیار حضرت ابو طالب کے تیسرے بیٹے ہیں، جعفر، حضرت علی علیہ السلام سے دس سال بڑے تھے، آپ نے اوائل ہی میں اسلام قبول کرلیا تھا۔ (۴۱)

بعثت کے پانچویں سال میں جعفر طیار نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے تقریباً ۷۵ یا ۸۰ مسلمانوں کے ہمراہ جن میں ۱۲ عورتیں بھی شامل تھی، حبشہ کی طرف ہجرت کی' اس ہجرت کا مقصد مشرکین کے گزند سے بچنا تھا، ان لوگوں نے حبشہ میں آزادی اور امن و امان کی زندگی گزاری۔ جعفر اپنے ساتھیوں کے ساتھ حبشہ میں ۱۵ سال رہے۔ آپ نے وہاں اسلام کی تبلیغ کی اور وہاں کے بادشاہ نجاشی اور بہت سے لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ جناب جعفر کی اہلیہ اسماء بنت عمیس تھیں' آپ کا شمار اسلام کی معروف خواتین میں ہوتا ہے' ان کے بطن سے جناب جعفر کے تین بیٹے عبداللہ، محمد اور عون پیدا ہوئے۔ (۴۲)

حضرت جعفر طیار ساتھیوں کے ہمراہ ہجرت کے ساتویں سال میں مدینہ واپس آئے' ان کے آنے سے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر مسلمانوں کو بے حد خوشی ہوئی۔ کچھ ہی مہینے بعد، یعنی ہجرت کے آٹھویں سال جنگ موتہ واقع ہوئی، اس جنگ میں حضرت جعفر پہلے اسلامی سردار تھے جو بازو کے قلم ہونے کے بعد شہید ہوئے، پیغمبر اسلام نے مدینہ میں وحی کے ذریعے مسلمانوں کو جنگ موتہ کی کاروائی سے آگاہ کیا اور فرمایا: "کافروں نے حضرت جعفر کے جنازے کو تیروں کے ذریعے زمین سے اٹھا لیا ہے" اس کے بعد آپ نے اس طرح فرمایا: خدایا! میرے چچا زاد بھائی جعفر کو رسوا نہ کرنا،

اسی وقت خدا نے جعفر کو بازو کے بدلے میں دو پر عطا کیے، اور آپ نے کافروں کے تیروں پر سے بہشت کی سمت پرواز کی، اسی وجہ سے آپ کو جعفر طیار کہا جاتا ہے۔

حضرت جعفر کی شہادت کے وقت آپ کے بچے چھوٹے تھے، پیغمبر، مدینہ میں اسماء کے گھر تشریف لائے، آپ نے جعفر کے بچوں کو بلایا' انہیں پیار کیا اور ان کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا، اور انہیں دلاسے دینے کے بعد اپنے گھر لے آئے اور تین دن تک اپنا مہمان رکھا۔ (۴۴)

جناب زینب سلام اللہ علیہا کے شوہر حضرت عبداللہ پہلے مسلمان ہیں جو افریقا میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی میں آپ کے والد کی شہادت کی وجہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پر بے حد مہربان تھے، مدینے کے بچوں اور نوجوانوں میں آپ کا خاص احترام تھا اور آپ نہایت ممتاز شخصیت کے مالک تھے۔

عبداللہ پر آنحضرتؐ کی مہربانی اور شفقت

عبداللہ کہتے ہیں، میں نوجوان تھا، پیغمبر اسلامؐ میری ماں کے پاس آئے اور انہیں میرے والد کی شہادت کی خبر سنائی' میں نے آنحضرت کی طرف دیکھا، آپ نے میرے سر پر دست شفقت پھیرا، آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے، جس سے آپ کی ریش مبارک بھیگ گئی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم لوگوں کے حق اور ہمارے والدین کے حق میں دعا فرمائی۔ اس کے بعد میری ماں سے کہا: اے اسماء! کیا تم چاہتی ہو کہ تمہیں بشارت دوں؟

میری ماں نے کہا: جی ہاں میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خدا نے جعفر کو دو پر عطا کیے ہیں اور وہ اب ان کے ذریعے جنت میں پرواز کر رہے ہیں۔

میری ماں نے کہا: یہ بشارت لوگوں کو بھی سنا دیجیے؟

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری ماں کی بات قبول کی اور میرا ہاتھ پکڑ کر مسجد تشریف لے گئے، اور مجھے ایک زینہ نیچے بٹھایا، آپ کے چہرے پر غم واندوہ کے سایے تھے، آپ نے فرمایا:

''اے لوگو! انسان اپنے بھائی اور اپنے چچا زاد بھائیوں کی وجہ سے تنہائی کا احساس نہیں کرتا' آگاہ ہو جاؤ کہ جعفر شہید ہو گئے خدا نے انہیں دو پر عطا کیے ہیں اور وہ ان کے ذریعے پرواز کرتے ہیں۔

اس کے بعد آپ منبر سے اترے اور مجھے اپنے ساتھ گھر لے گئے، آپ نے میرے لیے کھانا منگوایا، اس کے بعد آپ نے میرے بھائیوں کو بلوایا اور انہیں بھی کھانا کھلایا، ہم لوگ تین دن تک آنحضرت کے گھر میں رہے، ان تین دنوں میں ہم لوگ آپ کی ازواج کے پاس جایا کرتے تھے، تین دن کے بعد آپ نے ہمیں واپس گھر بھیج دیا، کچھ دنوں بعد آپ میرے پاس تشریف لائے، اس وقت میں بھیڑوں کی خرید و فروخت میں مشغول تھا، آپ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا:

''خدایا! عبداللہ کو تجارت میں برکت دے''

خدا کی قسم! اس دعا کے بعد میں نے جو بھی بیچا یا خریدا، اس میں مجھے بے حد فائدہ اور برکت حاصل ہوئی۔ (۴۴)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبداللہ کا بہت احترام کیا کرتے تھے اور جب بھی انہیں دیکھتے، فرماتے تھے:

السلام علیک یا بن ذوی الجناحین

''سلام ہو تم پر اے دو پروں والے کے بیٹے!''(۴۵)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کی وجہ سے حضرت عبداللہ اپنے زمانے کے بارسوخ اور دولت مند افراد میں شمار کئے جانے لگے ، آپ نہایت سخی اور کریم تھے ، حاجت مندوں کو ہمیشہ عطا کرتے تھے ، آپ اس قدر سخاوت کرتے تھے کہ بعض لوگ آپ کے اس کرم کے لیے آپ کی سرزنش کرتے تھے ، اور دولت ختم ہو جانے سے ڈراتے تھے ، آپ ان کے جواب میں کہتے :

لست اخشی قلة العدم

ما اتقیت الله فی کرمی

فکلما انفقت یخلفه

لی رب واسع النعم

" مجھے اپنی دولت کے نابود ہو جانے کا کوئی خوف نہیں ہے ، کرم اور بخشش سے مجھے کوئی ڈر نہیں کیونکہ جو کچھ میں خدا کی راہ میں انفاق کروں گا ، خدا مجھے دوبارہ وہ چیزیں عطا کردے گا ، میرا خدا ، بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے "

یہاں پر مناسب ہوگا ، کہ جناب عبداللہ کی سخاوت کا ایک نمونہ پیش کیا جائے ۔

ایک دن حضرت عبداللہ گھوڑے پر سوار کہیں جا رہے تھے کہ ایک شخص نے آپ کا راستہ روکا اور آپ کے گھوڑے کی لگام پکڑ کر کہا : اے امیر! تمھیں خدا کی قسم ہے میرا سرتن سے جدا کردو ۔ جناب عبداللہ کو اس کی بات پر بہت تعجب ہوا ، آپ نے کہا : تمہاری عقل چل گئی ہے؟

اس شخص نے کہا : خدا کی قسم ایسا نہیں ہے ۔

جناب عبداللہ نے اس سے پوچھا : تو پھر تم یہ بات کیوں کہہ رہے ہو؟

اس شخص نے کہا : میرا ایک سنگ دل اور ضدی دشمن ہے ، جس نے مجھ پر عرصہ

حیات تنگ کر رکھا ہے اور میں اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہوں ۔

جناب عبداللہ نے پوچھا: وہ دشمن کون ہے؟

اس شخص نے جواب دیا: فقر و ناداری ۔

جناب عبداللہ نے اپنے غلام سے فرمایا: اس کو ایک ہزار دینار دیدو۔

غلام نے آپ کے حکم کی تعمیل کی ۔

جناب عبداللہ نے اس شخص سے کہا: اے برادر عرب! یہ پیسہ لو اور جب بھی تمہارا دشمن تمہاری طرف رخ کرے میرے پاس آجاؤ تاکہ میں خدا کے فضل سے تمہیں اس دشمن سے نجات دلاسکوں ۔

اس شخص نے کہا: خدا کی قسم تم نے میری اتنی مدد کردی ہے کہ میں ساری عمر اپنے دشمن سے مقابلہ کرسکتا ہوں اور اسکو اپنے سے دور رکھ سکتا ہوں ۔ (۴۲)

حضرت عبداللہ بن جعفر اور اہل بیتؑ کا دفاع

عبداللہ بن جعفر اہل بیت کے مخلص حامی تھے' پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت علی علیہ السلام کی خلافت کے سلسلے میں آپ نے کئی مرتبہ محکم اور ٹھوس طرح سے مولا علیؑ کا دفاع کیا ہے، اس بارے میں آپ کے بہت سے واقعات اور دلائل ذکر کیے گئے ہیں، ان میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

ایک مرتبہ، جناب عبداللہ معاویہ کے دربار میں گئے، معاویہ نے دکھانے کے لیے ان کا شایان شان احترام کیا، اور عزت سے اونچی جگہ پر بٹھایا، اس وقت معاویہ کے مشیر خاص عمرو عاص نے حضرت علی علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرنا شروع کی اور آپ کی ذات مقدس کی توہین کی، عمرو عاص کی اس شرم ناک حرکت پر حضرت عبداللہ کو ایسا شدید غصہ آیا کہ غصہ سے آپ کانپنے لگے، آپ نہایت تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھ

کھڑے ہوئے ، یہ دیکھ کر عمرو عاص ڈر گیا ، اور کہنے لگا : اے عبداللہ بن جعفر! غصہ پی جاؤ، صبر و تحمل کا مظاہرہ کرو۔اس کے جواب میں جناب عبداللہ نے کہا: خاموش ہو جا! تیری ماں تیرے سوگ میں بیٹھے! اس کے بعد آپ نے اپنی آستین چڑھائی اور معاویہ کی طرف رخ کر کے مضبوط لہجے میں کہا:

اے معاویہ! ہم کب تک اپنا غصہ پیتے رہیں اور تیری ناپسندیدہ اور مذموم ، حرکتوں اور باتوں پر صبر کرتے رہیں؟ اے معاویہ! تیری ماں تیرے سوگ میں بیٹھے! تو ہمیں بہت اچھی طرح سے پہچانتا ہے اور ہماری پاکیزگی و طہارت اور ہمارے دیگر فضائل وصفات سے آگاہ ہے، خدا کی قسم میں یہ کبھی نہیں برداشت کرسکتا کہ کنیزوں اور غلاموں کی اولاد ہماری توہین کریں ، اور تیری قوم کے ذلیل اور بدمعاش لوگ ہم پر مسلط ہو جائیں ، ہم تیری طرح نہیں تو نے مسلمانوں کا خون بہایا' تو نے رسول خدا اور حضرت علیؑ کے خلاف جنگ کی' ہرگز ہم تیری اس غلطی کو درست تسلیم نہیں کریں گے ، خدا کی قسم اگر اس کے بعد تو نے ہمارے بارے میں ناپسندیدہ گفتگو کی تو ایسا کام کروں گا کہ تو ہمیشہ غم و اندوہ میں دبا رہے گا اور ہرگز خوشی کا چہرہ نہ دیکھے گا' آپ کی یہ باتیں سن کر معاویہ نے کہا:

اے ابو جعفر! اپنے غصے کو ٹھنڈا کرو' عمرو عاص پر لعنت کہ اس نے تمہارے غصے کی آگ کو بھڑکایا تم حق پر ہو' تم بنی ہاشم کے سید و سردار ہو اور دو پر والے کے بیٹے ہو۔

حضرت عبداللہ نے کہا:

ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ بنی ہاشم کے سید و سردار حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام ہیں' حاشا کہ میں ان دو بزرگواروں کے ہوتے ہوئے بنی ہاشم کا سردار کہلاؤں۔

معاویہ نے کہا: میں تمہیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں یہ باتیں تمام کرو اور ہم سے

اپنی حاجت بیان کرو کہ تمہاری حاجت ضرور پوری ہوگی۔

حضرت عبداللہ نے کہا: میں اس مجلس میں ہرگز اپنی حاجت کا اظہار نہیں کروں گا اور تیری طرف اپنا ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا' یہ کہہ کر عبداللہ غصے میں مجلس سے نکل گئے۔ اس وقت معاویہ نے اپنے درباریوں کی طرف دیکھا اور عبداللہ کی اس طرح تعریف کی کہ خدا کی قسم عبداللہ کا اخلاق و کردار رسول خدا کے اخلاق و کردار کی طرح ہے' کتنا اچھا ہوتا وہ میرے بھائی ہوتے: اس کے بعد معاویہ نے عمرو عاص کی طرف دیکھا اور کہا تم نے دیکھا کہ عبداللہ نے تیری طرف اعتنا نہیں کی اور تجھ سے مخاطب نہیں ہوئے کیونکہ تجھے اس لائق نہیں سمجھا بلکہ تجھے اس سے پست تر سمجھا کہ تجھے مخاطب کیا جا سکے۔ (۳۰)

عبداللہ کربلا کیوں نہیں گئے؟

عبداللہ کے بارے میں صرف ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ وہ امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ کربلا کیوں نہیں آئے۔ کیا آپ نے اس سلسلے میں کوتاہی کی یا آپ امام حسین علیہ السلام کی تحریک کو نہیں جانتے تھے؟ ان سوالوں کا جواب یہ ہے کہ آپ دل و جان سے امام حسین علیہ السلام کی تحریک کو قبول کرتے تھے' اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ نے اپنی بیوی اور بچوں کو کربلا جانے سے نہیں روکا اور جب آپؓ کو اپنے بیٹوں عونؓ و محمدؒ کی شہادت کی خبر ملی تو آپ نے صبر و حوصلے کا مظاہرہ کرتے ہوئے (انا للہ وانا الیہ راجعون) کہا۔ یہ سن کر آپ کے ایک غلام نے توہین آمیز لہجے میں کہا یہ ہی ہے جو ہمیں حسین علیہ السلام سے ملا ہے۔ عبداللہ کو غلام کی بات پر شدید غصہ آیا اور آپ نے اسے جوتے سے مارا اور کہا: اے ناپاک اولاد! کیا تو حسین علیہ السلام کے حق میں اس طرح گستاخی سے بات کرتا ہے، خدا کی قسم اگر میں کربلا میں ہوتا تو شہید ہونے تک حسین علیہ السلام سے جدا نہ ہوتا، خدا کی قسم میں نے خدا کی راہ میں اپنے بیٹوں کو بھیجا

اور انہیں حکم دیا ہے کہ وہ حسین علیہ السلام کی رکاب میں جہاد کریں۔ (۴۸)

روایت ہے کہ حضرت عبداللہ کو غلام کی بات پر اس قدر شدید غصہ آیا کہ آپ نے عصا سے اسے مارنا چاہا لیکن غلام بھاگ گیا اور اس کے بعد عبداللہ نے اسے اپنے گھر آنے نہیں دیا۔ (۴۹)

اس طرح سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ جناب عبداللہ بہ نفس نفیس کربلا میں موجود نہیں تھے لیکن آپ نے اپنے بیٹوں کو امام حسین علیہ السلام کی حمایت کے لیے بھیجا تھا۔
بعض مورخین نے لکھا ہے کہ آپ ایک شدید عارضہ میں مبتلا ہو گئے تھے اس لیے کربلا نہ جا سکے۔ (۵۰،۵۱)

بہر حال خدا اور اہل بیتؑ کے نزدیک عبداللہ کو عظیم مقام حاصل تھا، آپ کبھی بھی کوئی ایسا کام نہیں کرتے جو حضرت علی یا حسنین علیہم السلام کی ناراضگی کا سبب ہوتا، کربلا میں آپ کا نہ ہونا شاید بعض مصلحتوں کی بنا پر تھا، ان میں ایک مصلحت، اہل بیت عصمت وطہارت، کے اہداف کا نفاذ تھا۔
اگر عبداللہ بلا عذر اور امام حسین علیہ السلام کے بغیر مشورے کے کربلا سے دور رہتے تو یقیناً جناب زینب سلام اللہ علیہا اس بات پر اعتراض کرتیں جب کہ کسی کو اس بات میں شک نہیں کہ کربلا سے لوٹنے کے بعد حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے عبداللہ کے ساتھ زندگی گزاری اور کبھی ان پر اعتراض نہیں کیا۔ (۵۲)

علامہ جزائری اس سلسلے میں لکھتے ہیں:
ممکن ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے مدینہ میں بنی ہاشم کی حفاظت کے لیے عبداللہ کو مکہ اور مدینہ میں چھوڑ رکھا تھا کیونکہ یزید اس قدر سنگدل تھا کہ وہ بنی ہاشم کی

ایک فرد کو بھی زندہ نہیں چھوڑنا چاہتا تھا، اور چونکہ عبداللہ کا شجاعت اور دیگر فضائل کی وجہ سے عوام میں احترام تھا، اور آپ معاشرے میں اثر و رسوخ رکھتے تھے، لہٰذا حجاز میں آپ کا وجود بنی ہاشم کے لیے اہمیت رکھتا تھا، کیونکہ بنی ہاشم کی حفاظت تشیع اور خاندان نبوت کی طرز فکر کی حفاظت تھی، جس طرح سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ تبوک کے موقع پر مدینہ کے عوام کو منافقین کے شر سے محفوظ رکھنے کے لیے حضرت علیؑ کو مدینہ میں روکے رکھا تھا، یہ بات اگرچہ حضرت علیؑ کے لیے منافقین کے اعتراض کا سبب ہوئی، لیکن مصلحت اسی میں تھی کہ حضرت علیؑ مدینے میں رہیں، حضرت عبداللہ جناب زینبؑ کے شوہر کے حالات بھی اسی طرح کے تھے۔ (۵۳)

جناب عبداللہ کے والدین

حضرت زینب سلام اللہ علیہا نہایت شجاع اور ایثار کرنے والے جناب عبداللہ بن جعفر طیار کی زوجہ تھیں، یعنی جناب جعفر طیار کی بہو تھیں جو حضرت علیؑ کے بڑے بھائی تھے اور جن کی شہادت جنگ موتہ میں ہوئی تھی، حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے شوہر کی ماں نیک اور اہل بیت کے مخلص شیعوں میں سے تھیں آپ کا نام اسماء بنت عمیس تھا، آپ کا شمار جناب فاطمہ علیہا السلام کی خاص کنیزوں میں ہوتا ہے۔ انہوں نے حضرت فاطمہ علیہا السلام کی شہادت کے بعد آپ کی اولاد کے حق میں ماں کا کردار ادا کیا، اسماء بنت عمیس نے جعفر طیار کی شہادت کے بعد ابو بکر سے نکاح کیا، اور ابو بکر، سے انہیں ایک مبارک اور با برکت اولاد نصیب ہوئی، جن کا نام محمد بن ابو بکر تھا، حضرت علیؑ نے ان کے حق میں فرمایا: ''محمد، ابو بکر کے صلب سے میرا بیٹا ہے''۔

جناب محمد بن ابو بکر، حضرت علی علیہ السلام کے مقدس ہدف کی راہ میں مصر میں، حضرت کے کینہ پرور دشمنوں کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

اسماء ابو بکر کی وفات کے بعد حضرت علی علیہ السلام کے نکاح میں آئیں ، اسماء سے حضرت علی علیہ السلام کے دو بیٹے ،عون اور یحیٰی پیدا ہوئے جو امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے ۔ (۵۴)

اس طرح یہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے کہ عبداللہ کی والدہ صابرہ، مخلص شیعہ اور دو شہیدوں کی ماں تھیں۔ آپ نے صحیح ڈھنگ سے شوہر کی خدمت اور بچوں کی تربیت کی اور خدا کی راہ میں قربانی پیش کرنے کا درس دیا۔

اکثر مورخین کا خیال ہے کہ عبداللہ نے ۸۰ ھ ہجری قمری میں مدینہ میں وفات پائی ، اور انہیں قبرستان بقیع میں سپرد خاک کیا گیا۔ (۵۵)

اور اس قول کی بنا پر کہ آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے وقت دس سال کے تھے ، وفات کے وقت آپ کی عمر ۹۰ سال ہوتی ہے، بعض مورخین نے آپ کا مرقد دمشق میں ''باب الصغیر'' کو بتایا ہے۔ (۵۶)

عبداللہ سے شادی کے موقع پر زینبؑ کی دو شرطیں

پہلے بتایا جا چکا ہے کہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا امام حسین علیہ السلام سے بہت محبت کرتی تھیں اور آپ کی محبت کا یہ عالم تھا کہ دن میں کئی بار آپ حسین علیہ السلام کی زیارت کیا کرتی تھیں ، لہٰذا جب عبداللہ بن جعفر نے آپ کا رشتہ مانگا تو حضرت علیؑ نے دو شرطوں پر عبداللہ کی بات قبول کی اور عبداللہ نے بھی ان دو شرطوں کو قبول کرلیا۔

پہلی شرط یہ تھی کہ اپنے بھائی حسین علیہ السلام کو دیکھنے کے لیے زینب سلام اللہ علیہا جب چاہیں گھر سے باہر جا سکتی ہیں اور اگر زینب سلام اللہ علیہا حسین علیہ السلام کے ساتھ سفر پر جانا چاہیں تو عبداللہ منع نہیں کریں گے۔

ان دو شرطوں پر حضرت زینب سلام اللہ علیہا کا عقد عبداللہ سے ہوا اور جب امام حسین علیہ السلام کربلا کے سفر پر نکلے تو زینب سلام اللہ علیہا بھی ان کے ہمراہ تھیں اور زینب سلام اللہ علیہا نے امام حسین علیہ السلام کی ہمراہی اختیار کر کے زہد اور پارسائی کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا' کیونکہ آپ نے اپنے امام کے مقدس اہداف کی خاطر اپنی ہنستی کھیلتی گھریلو زندگی کو چھوڑ دیا۔ آپ کے شوہر کا شمار اس وقت کے مالدار ترین اور بہادر افراد میں ہوتا تھا، آپ نے اپنی آرام دہ زندگی کو چھوڑ کر کربلا کے پر خطر سفر کو اختیار کیا۔

در حقیقت حضرت زینبؑ نے جو راستہ انتخاب کیا وہ بے نظیر اور بے پناہ شجاعت کا راستہ تھا، یہ راستہ آپ کی قربانیوں اور ایثار کی دلیل ہونے کے علاوہ آپ کی قوت قلب اور قوی ارادے اور بے مثال پارسائی کا بھی نمونہ ہے۔ (۵۷)

امام حسین علیہ السلام سے حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی محبت کا یہ عالم تھا کہ جب امام حسین علیہ السلام نے کربلا کے سفر کا آغاز کیا، حضرت زینب سلام اللہ علیہا سفر میں اپنے بھائی کے ہمراہ ہونے کی غرض سے محمل میں سوار ہو گئیں۔ یہ دیکھ کر عبداللہ بن عباس جو بنی ہاشم کے فقیہ کہلاتے تھے، آگے آئے اور امام حسین علیہ السلام سے کہا: آپ فرما رہے ہیں کہ میں سفر پر جاؤں گا اور انشاء اللہ شہید کیا جاؤں گا، لیکن ان عورتوں کو اپنے ساتھ لے جانے کا کیا مطلب ہے؟

اس وقت زینب سلام اللہ علیہا نے محمل سے ابن عباس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: کیا تم مجھے میرے بھائی حسین علیہ السلام سے جدا کرنا چاہتے ہو؟ میں ہرگز ان سے جدا نہیں ہو سکتی۔ (۵۸)

مرحوم آیت اللہ دستغیب اس بارے میں اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

اللہ اکبر، زینب سلام اللہ علیہا نے آرام دہ زندگی کو چھوڑ کر بیابانوں میں سفر کی

مصیبت کو اختیار کیا جس میں صرف مشکلات ہیں، سچ یہ کون سا ایثار اور قربانی ہے جس پر عقل حیران ہے، یہ کون سی روحانی محبت اور اعلیٰ معنوی قوت ہے؟ اس کا عالم بالا سے کیا ربط اور تعلق ہے یہ وہی روحانیت اور معنویت ہے جو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اماموں کی خاصیت ہے، یہ خاصیت حضرت زینب سلام اللہ علیہا میں بھی پائی جاتی تھی۔ (۵۹)

آپ کا اپنے شوہر سے اجازت طلب کرنا

یہ بات بتائی جا چکی ہے کہ حضرت عبداللہ سے حضرت زینب سلام اللہ علیہا کا عقد دو شرطوں پر ہوا تھا جن کی رو سے وہ شوہر کی اجازت کے بغیر بھی امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کربلا کے سفر پر جا سکتی تھیں لیکن آپ اس وجہ سے کہ اگر یہ سفر شوہر کی کامل رضا مندی سے انجام پائے تو بہت بہتر ہوگا، اپنے شوہر عبداللہ کے پاس آئیں اور کہا:

میرے بھائی عراق کی طرف کوچ کر رہے ہیں اور ان سے میری محبت کا عالم آپ جانتے ہی ہیں، میں ایک لحہ ان کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی، اور چونکہ بیوی کا سفر شوہر کی اجازت کے بغیر جائز نہیں ہے' لہٰذا میں آپ سے اجازت لینے آئی ہوں اور یہ جان لیں کہ میرا بھائی سفر پر چلا جائے اور میں یہاں رہ جاؤں تو میں اپنے بھائی حسین علیہ السلام کے بغیر زندہ نہیں رہ پاؤں گی۔

عبداللہ نے زینبؑ کی طرف دیکھا، آپ زار و قطار رو رہی تھیں اور آپ کی حالت غیر تھی' عبداللہ کو یقین ہوگیا کہ اگر انہوں نے آپ کو سفر کی اجازت نہ دی تو یہ آپ کی موت کے برابر ہوگا، عبداللہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، عبداللہ نے حضرت زینبؑ سے کہا:

''اے بنت مرتضیٰ! اے عقیلہ بنی ہاشم! میں آپ کو کس حالت میں دیکھ رہا

ہوں؟ جو آپ کی مرضی ہو وہی کیجیے، میری طرف سے کوئی رکاوٹ نہیں ہے''

یہ سن کر حضرت زینب سلام اللہ علیہا بہت مسرور ہوئیں اور عبد اللہ کے اجازت دینے سے آپ کے قلب و روح کو سکون ملا۔ حضرت زینبؑ نے اس طرح اپنے شوہر کی رضا حاصل کی' ان کا اخلاق کیا ہمارے لے مشعل راہ نہیں ہے؟ (۶۰)

حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی اولاد

حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی اولاد کے بارے میں سبط ابن جوزی نے تذکرۃ الخواص اور مامقانی نے تنقیح المقال میں لکھا ہے کہ آپ کے چار بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ بیٹوں کے نام، علیؑ، عونؑ اکبر، محمدؑ، عباسؑ اور بیٹی کا نام ام کلثومؑ تھا۔

شیخ صدوق نے اپنی کتاب اعلام الوریٰ میں لکھا ہے کہ آپ کے تین بیٹے اور ایک بیٹی تھی' ان کے نام یہ لکھے ہیں۔ علیؑ، جعفرؑ، عون اکبرؑ اور ام کلثومؑ۔

شبلنجی نے نورالابصار میں لکھا ہے: ''آپ کے چار بیٹے اور ایک بیٹی تھی'' (۶۱)

(عون و محمد کی شہادت کے بارے میں آگے ذکر کیا جائے گا)

یہاں پر اس بات کا ذکر بے جا نہ ہوگا کہ عام طوبر پر سے جس عورت کی کئی اولادیں ہوتی ہیں اور وہ چھوٹے ہوتے ہیں' وہ عام طور پر جہاد، انقلابی سرگرمیوں اور خطروں سے بھرے سفر کا انتخاب نہیں کرتی، لیکن حضرت زینبؑ نے اپنے بے نظیر، اور بے پناہ ارادے کے ذریعے راہ حق میں ہر رکاوٹ اور مصیبت کو نظر انداز کیا اور بے نظیر ایثار کا مظاہرہ کرتے ہوئے کربلا کے سفر پر روانہ ہوگئیں۔

بچوں کی تربیت

انسان خواہ مرد ہو یا عورت زندگی کے تمام شعبوں میں اس کی کامیابی کا انحصار

صحیح گزشتوں پر ہے، عورتوں کے لیے تربیت اور اخلاق کے لحاظ سے اپنے بچوں کی تربیت کرنا اچھی ماں بننا ایک امتیاز اور بڑی کامیابی ہے۔حضرت زینبؑ نے اس مسئلے پر اپنی والدہ جناب فاطمہؑ کی طرح مکمل توجہ سے کام لیا۔

اسی بنا پر آپؑ نے اپنے بچوں کی بے مثال پرورش کی، اس کا نمونہ آپ کے دو بیٹے عونؑ ومحمدؑ ہیں جو رضا کارانہ طور پر امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کربلا آئے اور دشمنوں سے جنگ کی اور راہ خدا میں شہادت پائی۔

حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی ایک صاحبزادی بھی تھیں جن کا نام ام کلثومؑ تھا، حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی آغوش میں تربیت پانے والی اس خاتون کے بارے میں مورخین نے لکھا ہے:

ام کلثومؑ صفات جمال وکمال اور عقل وہوشیاری میں غیر معصوم افراد کے درمیان بے نظیر تھیں اور معنوی واخلاقی لحاظ سے آپ کا مقام بہت بلند تھا، معاویہ جس نے ام کلثومؑ کی شان وعظمت کے بارے میں سن رکھا تھا، باضابطہ طور پر مروان کے ذریعے اپنے بیٹے یزید کے لیے آپ کا رشتہ مانگا، تاکہ اسے ایسی بہو بھی مل جائے اور یہ رشتہ بنی امیہ اور بنی ہاشم میں فضیلت کا باعث ہولیکن امام حسین علیہ السلام نے معاویہ کے پیام کو ٹھکرادیا، اس کی تفصیلات مندرجہ ذیل ہیں۔ (۶۲)

معاویہ نے مدینے میں اپنے گورنر مروان کو لکھا کہ زینبؑ اور عبداللہ بن جعفر کی بیٹی ام کلثومؑ کا ہاتھ میرے بیٹے یزید کے لیے مانگ لے۔

مروان، عبداللہ بن جعفر کے پاس گیا اور مدعا بیان کیا۔عبداللہ نے جواب دیا کہ میری بیٹی کا اختیار اس کے ماموں، مولا حسینؑ کو حاصل ہے۔

عبداللہ نے امام حسین علیہ السلام کو سارا ماجرا سنایا، امام حسین علیہ السلام نے

فرمایا: میں خدا سے خیرو سعادت طلب کرتا ہوں' خدایا! اس لڑکی کے بارے میں تیری خوشنودی کا خواہاں ہوں۔

مروان نے بنی امیہ اور بنی ہاشم کے بزرگوں کو مسجد میں جمع ہونے کی دعوت دی وہ سب مسجد میں آئے اور آپس میں بات چیت کرنے کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھ گئے۔ امام حسین علیہ السلام بھی تشریف لے آئے' مروان اٹھا اور خدا کی حمد و ثنا کرنے کے بعد اس نے کہا: امیر المومنین معاویہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ ان کے بیٹے یزید کے لیے عبداللہ ابن جعفر کی بیٹی ام کلثوم کا رشتہ اس طرح مانگوں۔

''لڑکی کا باپ جتنا کہے گا اس مقدار میں مہر معین کیا جائے گا اور ہم اسے قبول کریں گے۔ لڑکی کا باپ جس قدر مقروض ہوگا ہم اس کا قرض ادا کردیں گے اور یہ رشتہ بنی امیہ اور بنی ہاشم خاندانوں میں ملنے کا باعث ہوگا۔ معاویہ کا بیٹا بے نظیر کفو ہے۔ میری جان کی قسم یزید سے رشتہ جوڑنے میں تمہاری دلچسپی یزید کی دلچسپی سے کہیں زیادہ ہے۔ تعجب ہے یہ کیسے سوچا جا سکتا ہے کہ عورتیں بلا مہر کے یزید کی بیوی نہ بنیں؟ یزید کے چہرے کے حوالے سے بارش طلب کی جاتی ہے۔

اے ابا عبداللہ! ہمیں درست جواب دیجیے گا۔ یہ کہہ کر مروان بیٹھ گیا۔

امام حسین علیہ السلام نے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔

مہر کے سلسلے میں ہم سنت پیغمبر سے آگے نہیں بڑھتے جو انہوں نے اپنی بیٹی اور رشتہ داروں کے لیے معین فرمایا تھا وہ ۴۸۰ درہم ہے۔ لڑکی کے باپ کے قرضوں کے بارے میں ہماری عورتیں کب ہمارے قرض ادا کرتی ہیں کہ ہم کو اس کی ضرورت ہو۔

(۳) دونوں قبیلوں میں ملنے کے بارے میں امام نے فرمایا:

فانا عادینا کم فی اللہ ولم نکن نصا لحکم للدنیا

''ہم نے تم سے خدا کی راہ میں دشمنی کی ہے لہذا دنیا کی خاطر ہم تم سے صلح نہیں کریں گے''

امام نے آگے فرمایا:

میری جان کی قسم خدا کی خاطر نسبی رشتہ (جیسے نوح اور ان کے بیٹے) بھی چھوڑ دیے جاتے ہیں، مہری رشتوں کی بات ہی کیا۔

یزید کے چہرے کے متعلق جو تو نے کہا ہے کہ اس کے ذریعے خدا سے بارش طلب کی جاتی ہے' غلط ہے کیونکہ وہ بابرکت چہرہ، جس کے واسطے سے خدا سے بارش طلب کی جاتی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک چہرہ ہے۔

اب آپ سب حاضرین گواہ رہیں کہ میں نے عبداللہ بن جعفر کی بیٹی کو اس کے چچا زاد بھائی قاسم بن محمد بن جعفر کے عقد میں دیا۔ میں اسے اس وقت سے قاسم کی زوجہ قرار دیتا ہوں اور اس کی مہر ۴۸۰ درہم ہے، علاوہ ازیں مدینہ میں میری ایک زرعی زمین بھی ہے جو میں نے اس کو بخش دی، اس زمین سے ان کی گزر اوقات ہوگی اور انشاء اللہ انہیں کسی دوسرے کی حاجت نہیں ہوگی۔

مروان نے امام حسینؑ کے ٹھوس جواب سننے کے بعد کہا:

اے بنی ہاشم! کیا تم اس طرح ناموزوں طریقے پر ہم سے پیش آؤ گے؟

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

ہاں ہمارا ہر ایک جواب تیرے دعووں کا صحیح جواب ہے۔

مروان جو مثبت جواب سننے سے مایوس ہو چکا تھا، اٹھا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ واپس چلا گیا۔ (۲۳)

یہ واقعہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا اور عبداللہ کے ٹھوس فیصلے اور سیاست کی

دلیل ہے کہ آپ دونوں نے ان ظالموں کی طرف سے پیام ٹھکرانے کے لیے امام حسین علیہ السلام کو اپنا وکیل بنایا۔

حضرت زینبؑ کے کمالات و فضائل

اس بحث کا آغاز عظیم مرجع اور فلسفی آیت اللہ شیخ محمد حسین کمپانی کے اشعار سے کرتے ہیں۔ آپ نے اہل بیت کی مدح اور رثا میں عمدہ اشعار کہے ہیں۔ ذیل میں حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی مدح میں ایک قصیدے کے کچھ اشعار کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

"میں نے اس خاتون کا دامن تھام لیا ہے جو قبلہ خلائق ہے اور ملک کو جس کے وجود سے فضیلت ملی۔ وہی خاتون جو عالم ہستی کا مرکز ہے جس کے در پر گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں' جس کا در باب حطہ کی طرح ہے اور خدا کی رحمتوں اور برکتوں کا دروازہ ہے۔"[۶۴]

یہ خاتون ملکوت اعلیٰ اور آسمانی منزلوں میں ام الکتاب کی طرح ہے' اس نے وحی کی آغوش میں دودھ پیا ہے اور ہدایت اور صراط مستقیم کی ساتھی رہیں۔ انہوں نے کمال بزرگواری اور ایثار، پاکیزگی، طہارت، وقار اور عفت و حیا کے سائے میں پرورش پائی ہے۔ ان کی مثال حیا اور عفت کے پردے تلے ڈھکے ہوئے خزانے کی ہے۔ ان کی ذات الٰہی صفات سے مزین ہے' وہ دنیا کی ملکہ عصمت' خواتین میں عقل مند تر خامس آل عبا امام حسین علیہ السلام کی یار و مددگار ہیں۔ شہیدوں کے سردار امام حسین علیہ السلام کے مصائب میں شریک ہیں اور تلخ حادثوں میں امام زین العابدین کی قائم مقام ہیں' بلکہ آپ عظمت کے محل کی نگہبان اور عصمت اور باعظمت خواتین کی سردار ہیں' ان کو علوم اور حکمت کی بنیادیں پیغمبر اکرمؐ سے ورثے میں ملی ہیں۔ مصیبتوں اور ناگوار حالات کے مقابلے میں اپنے باپ علی علیہ السلام کی طرح بلند ہمت اور پائدار ہیں۔ آپ کی پائیداری کا سرچشمہ حضرت علیؑ کی پائیداری اور استقامت ہے۔ حضرت علی کے سارے فضائل و

کمالات حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے وجود میں جمع ہیں ۔ مصائب پر آپ کا صبر معجزہ سے قریب تھا کیونکہ عام آدمی اس طرح سے صبر کا مظاہرہ کرنے سے عاجز ہے' اور وہ اس وجہ سے بھی کہ آپ صاحب ولایت عظمٰی اور عصمت کبریٰ کی صاحب زادی ہیں' وہی ولایت جس کی گہرائی اور وسعت بے انتہا ہے ۔حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے کلام کی وضاحت کا سرچشمہ امیر المومنین علی علیہ السلام کی فصاحت ہے گویا کلام علیؑ آپ کی زبان پر جاری ہے ۔حضرت زینب کے خطبے اس مدعا پر دلیل ہیں ان خطبوں کا ایک ایک لفظ درد گہر کی مانند ہے ۔انسان کی شخصیت اور اس کے وجود کی عظمت' اس کے کمالات پاک زندگی اور اعلیٰ انسانی اقدار پر منحصر ہے ۔قرآن نے بھی اسی بات کو واضح طور پر بیان کیا ہے اور ان چار اقدار کو اعلیٰ ترین اقدار بتایا ہے، جو علم ،تقویٰ ، جہاد اور محتاجوں کے حق میں انفاق ہے ۔ یہاں پر قرآنی آیت کے ذریعہ روشنی ڈالی جارہی ہے ۔

(۱) قرآن میں علم کی اہمیت کے بارے میں ارشاد ہے :

یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتو العلم درجات

''خدا نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور ان لوگوں کے درجات بلند کیے ہیں جنہیں علم عطا کیا گیا ہے'' (سورہ مجادلہ، آیت/۵۸)

(۲) تقویٰ اور پاک زندگی کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے :

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم

'' اللہ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ کریم وعزت دار سب سے زیادہ متقی ہے'' (حجرات ۱۳)

(۳) جہاد کی اہمیت کے بارے میں ارشاد ہے :

وفضل اللہ المجاھدین علی القاعدین اجرا عظیما

'' خداوند عالم نے مجاہدوں کو بیٹھے ہوئے لوگوں پر عظیم اجر کے ذریعہ فضیلت عطا کی ہے'' (نساء،۹۵)

محتاجوں پر احسان اوران کے حق میں انفاق کرنے کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے:

لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون و ما تنفقوا من شئ فان الله به علیم

'' تم نیکی اس وقت تک حاصل نہیں کر سکتے جب تک اپنی پسندیدہ اشیاء میں سے انفاق نہ کرو اور جو کچھ بھی تم انفاق کرتے ہو اللہ اس سے واقف ہے'' (سورہ بقرہ:۲۷۳)

حضرت زینب سلام اللہ علیہا اعلیٰ انسانی اوراسلامی اقدار وفضائل کے لحاظ سے بے نظیر شخصیت کی مالک تھیں' خصوصاً مذکورہ بالا خصوصیات جو اقدار میں سرفہرست آپ اعلیٰ ترین مدارج پر فائز تھیں۔

حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی عظمت صرف اس وجہ سے نہیں ہے کہ آپ علی علیہ السلام اور فاطمہ علیہا السلام کی صاحب زادی ہیں' بلکہ آپ کی عظمت کو آپ کی والدہ کی طرح آپ کے علم وکمال اور اعمال کے مناظر میں دیکھنا چاہیے۔ پیغمبر اکرمؐ حضرت فاطمہ علیہا السلام کی تعریف وتمجید کرتے ہوئے اس طرح فرماتے ہیں:

'' میری بیٹی فاطمہؑ دونوں جہان میں اولین اور آخرین عورتوں کی سردار ہے' فاطمہؑ میرا ایک ٹکڑا ہے' میری آنکھوں کا نور اوردل کا سرور ہے' میری روح اور جان ہے' فاطمہ علیہا السلام جنتی عورت ہے' جب وہ نماز پڑھنے کھڑی ہوتی ہے تو فرشتوں کو اس کا نور اس طرح دکھائی دیتا ہے جیسے اہل زمین کو ستارے دکھائی دیتے ہیں' خدا فرشتوں سے فرماتا ہے: میری کنیزوں کی سردار فاطمہ علیہا السلام کی طرف دیکھو' محراب عبادت میں

میرے خوف سے جس کے اعضاء و جوارح میں لرزہ طاری ہے وہ پورے خضوع و خشوع کے ساتھ میری عبادت کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی ہے"(۲۶)

علماء ادب کا کہنا ہے:

تعليق الحكم على الوصف مشعر بالعلة

"یعنی کسی صفت پر کوئی حکم منحصر کرنا اس حکم کے لیے اس صفت کے علت ہونے پر دلالت کرتا ہے"

بنابر این پیغمبر اکرمؐ نے جو جناب فاطمہ علیہا السلام کی تعریف اور تمجید کی علت ان کی وہی مخلصانہ عبادت جس کی وجہ سے آپ پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا۔

یہ اس بات پر دلیل ہے کہ جناب فاطمہ علیہا السلام کی عظمت آپ کی عبادتوں اور خالصانہ کردار کی وجہ سے ہے' اس وجہ سے نہیں کہ آپ پیغمبر اکرمؐ کی صاحب زادی ہیں۔ حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے بارے میں بھی یہ بات صادق آتی ہے کہ آپ کی بے نظیر شخصیت آپ کے کردار کی خاطر ہے۔

یہاں پر حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے چار مذکورہ کمالات کا ذکر کر رہے ہیں:

(۱) حضرت زینبؑ کے علمی کمالات

بعض روایات کے مطابق رائج علوم کے علاوہ آپ علم لدنی کی بھی حامل تھیں' یعنی آپ اعلیٰ معنوی خصوصیات، بے نظیر خلوص اور طہارت کی بنا پر علم کے اس مرحلے پر فائز ہو چکی تھیں جس کو قرآن علم لدنی سے تعبیر کرتا ہے اور حضرت خضرؑ اور حضرت موسیٰؑ اور ان کے ہم سفر کو حضرت خضرؑ کے پاس جا کر ان سے علم حاصل کرنے کے بارے میں فرماتا ہے۔

فوجدا عبدا من عبادنا آتيناه رحمة من عندنا وعلمناه من لدنا علما (کہف ۶۵)

''پس ان دونوں نے وہاں ہمارے ایک بندے کو پایا جسے ہم نے اپنے
پاس سے رحمت عطا کی تھی اور جسے اپنے پاس سے علم کی تعلیم دی تھی''

حضرت زینب سلام اللہ علیہا علم لدنی کے اعلیٰ مراتب پر فائز تھیں۔ آپ کے بچپن میں بھی کبھی کبھی علم لدنی کی علامتیں ظاہر ہوتی تھیں' اس کے چند نمونے ملاحظہ ہوں

حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے چھ سال کی عمر میں اپنی والدہ کا فصیح و بلیغ اور طولانی خطبہ (جو انہوں نے فدک اور حضرت علی علیہ السلام کی خلافت کے سلسلے میں مسجد النبی میں ارشاد فرمایا تھا) حفظ کر لیا تھا۔ آپ آنے والی نسلوں کے لیے اس کی روایت کیا کرتی تھیں، جب کہ یہ خطبہ متصل اور طویل ہے اور اس میں دشوار اور عمیق معنی کے الفاظ بہت زیادہ۔ ہیں اس خطبے کو حفظ کرنا عجائبات میں سے ہے، راویوں نے یہ خطبہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا سے نقل کیا ہے۔

عبداللہ بن عباس ممتاز فقہا اور عظیم مفسروں میں سے تھے' جنہیں شیعہ اور بنی ہاشم علمی لحاظ سے غیر معمولی صلاحیتوں کا حامل سمجھتے تھے اور جن کا لقب ''حبر'' یا ''بحر'' تھا (یعنی علم سے سرشار اور علم کا سمندر) انہوں نے ایک دن پیغمبر کے وضو کرنے کے لیے پانی آمادہ کیا تو پیغمبر نے ان کے حق میں اس طرح دعا فرمائی تھی:

اللھم فقھہ فی الدین وعلمہ التاویل

''خدایا! انہیں احکام دین کا علم عطا کر اور قرآن کے باطنی معانی کی تعلیم دے''

ابن عباس وہ شخصیت ہیں جب ان کا انتقال ہوا تو حضرت علی علیہ السلام کے بیٹے محمد حنفیہ نے ان کی شان میں کہا:

الیوم مات ربانی ھذہ الامۃ

''آج اس امت کا عالم ربانی اٹھ گیا''(۶۸)

لہٰذا ابن عباس جیسا عظیم اور بے مثال عالم جب زینب سلام اللہ علیہا سے کوئی روایت نقل کرتا ہے تو کہتا ہے:

حدثتني عقيلتنا زينب سلام الله عليها بنت علي

''ہماری بافہم اور مفکر خاتون زینب علیہا السلام بنت علی علیہ السلام نے میرے لیے روایت کی ہے''(۶۹)

اس کے بعد ابن عباس نے آپؑ سے حضرت فاطمہ علیہا السلام کے خطبے کی روایت کی ہے کہ عقیلہ کے معنی عقل مند، ممتاز، بزرگوار اور باوقار کے ہیں، کوفہ وشام میں آپ کے فصیح و بلیغ خطبے جن میں حیرت میں ڈالنے والی قرآنی دلیلیں بھی تھیں۔ گویا حضرت علی اور فاطمہ علیہا السلام کی زبان سے نکل رہے تھے ان کا ہر لفظ آپ کی علمی عظمت کو بیان کر رہا تھا۔ اس زمانے کی ایک مشہور شخصیت بشیر بن خزیم اسدی حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے بارے میں کہتے ہیں:

ولم ار والله خفرة قط انطق منها كانها تفرغ من لسان امير المومنين علي ابن ابي طالب

''خدا کی قسم میں نے زینب سلام اللہ علیہا سے بڑھ کر کوئی شرم و حیا والی خطیب عورت نہیں دیکھی گویا وہ حضرت علی علیہ السلام کی زبان سے بات کر رہی تھیں اور تقریر کرنا ان سے سیکھا تھا''(۷۰)

حضرت زینب سلام اللہ علیہا کا علمی اور معاشرتی مقام اس قدر اعلیٰ تھا کہ آپ کے شوہر عبداللہ بھی آپ کو اس طرح مخاطب کیا کرتے تھے یا بنت المرتضیٰ وعقیلۃ بنی ہاشم اے بنت مرتضیٰ اے بنی ہاشم کی عقل مند خاتون۔(۷۱)

امام زین العابدین علیہ السلام نے کوفہ میں حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے فصیح بلیغ خطبے کے بعد آپ کے علمی مقام اور عظمت کی تائید کرتے ہوئے آپ کو اس طرح مخاطب فرمایا:

انت بحمد الله عالمة غير معلمة وفهمة غير مفهمة

''بحمد اللہ آپ ایسی عالمہ ہیں جسے کسی نے تعلیم نہیں دی اور ایسی مفکرہ ہیں جس کا کوئی استاد نہیں ہے''

امام کا یہ قول اس بات کی وضاحت ہے کہ آپ علم لدنی کی مالک تھیں (جو پیغمبروں اور اماموں کی خصوصیات میں سے ہے۔ آپ نے کسی سے تعلیم حاصل نہیں کی تھی آپ کے وجود سے علم کے چشمے پھوٹا کرتے تھے۔

کوفہ میں تفسیر قرآن

جنگ جمل اور صفین کے واقعات و حالات کی بنا پر حضرت علیؑ اور ان کے اہل بیتؑ کو کوفہ میں سکونت اختیار کرنی پڑی' اسی وجہ سے حضرت زینب سلام اللہ علیہا بھی چار سال تک کوفہ میں رہیں' کوفہ کی عورتوں نے سمجھ لیا کہ زینب سلام اللہ علیہا علمی اور عملی کمالات کے لحاظ سے ثانی زہراؑ ہیں۔ لہٰذا انہوں نے اپنے شوہروں کے توسط سے حضرت علیؑ سے اس بات کی خواہش کی کہ وہ عورتوں کو پڑھانے کے لیے مجلس درس رکھیں۔ حضرت علیؑ کی اجازت کے بعد ہر روز صبح جناب زینب سلام اللہ علیہا کوفہ کی عورتوں کو پڑھایا کرتی تھیں اور کوفہ کی عورتیں آ کر آپ سے فیض حاصل کرتی تھیں۔ (۷۳)

ایک روایت میں ہے کہ آپ عورتوں کو تفسیر قرآن پڑھایا کرتی تھیں۔ ایک دن حضرت علی علیہ السلام نے سنا کہ آپ کھیعص (سورہ مریم کی حروف مقطعات کی) تفسیر بیان کر رہی ہیں' درس کے بعد حضرت علی علیہ السلام نے زینب سلام اللہ علیہا سے کہا میری آنکھوں

کا نور، میں نے سنا تم اس آیت کی تفسیر بیان کر رہی تھیں۔ زینب سلام اللہ علیہا نے کہا:

جی بابا جان! میری جان آپ پر فدا ہو۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اس کلمے کے حروف تم لوگوں پر وارد ہونے والے مصائب اور مصیبتوں کا رمز یہ بیان ہیں۔ اس وقت آپ نے کربلا کے مصائب کا ذکر کیا، زینبؑ نے ان مصیبتوں دشواریوں اور پریشانیوں کا بیان سن کر گریہ کیا۔ (۲۴)

اس طرح حضرت زینب سلام اللہ علیہا مدرس قرآن کے طور پر کوفہ کی عورتوں کو قرآنی معنی اور مفاہیم کا درس دیا کرتی تھیں اور انہیں قرآن کے معارف و علوم کے سمندر سے فائدہ پہنچایا کرتی تھیں۔

زینبؑ شجرۂ نبوت اور معدن رسالت سے ہیں

حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی عظمت کی دلیل حضرت امام حسن علیہ السلام کا وہ بیان ہے کہ جو آپ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا تھا: آپ شجر نبوت اور معدن رسالت سے ہیں۔

اس سلسلے میں مندرجہ ذیل روایت پر غور کریں۔

ایک دن حضرت زینب سلام اللہ علیہا اپنے دونوں بھائیوں حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام کے ساتھ بیٹھی ہوئیں تھیں' حسن علیہ السلام رسول خداؐ کی بعض حدیثوں کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔ زینب سلام اللہ علیہا نے ان سے کہا: میں نے سنا ہے کہ آپ لوگ کہہ رہے تھے کہ رسول خدا نے فرمایا ہے:

اَلحَلاَلُ بَیِّنٌ وَالحَرامُ بَیِّنٌ وَشُبهاتٌ لاَ یَعلَمُهُنَّ کَثِیرٌ مِنَ النَّاسِ

" بعض حلال چیزیں واضح ہیں اور بعض حرام امور آشکار ہیں لیکن بعض چیزیں مشتبہ ہیں جن کا حکم بہت سے لوگوں کو معلوم نہیں ہے اور وہ انہیں

تشخیص نہیں دے سکتے''

حضرت زینب سلام اللہ علیہا مزید وضاحت کرتی ہیں جو بھی مشتبہ امور سے پرہیز کرے گا وہ اپنے دین اور عزت کو انحراف سے بچالے گا اور جو شخص مشتبہ امور میں گرفتار ہوگا اس کے قدم حرام کی طرف بڑھیں گے وہ ایسے چرواہے کی مانند ہے جو اپنے ریوڑ کو کھائی پار کروا رہا ہو' یقیناً کھائی میں بھیڑ بکریوں کے گرنے کا احتمال بہت زیادہ ہے' جان لو کہ ہر شئے میں ایک کھائی ہے خدا نے جو چیزیں حرام کی ہیں یہ وہی کھائی ہیں۔ مشتبہ امور کا انجام دنیا حرام امور کی کھائی کی طرف بڑھنا ہے اور اس میں گرنے کا باعث ہے۔ ہر انسان کے بدن میں ایسا عضو ہے اگر وہ صحت مند ہو تو سارے اعضاء صحت مند ہوں گے اگر اس میں کوئی خرابی ہو تو وہ سارے اعضاء میں خرابی کا باعث ہوگا وہ عضو دل ہے۔

اے میرے بھائیو! پیغمبرؐ (جن کی تربیت خدا نے کی) سے کیا آپ نے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

ادبنی ربی واحسن علیہ السلام تادیبی

''خدا نے میری تربیت کی ہے اور بہت اچھی تربیت کی ہے''

حلال وہ ہے جسے خدا نے حلال کیا ہو اور قرآن نے بیان کیا ہو اور پیغمبرؐ نے اس کی وضاحت کی ہو' جیسے خرید و فروش کا حلال ہونا، نماز پڑھنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا، استطاعت رکھنے پر حج کرنا، جھوٹ، نفاق اور خیانت کو ترک کرنا اور امر بہ معروف اور نہی عن المنکر کرنا۔

حرام وہ ہے جس کو خدا نے حرام قرار دیا ہے اور قرآن نے بیان کیا ہے۔ اور بطور کلی حرام، حلال کی ضد ہے، لیکن مشتبہ امور وہ ہیں کہ جن کا حلال یا حرام ہونا ہمیں معلوم نہیں ہے، ایسا انسان جو کسی شے کے حلال یا حرام ہونے کے بارے میں کچھ نہیں

جاننا اگر وہ دنیا اور آخرت میں سعادت کا طلب گار ہے تو اسے مشتبہ امور کے نیچ نہیں جانا چاہیے۔ اسے چاہیے کہ خدا کی طرف سے امر کی گئی چیزوں کو بجا لائے اور حرام چیزوں کو ترک کرے اور مشتبہ امور سے پرہیز کرے' اس حال میں وہ یقیناً سعادت مند ہوگا ورنہ وہ حرام کی طرف بڑھ جائے گا اور آخرکار حرام امور کا مرتکب ہوگا۔

جب حضرت زینب سلام اللہ علیہا کا بیان یہاں تک پہنچا تو امام حسنؑ نے ان سے فرمایا: خدا آپ کے کمالات میں اضافہ کرے' آپ کا کہنا بالکل درست ہے۔

انک حقا من شجرۃ النبوۃ ومن معدن الرسالۃ

''آپ شجرہ نبوت اور معدن رسالت سے ہیں یعنی آپ کے کردار اور گفتار کا سرچشمہ مرکز نبوت اور مخزن رسالت پیغمبر اسلامؐ ہے''(۷۵)

(۲) زینبؑ کی پاکیزہ زندگی اور امام حسینؑ کی خاص نیابت

قرآن کی نظر میں اہم قدروں میں ایک تقویٰ اور پاکیزہ زندگی ہے۔ اس بارے میں حضرت زینب سلام اللہ علیہا کو وہ اعلیٰ مقام حاصل ہے کہ بعض شواہد کی بنا پر آپ کو مقام عصمت پر فائز کیا جا سکتا ہے۔ آپ سے کبھی کوئی خطا یا گناہ سرزد نہیں ہوا۔ آپ کی ساری زندگی تقوے کا اعلیٰ نمونہ تھی۔

آپ کا زہد، سخاوت، بلند ہمتی، بے نظیر صبر آپ کی پاکیزہ زندگی پر دلیل ہیں۔ آپ اس حد تک اصول تقویٰ، خدا، رسول اور اپنے امام کی اطاعت پر پابند تھیں کہ عاشور کے دن شدید ترین مصائب پر تحمل کے باوجود جب آپ قتل گاہ میں آتی ہیں اور دیکھتی ہیں کہ شمر لعین آپ کے بھائی کو قتل کرنے کے درپے ہے، اس موقع پر امام حسین علیہ السلام آپ کی طرف دیکھتے ہیں اور فرماتے ہیں بہن خیمے واپس لوٹ جاؤ اور میرے خاندان کی سرپرستی کرو' حضرت زینب سلام اللہ علیہا امام کا حکم سن کر ان کی اطاعت کرتے

ہوئے امام کے احترام میں الٹے پاؤں خیمے کی طرف لوٹ جاتی ہیں لیکن اپنی نظریں امام کے چہرے سے نہیں ہٹاتیں۔ (۷۹)

اسی بنا پر آپ کا لقب صدیقہ صغریٰ اور عصمت صغریٰ ہے' اور اسی وجہ سے امام حسین علیہ السلام نے ایک مدت تک آپ کو اپنی خاص نیابت سونپی تھی' واضح رہے کہ یہ مقام ایسے اشخاص کو مل سکتا ہے جو پاک و پاکیزہ ہوں اور نعمت عصمت سے فیض یاب ہوں۔

امام حسین علیہ السلام کی طرف سے حضرت زینب سلام اللہ علیہا کو عطا ہونے والی نیابت خاص سے مراد یہ ہے کہ کربلا میں امام زین العابدین علیہ السلام ظاہراً اپنی جان کی حفاظت کرنے کے لیے بعض امور حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی ذمہ داری پر چھوڑ دیا کرتے تھے کیونکہ امام حسینؑ نے حضرت زینب سلام اللہ علیہا کو اپنا نائب خاص بنایا تھا۔ یہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی پاکیزگی اور عصمت کی دلیل ہے کہ آپ امام حسین علیہ السلام اور عوام کے درمیان واسطہ تھیں اور امامت کے راز کی حامل ہونے کی صلاحیت رکھتی تھیں۔ حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے مقام عصمت و طہارت پر فائز ہونے کے سلسلے میں علامہ مامقانی کا بیان:

مرحوم علامہ مامقانی کتاب تنقیح المقال میں حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی شان میں اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔

زینب و ما زینب وما ادراک ما زینب هي عقیلة بني هاشم وقد حازت من الصفات الحمیدة مالم یحزها بعد امها حتی حق ان یقال هو الصدیقة الصغری

" زینب سلام اللہ علیہا کون ہیں' تم کیا جانتے ہو وہ بنی ہاشم کی عقل مند خاتون ہیں' ان کی والدہ کے علاوہ ان کی طرح کوئی بھی اعلیٰ انسانی اقدار اور

کمالات کا حامل نہیں ہے، اورحق یہ ہے کہ آپ کو صدیقہ صغریٰ کہا جائے"

علامہ مامقانی ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

ولو قلنا بعصمتها لم یکن لا حدان کان عارفا باحوالها فی الطف ومابعده ، کیف ولولا ذالک لما حملها الحسین مقدارا من ثقل الامامة ایام مرض السجاد و ما اوصی الیها بجملة من وصایاه، ولما انا بها السجاد علیه السلام نیابة خاصة فی بیان الاحکام ، وجملة اخری من آثار الولایة

" اگر ہم یہ کہیں کہ حضرت سلام اللہ علیہا مقام عصمت پر فائز ہیں تو جو شخص کربلا کے واقعات اور اس کے بعد کے واقعات سے آگاہ ہوگا تو اس کا آپ کی عصمت سے انکار کرنا بجا نہ ہوگا' کیونکہ اگر آپ معصوم نہ ہوتیں تو امام حسین علیہ السلام اسی حالت میں امام سجادؑ مریض تھے امامت کی بعض اہم ذمہداریاں آپ پر نہ ڈالتے اور آپ سے بعض وصیتیں نہ کرتے' اسی طرح امام زین العابدین انہیں احکام بیان کرنے اور دیگر امور ولایت میں اپنا نائب خاص نہ بناتے"

اس کے بعد علامہ مامقانی امام زمانہ علیہ السلام کی جدہ معظمہ حکیمہ خاتون کا واقعہ بیان کرتے ہیں جو حسب ذیل ہے۔(۷۷)

امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت کے بعد احمد بن ابراہیم نامی شخص جو امام کے جانے پہچانے شاگردوں اور شیعوں میں سے تھا امام حسن عسکریؑ کی پھوپھی حضرت حکیمہ کے پاس آتا ہے اور کچھ سوالات کے ضمن میں پوچھتا ہے۔ امام حسن عسکری علیہ السلام کے صاحب زادے کہاں ہیں؟ حکیمہ فرماتی ہیں۔ وہ غائب ہیں۔ ابراہیم پوچھتے ہیں: اب جب

کہ امام حسن عسکری علیہ السلام نہیں رہے شیعوں کو کس طرف رجوع کرنا چاہیے؟

حکیمہ نے فرمایا:

جدہ کی طرف (یعنی امام حسن عسکری علیہ السلام کی والدہ کی طرف جن کا نام سوسن تھا اور آپ کو حضرت امام مہدی علیہ السلام کی جدہ کہا جاتا تھا)

احمد بن ابراہیم نے تعجب سے پوچھا کیا میں ایسے فرد کی پیروی کروں جس نے عورت کو اپنا وصی اور نائب خاص بنایا ہے؟

حکیمہ نے جواب دیا:

اقتداء بالحسین ابن علی والحسین بن علی اوصی الی اخته زینب سلام الله علیها بنت علی فی الظاهر وکان ما یخرج عن علی ابن الحسین من علم ینسب الی زینب سلام الله علیها سترا علی علی ابن الحسین

"امام حسین علیہ السلام کی پیروی کرتے ہوئے کہ جنہوں نے ظاہری طور سے اپنی بہن زینب سلام اللہ علیہا کو وصیت کی، بنا برایں امام زین العابدین علیہ السلام کی ذمہ داری حضرت زینب سلام اللہ علیہا نبھا رہی تھیں تاکہ امام زین العابدین علیہ السلام کی جان کی حفاظت کی جا سکے"(۷۸)

(۳) حضرت زینبؑ کا جہاد

قرآن کی نظر میں اہم قدروں میں سے تیسری قدر جہاد ہے اگر نہی از منکر اور دفاع کے مسئلے کو جن کی اسلام کی نگاہ میں بہت زیادہ اہمیت ہے ملا کر دیکھا جائے تو ہمیں معلوم ہوگا کہ یہ امور دین اسلام اور اس کے احکام کے ایک بڑے حصے پر مشتمل ہیں۔

زینب سلام اللہ علیہا میدان جہاد اور نہی از منکر کی شہسوار تھیں۔ کربلا میں آپ کا

امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ہونا کوفہ، شام میں اس زمانے کے طاغوتوں کے خلاف آپ کی پر جوش اور بامعنی تقریریں، جن سے ظالموں کی سازشیں طشت از بام ہوگئیں اور ہر موقع پر حق کے دفاع میں باطل کے خلاف آپ کی تقریریں اور نہایت نازک اور خطر ناک موقعوں پر آپ کی شجاعت اور بے مثال پائیداری یہ سب آپ کے جہاد اور نہی عن المنکر کے اصولوں پر عمل پیرا ہونے کی دلیلیں ہیں یہاں تک کہ آپ نے اسلام کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے اپنا نام پیدا کیا اور کربلا کی شیر دل خاتون اور شہید کربلا کا پیغام پہنچانے والی بہادر خاتون کا لقب اسلام کی پیشانی پر چمک رہا ہے اور آپ کا جہاد ہمیشہ کے لیے مثالی بن گیا۔ اس سلسلے میں ہم آگے بحث کریں گے کہ آپ کی شجاعت پائیداری اور صراحت کا صرف ایک نمونہ پیش کر رہے ہیں۔

حضرت زینبؑ نے یزید کے دربار میں اس سے فرمایا:

وسیعلم من سول لک ومن مکنک رقاب المسلمین بئس للظالمین بدلا

"بہت جلد جس نے تجھے فریب دیا ہے اور عوام پر مسلط کیا ہے (یعنی معاویہ) سمجھ جائے گا ظالموں کے لیے بہت سخت اور دردناک عذاب ہے" (۷۹)

آپ نے ایک اور جگہ پر فرمایا:

اللھم خذ بحقنا وانتقم من ظالمنا، واحلل غضبک بمن سفک دمائنا وقتل حماتنا

"پروردگارا! ہمارا حق (ظالموں سے) ہم تک پہنچا اور ہم پر جنہوں نے ظلم کیا ان سے ہمارا انتقام لے اور اپنا غضب ان پر نازل کر جنہوں نے ہمارا خون بہایا اور ہمارے وارثوں کو قتل کیا" (۸۰)

(۴) انفاق اور محتاجوں پر توجہ

قرآن کی نظر میں اعلیٰ اقدار میں چوتھی قدر جس پر سب سے زیادہ تاکید کی گئی ہے بے کسوں کے حق میں انفاق اور محتاجوں پر توجہ ہے۔

اس سلسلے میں بھی حضرت زینب سلام اللہ علیہا اپنی والدہ کی طرح محتاجوں پر بہت زیادہ توجہ کیا کرتی تھیں' ان کی فکر میں رہتی تھیں اور ایثار کی حد تک ان کی مدد کرتی تھیں' حضرت علی علیہ السلام کی ظاہری خلافت کے دوران آپ عالم اسلام کی ملکہ تھیں اور اپنے والد کے شانہ بشانہ ہو کر غریبوں اور فقیروں کی مدد کرتی تھیں محتاج افراد اپنی مشکلیں حل کرانے کے لیے حضرت زینب سلام اللہ علیہا کو واسطہ قرار دیتے تھے' حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے اس سلسلے میں عظیم خدمات انجام دی ہیں۔

آپ کے ایثار کی حد ملاحظہ ہو، کربلا کے واقعے کے بعد قید کے دوران آپ نے تین دن تک اپنے حصے کی غذا تناول نہیں کی' بلکہ شہداء کے بچوں کو دی، واضح رہے کہ ظالم یزیدی قیدیوں کو دن میں صرف ایک روٹی دیا کرتے تھے۔ [۸۱]

جب آپ مدینے میں اپنے شوہر عبداللہ کے ساتھ تھیں تو آپ کی سخاوت اور جودوکرم کا شہرہ تھا، زینب سلام اللہ علیہا کے در پر محتاجوں کی بھیڑ لگی رہتی تھی، آپ محتاجوں کی مدد کرنے کے لیے اپنے شوہر کا ہاتھ بٹایا کرتی تھیں۔

ہم آگے بیان کریں گے کہ آپ نے صرف مال کا انفاق ہی نہیں کیا بلکہ اپنے دونوں بیٹوں کو کربلا میں اپنے ساتھ لے کر آئیں اور امام حسین علیہ السلام پر فدا کردیا۔ ان کی شہادت کے بعد آپ کی زبان پر کبھی کوئی شکوہ نہیں آیا، یہاں تک کہ آپ خیمے سے باہر بھی نہیں آئیں کہ کہیں اپنے بچوں کو خون میں غلطاں دیکھ کر کہیں آپ کے ہاتھ

سے صبر کا دامن نہ چھوٹ جائے' یا امام حسین علیہ السلام آپ کو اس حال میں دیکھ کر کہیں آپ سے شرمندہ نہ ہو جائیں۔

زینب سلام اللہ علیہا، فاطمہ علیہا السلام اور علی علیہ السلام کی گود میں پروان چڑھی تھیں۔ بچپن میں آپ نے اپنے والدین کا ایثار، یتیم نوازی اور محتاجوں کی مدد کرنا دیکھا تھا' بلکہ آپ ان کے ساتھ ان کاموں میں ہاتھ بٹاتی تھیں۔ (۸۲)

آپ اسی خاندان کی فرد تھیں جنہوں نے حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام کی شفا کے لیے نذر کی تھی کہ وہ تین دن روزہ رکھیں گے۔ پہلے دن جب یہ لوگ افطار کرنے بیٹھے تو کسی مسکین نے دست سوال بڑھا دیا، دوسرے دن کوئی یتیم آ گیا اور تیسرے دن کوئی اور سوالی بن کر آن پہنچا، انہوں نے تینوں دن سائل کو اپنی غذا دیدی اور خود منجملہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے سب بھوکے رہ گئے۔ ان ہی کی شان میں سورہ ھل اتی نازل ہوئی اس سورہ کی آٹھویں آیت اس طرح ہے:

یطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا

''وہ لوگ اپنے کھانے کو اس کی محبت اور نیاز کے باوجود مسکین یتیم اور اسیر کو دے دیتے ہیں'' (۸۳)

روایت ہے کہ پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں ایک سائل آیا' اس نے کچھ کھانے کو مانگا فاطمہ علیہا السلام کے گھر میں تھوڑی سی غذا کے علاوہ جو حسنین علیہا السلام اور زینب سلام اللہ علیہا اور کلثومؑ کے لیے رکھی ہوئی تھی اور کچھ نہ تھا' حضرت علی علیہ السلام اس سائل کو رات اپنے گھر لے آئے اور حضرت فاطمہ علیہا السلام سے ماجرا بتایا۔

حضرت فاطمہ علیہا السلام نے وہی غذا مہمان کو دی اور حضرت علی علیہ السلام اور ان کے بچے تاریکی میں مہمان کے پاس بیٹھ گئے اور ایسا ظاہر کیا کہ وہ بھی اس کے ساتھ

کھانا کھا رہے ہیں ۔ مہمان نے سیر ہو کر کھانا کھایا' وہ یہ سوچ رہا تھا کہ اہل بیت بھی اس کے ساتھ غذا تناول کر رہے ہیں۔ دوسرے دن حضرت علی اور فاطمہ علیہا السلام اپنے بچوں سمیت رسول اللہ کی خدمت میں پہنچے' پیغمبر اکرمؐ نے ان چہروں کو دیکھا جن سے شدید بھوک کے آثار نمایاں تھے' پیغمبر نے تبسم فرماتے ہوئے ان کی شان میں نازل ہوئی سورہ حشر کی نویں آیت کی تلاوت فرمائی جو ان کے ایثار کی وجہ سے نازل ہوئی تھی ۔

ویوثرون علی انفسهم ولو کان بهم خصاصة

''وہ مسکینوں کو اپنے اوپر مقدم کرتے ہیں بھلے ہی خود شدید بھوک اور غربت کے شکار ہوں'' (۸۴)

نیکی کا بدلہ

قید سے چھوٹنے کے بعد اہل بیتؑ کو مدینہ پہنچانے کے لیے یزید نے نعمان بن بشیر کو ذمہ داری سونپی۔ نعمان سارے سفر میں اہل بیتؑ کے ساتھ بہت احترام اور محبت سے پیش آیا۔ جہاں اہل بیتؑ رکنا چاہتے اور عزاداری کرنا چاہتے وہ نگہبانوں کے ساتھ اہل بیتؑ سے دور ہو جاتا' اس نے اہل بیتؑ کی راہ میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں کی' نعمان نے انہیں بڑی محبت و احترام سے مدینے پہنچایا۔

حضرت علیؑ کی بیٹی فاطمہ علیہا السلام نے اپنی بہن زینب سلام اللہ علیہا سے عرض کیا: اس مرد نعمان نے ہمارے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا ہے بہتر ہے کہ ہم اسے کچھ صلہ اور ہدیہ دیں ۔ حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے فرمایا: خدا کی قسم ہمارے پاس کچھ نہیں بچا ہے' ظالموں نے سب کچھ لوٹ لیا' صرف دو دست بند اور بازو بند باقی بچے ہیں' آپ نے وہ دست بند نعمان کے لیے بھجوا دیئے اور اس کا شکریہ ادا کیا ۔ نعمان نے وہ اشیاء واپس لوٹا دیں اور کہا: میں نے مال دنیا کے لیے آپ کی خدمت نہیں کی ہے' میں خدا کی

رضا کی خاطر اور پیغمبر اسلامؐ سے آپ کی قرابت کی خاطر آپ کی خدمت کی ہے۔ (۸۵)

اس طرح حضرت زینبؑ کبریٰ اور آپ کی بہن نے اسلامی اخلاق کی رو سے نیک آدمی کی قدر دانی کی اور اس کا شکریہ ادا کیا اور اپنے اس عمل سے دنیا کو یہ سبق دیا کہ نیک آدمی کی قدر دانی اور شکریہ ادا کرنا اسلامی اور انسانی صفات میں سے ہے۔

زینبؑ کی پر خلوص عبادت

حضرت زینب سلام اللہ علیہا سب سے پہلے اپنے والدین اور جد بزرگوار رسول خداؐ اور بھائیوں کی طرح خدا کی خالص کنیز تھیں۔ آپ کی تمام حرکات و سکنات رفتار و کردار سے بندگی نمایاں تھی۔ آپ کی نمازیں، مناجاتیں، دعائیں، راز و نیاز، تہجد، اعلیٰ معرفت کا نمونہ تھیں۔ آپ نے پیغمبر خداؐ علی اور فاطمہ علیہا السلام کی آغوش میں تربیت پائی تھی، جن کا اکثر وقت خدا کی عبادت میں گزرتا تھا۔

رسول اکرمؐ اس قدر نماز پڑھا کرتے تھے کہ آپ کے پیروں میں ورم آجاتا تھا، آپ اس قدر نماز شب پڑھتے تھے کہ آپ کا چہرہ زرد ہو جاتا تھا۔ آپ نماز کے دوران اس قدر گریہ کرتے تھے کہ بے حال ہو جاتے، ایک شخص نے آپ سے کہا: خدا نے تو آپ کے گزشتہ اور آیندہ سب گناہ بخش دیئے ہیں، پھر آپ کیوں خود کو اس طرح زحمت میں ڈالتے ہیں؟ آپؐ نے اس کے جواب میں فرمایا:

افلا اکون عبدا شکورا

"کیا میں خدا کا شکرگزار بندہ نہ رہوں"؟ (۸۶)

حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے پیغمبر اسلامؐ اور اپنے والدین اور بھائیوں کو اپنے لیے نمونہ عمل بنایا تھا، لہذا ہر شے سے پہلے خدا کے بندۂ کامل کا مصداق تھیں، اور

آپ نے اس بندگی کی ہمیشہ حفاظت کی' آپ کی شخصیت گیارہ محرم کو جب اپنے بھائی کے جسد اطہر کے پاس آتی ہیں تو کمال خلوص اور تواضع سے فرماتی ہیں:

الھم تقبل منا ھذا قلیل القربان

''خدایا ہماری ناچیز قربانی قبول فرما''[۸۷]

ساری زندگی میں کبھی آپ کی نماز شب قضا نہیں ہوئی' یہاں تک کہ ۱۱ محرم شام غریباں میں بھی آپؑ نے بڑے بڑے مصائب و آرام اٹھانے کے باوجود نماز شب نہیں چھوڑی' امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں: میں نے اس شب (گیارہ محرم) کو دیکھا کہ میری پھوپھی زینب بیٹھ کر نماز ادا کر رہی ہیں۔

امام حسین علیہ السلام اس حد تک حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی معرفت' خلوص اور بندگی کے معتقد تھے کہ جب آپ اپنی بہن سے وداع ہونے لگے تو آپؑ نے فرمایا:

یا اختاہ لا تنسینی عندنا فلۃ اللیل

''میری بہن! مجھے نماز شب میں مت بھولنا اس وقت میرے لیے دعا کرنا''

حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی عظمت کے لیے یہی کافی ہے کہ امام حسین علیہ السلام جیسی شخصیت آپ سے دعا کی خواہاں ہے۔

علامہ شیخ شریف اپنی کتاب مثیر الاحزان میں لکھتے ہیں:

امام حسین علیہ السلام کی صاحب زادی فاطمہ سے روایت ہے کہ آپ فرماتی ہیں:

اما عمتی زینب' فانھا لم تزل قائمۃ فی تلک اللیلۃ ای عاشرۃ من المحرم فی محرابھا تستغیث الی ربھا

''میری پھوپھی زینب سلام اللہ علیہا عاشورہ کی رات عبادت میں مشغول تھیں اور خدا سے مناجات اور راز و نیاز کرتی رہیں''

امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہمیں جب قید کرکے لے جایا گیا تو میں دیکھتا تھا کہ کوفہ سے شام تک شدید مصائب اہل حرم کی دیکھ بھال کی ذمہ داری اور غموں کے تازہ ہونے کے باوجود میری پھوپھی زینب سلام اللہ علیہا کی عبادت میں کمی نہیں آئی ۔ ایک مرتبہ آدھی رات کو میں نے دیکھا کہ کمزوری کی بنا پر آپ بیٹھ کر نماز شب پڑھ رہی تھیں ۔ میں نے اس کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا: تین دن سے اپنے حصے کا کھانا بچوں میں بانٹ دیتی ہوں بھوک کے باعث مجھ میں اٹھنے کی طاقت نہیں ہے ۔(۸۸)

واضح رہے کہ عبادت صرف مناجات اور نماز ہی کا نام نہیں ہے بلکہ عبادت کے مختلف پہلو ہیں' آپ کا ہر فعل عبادت تھا' جیسے شہداء کے یتیموں کی سرپرستی' شہیدوں کا پیغام پہنچانا اور اس کی تبلیغ ' نہی از منکر اور دین کی عظمت کے لیے کوششیں وغیرہ ۔ایک نکتہ سنج شاعر نے آپ کی عبادت کے مختلف پہلوؤں کو اس طرح بیان کیا ہے:

المکرمة ، حافظة الودایع والاسرار، الموثقة فیٔ نقل الا حادیث والاخبار، الفصیحة البلیغة فی البیان المعظمة ، قوی الجنان عند الهزاهز ، ذالک فضل الله یوتیه من یشاء

''زینب سلام اللہ علیہا بزرگوار اور باعظمت خاتون تھیں' اسرار امامت اور امانتوں کی محافظ و نگہبان ، روایات کے نقل کرنے میں ثقہ، فصیح و بلیغ ، شدید مصائب کے طوفانوں میں قوی اور طاقتور لب کی مالک' آپؑ کے وجود میں یہ کمالات اور خدا کے لطف و کرم سے تھے' بے شک یہ خدا کا لطف و کرم تھا وہ جسے لائق پاتا ہے اپنا فضل عطا کرتا ہے''(۸۹)

ایک اور شاعر کہتا ہے:

'' اگر ساری عورتیں زینب سلام اللہ علیہا جیسی ہوتیں تو عورتوں کو مردوں پہ

فضیلت حاصل ہو جاتی“

ولایت کبریٰ سے آپ کا فیض یاب ہونا

حضرت زینب سلام اللہ علیہا ثانی ؑ زہراء تھیں۔ آپ ؑ کی یہ خصوصیت صرف اس وجہ سے نہیں تھی کہ آپ خاندان عصمت کی ایک فرد تھیں اور اعلیٰ حسب ونسب کی مالک تھیں' بلکہ نسبی عظمت کے علاوہ آپ حسب اور اکتسابی شخصیت کے لحاظ سے بھی اعلیٰ مدارج پر فائز تھیں' کیونکہ آپ ؑ نے علم وعمل اسلام کی ترقی اور حق کی سرفرازی اور باطل کی نابودی کے لیے اپنی انتھک کوششوں اور اسلام کی راہ میں شجاعانہ جہاد کے ذریعہ اس اعلیٰ مرتبے تک پہنچی ہیں۔ پیغمبر اکرم ؐ فرماتے ہیں:

ما اخلص عبدا لله عزوجل اربعین صباحا الا جرت ینابیع الحکمة من قلبه علی لسانه (۹۰)

”جو بندہ چالیس دن ہر شے سے دور عمل خالص انجام دے گا یقیناً خدا اس کے قلب سے اس کی زبان پر حکمت وکمال کے چشمے جاری کرے گا“

آپ کی ایک اور حدیث ہے:

ما زھد عبد فی الدنیا الا انبت الله الحکمة فی قلبه وانطق بھا لسانه

”اگر کوئی بندہ زہد اختیار کرے اور پارسا ہو جائے' خدا اس کے قلب میں علم وحکمت کا درخت اگاتا ہے' اس پر پھل دیتا ہے اور اس کا میوہ اس کی زبان سے علم کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے“ (۹۱)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لیس العلم فی السماء فینزل علیکم ولا فی تخوم الارض

فیخرج لکم ، تخلقوا باخلاق الروحانیین یظھر لکم

''علم آسمان میں نہیں ہے کہ تم پر نازل کیا جائے' نہ زمین کے اندر ہے کہ تمہارے لیے نکالا جائے روحانیوں کا اخلاق اختیار کرو' تمہارے لیے علم آشکار ہو جائے گا''(۹۲)

بے شک حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے آغاز سے انجام تک کمال خلوص سے راہ اسلام میں مضبوط قدم اٹھائے اور بے نظیر زہد و پارسائی سے دنیا کو آخرت پر فدا کر دیا، اسی وجہ سے آپ کے وجود سے علم و کمال کے چشمے پھوٹے اور آپ معنویت کے اعلیٰ مراتب پر فائز ہوئیں اور آپ نے اس راہ میں اس قدر ترقی کی کہ مقام ولایت تک پہنچ گئیں اور آپ میں یہ لیاقت پیدا ہوگئی کہ امام زین العابدینؑ کی بیماری کے دوران آپ امام حسینؑ کی نائب خاص بن گئیں۔

حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی قوت قلب ، بے نظیر شجاعت ،صبر و شکر اور راضی برضا رہنا، آپ کی حیرت انگیز قربانیاں سب کچھ اس بات پر دلیل ہیں اور یہ بات ہم نے پہلے بھی ذکر کی ہے کہ جو حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی طہارت ، پاکیزگی اور تقوے پر واضح دلیل ہے اور اختصار سے یہاں پر دوبارہ ذکر کر رہے ہیں۔

حضرت زینب سلام اللہ علیہا حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد امام زین العابدینؑ کی بیماری کے دوران امام حسین علیہ السلام کی نائب خاص تھیں اور دین خدا کی ذمہ داری آپ کے ہاتھ میں تھی' اس سلسلے میں دو واقعے ذکر کر رہے ہیں جو آپ کے مقام ولایت پر فائز ہونے کو بیان کرتے ہیں۔

(۱) عصر عاشورہ امام حسین علیہ السلام کا اہل حرم سے وداع ہونا نہایت دلخراش منظر تھا' اس وقت جناب زینب سلام اللہ علیہا کو قرار نہیں تھا۔ اور آپ بہت زیادہ مضطرب

تھیں' امام حسین علیہ السلام نے آپ کو بلایا" وامر یدہ علی صدر ھا وسکنھا من الجزع " امام حسین علیہ السلام نے زینب سلام اللہ علیہا کے سینے پر ہاتھ پھیرا تو انہیں سکون ملا اور وہ پھر کبھی مضطرب نہیں ہوئیں ۔امام حسین علیہ السلام نے زینب سلام اللہ علیہا سے فرمایا:

جو صبر کرتا ہے خدا سے عظیم ثواب پاتا ہے تم بھی صبر کرو تا کہ ایسا ثواب پا سکو۔

زینب سلام اللہ علیہا کے سینے پر صاحب ولایت کے ہاتھ نے ان میں ایک انقلاب پیدا کر دیا۔ حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے امام حسین علیہ السلام سے فرمایا:

یابن امی طب نفسا وقر عینا فانک تجدنی کما تحب و ترضی

"اے بھائی آپ اطمینان رکھیں اس کے بعد مجھے ویسا ہی پائیں گے جیسا کہ آپ چاہتے ہیں" (۹۳)

(۲) جب اہل حرم کو اسیر کر کے کربلا سے کوفہ لایا گیا کوفے کے عوام کی بھیڑ لگی ہوئی تھی' کان پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی' ایسے شور وغل میں کسی کے تقریر کرنے کا کوئی امکان نہیں تھا۔

بشیر بن خزیم اسدی کہتے ہیں: اس دن میں نے زینب سلام اللہ علیہا کو دیکھا کہ جو خطبہ دینے کے لیے تیار تھیں۔ (۹۴)

وقد اومات الی الناس ان اسکتوا

"زینب سلام اللہ علیہا نے مجمع کو خاموش ہو جانے کا اشارہ کیا"

فارتدت الانفاس وسکنت الاجراس

"آپ کے اشارہ کرنے سے ایسا سکوت چھا گیا گویا سانسیں سینوں میں رک گئی ہوں اور گھوڑوں کی گردنوں میں بندھی گھنٹیوں کی بھی آوازیں آنا

بند ہو گئیں۔ (۹۵)

بے شک اس طرح کا صبر' قوت' قلب، اطمینان نفس اور عظیم مجمع پر اس طرح اثر انداز ہونا کہ سب بالکل خاموش ہو جائیں ایک ایسی خاتون کی طرف سے جس پر ایسی مصیبتیں پڑی ہوں کہ جو پہاڑوں پر جاتیں تو انہیں ریزہ ریزہ کر دیتیں' اس بات پر دلیل ہیں کہ یہ خاتون ایثار و فدا کاری اور تقویٰ کے ذریعہ یقین و رضا کے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہیں اور انہیں مقام ولایت سے فیض حاصل ہے۔

امام زین العابدینؑ کا حضرت زینبؑ سے مشورہ کرنا

حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی ملکوتی عظمت کو بیان کرنے کے لیے یہی کافی ہے کہ آپ بعض اوقات امام زین العابدینؑ کو ایسے مشورے دیتیں جن سے آپ خطروں سے محفوظ رہتے اور امام زین العابدینؑ بھی حضرت زینب سلام اللہ علیہا سے مشورہ کیا کرتے تھے اور آپ کی رائے کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کرتے تھے۔ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل واقعہ پیش کیا جا رہا ہے:

جب خاندان رسالت کو قیدی بنا کر شام لے جایا گیا تو ایک دن یزید نے امام زین العابدینؑ کو دربار میں طلب کیا' اس وقت زینب سلام اللہ علیہا نے امام زین العابدینؑ سے فرمایا:

یا قرة عینی وسلوة فوادی ، لا تکلم الا بکلام هین وقول لین ، فانه ظالم عنید وشقی شدید ، لا یخاف من الله وعذابه ولا یستحیی من رسول الله وولیه

"اے میری آنکھوں کے نور! یزید کے ساتھ نرمی سے بات کرنا کیونکہ وہ ظالم اور ضدی ہے' نہایت سنگدل اور شقی ہے، نہ خدا اور اس کے عذاب

سے ڈرتا ہے اور نہ ہی رسول خدا اور ان کے وصی سے''

جب امام زین العابدینؑ یزید کے پاس گئے تو اس ملعون نے آپ کا احترام کیا اور کہا کوئی حاجت ہو تو بیان کرو (واضح رہے کہ شام میں امام زین العابدینؑ اور حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے خطبوں کی وجہ سے یزید رائے عامہ کے شدید دباؤ میں آ چکا تھا اسی وجہ سے اس نے ظاہراً امام کا احترام کیا)

امام نے فرمایا:

'' مجھے تمہاری ضرورت نہیں ہے' میں ہر امر میں اپنی پھوپھی زینب سلام اللہ علیہا سے مشورہ کرتا ہوں کیونکہ وہ یتیموں اور غم خواروں (اہل بیتؑ) کی سرپرست ہیں''(۹۱)

زینبؑ مقام صبر و رضا اور شکر میں

تین مقام ایسے ہیں جنہیں ایمان کے اعلیٰ مراحل اور انسانی تکامل اور معراج کا ستون کہا جا سکتا ہے: یہ مقام صبر، رضا اور شکر ہیں۔

انسان صبر کامل کے مرحلے پر فائز ہونے کے بعد خدائی رضا پر راضی رہنے کے مرحلے تک پہنچتا ہے اور اس کے بعد شکر کے عظیم مقام پر فائز ہو سکتا ہے۔

ابتداء ہی سے حضرت زینب سلام اللہ علیہا پر مصائب کا آغاز ہو گیا۔ جیسے ان کے جد اکرم رسول خدا کی وفات، ان کی والدہ جناب فاطمہ علیہا السلام اور حضرت کی مظلومہ شہادت، زہر جفا سے امام حسن علیہ السلام کا شہید ہونا اور کربلا میں امام حسین علیہ السلام کا شہید ہونا اور شدید مصیبتیں، اہل حرم کا اسیر ہونا ان ہی مصائب کی وجہ سے آپ کو ام المصائب کہا جاتا ہے' یہ تمام مصائب آپ کی ہمت توڑنے کے لیے کافی تھے لیکن آپ نے ایسے صبر اور اعلیٰ استقامت کا مظاہرہ کیا کہ بعض مورخین نے آپ ہی کی زبان سے نقل کیا ہے:

ساصبر حتی یعجز الصبر عن صبری

''میں ایسے صبر کا مظاہرہ کروں گی کہ خود صبر میرے صبر سے ناتواں ہو جائے گا''(۹۷)

مقام صبر کے بعد مقام رضا ہے جو صبر سے اعلیٰ مقام ہے' حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے اس مقام پر بھی اپنا امتیاز قائم رکھا۔آپ کو رضائے خدا اور اس کی خوشنودی کے علاوہ اور کچھ مطلوب نہ تھا، اگر آپ امام حسین علیہ السلام اور شہدائے کربلا کے غم میں روتی تھیں تو آپ کا یہ گریہ ناراض ہونے کی وجہ سے نہیں تھا، بلکہ جذبات کی بنا پر اور حسین علیہ السلام کے پیغام کو عام کرنے کے لیے تھا۔آپ کے اس گریہ نے دشمن کے منصوبوں پر پانی پھیر دیا۔

آپ خدا کی خوشنودی کی اس حد تک خواہاں تھیں کہ عصر عاشور جب دشمنوں نے خیموں پر حملہ کر دیا اور ان میں آگ لگا دی جب کہ ایسے مقام پر خیموں سے نکل جانا فطری بات ہے لیکن آپ امام زین العابدینؑ کے پاس آئیں اور ان سے پوچھا: آیا ہم خیموں میں جل کر مر جائیں یا باہر نکلیں؟ تو امامؑ نے فرمایا:

علیکن بالفرار

''آپ سب پر واجب ہے خیموں سے نکل جائیں''(۹۷)

زینب سلام اللہ علیہا نے اہل حرم سے کہا: بیابان میں نکل جائیں لیکن دوسری طرف سے امام کی جان بچانا بھی واجب تھا' لہٰذا آپ امام زین العابدینؑ کے ہمراہ رہیں۔

مقام رضا کے بعد مقام شکر ہے' زینب سلام اللہ علیہا نے ہر ہر قدم پر خدا کا شکر ادا کیا یہاں تک کہ ابن زیاد لعین کے دربار میں فرمایا: اس خدا کا شکر و حمد کہ جس نے ہم میں سے اپنا نبی مبعوث کیا اور گندگیوں اور گناہوں سے پاک و پاکیزہ کیا۔

ما ریت الا جمیلا

''میں نے (کربلا کے واقعات میں اہل بیتؑ کے انصار کے لیے اچھائی اور نیکی کے سوا کچھ اور نہیں پایا''[۹۸]

ہم اس سلسلے میں آگے چل کر بیان کریں گے۔

عفاف اور حجاب کی محافظت

اسلام نے عورتوں کے لیے جو فرائض معین کیے ہیں ان میں سرفہرست حجاب اور عفاف کی حفاظت ہے۔

قرآن مجید نے چار[۹۹] آیتوں میں عورتوں کے لیے حجاب کے واجب ہونے کی وضاحت اور چودہ آیتوں میں حجاب کے بارے میں خبردار کیا ہے۔[۱۰۰] اسلامی روایات میں بھی حجاب کے سلسلے میں بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔[۱۰۱]

حضرت زینب سلام اللہ علیہا اس سلسلے میں بھی اپنی والدہ کی طرح بے نظیر اور بے مثال تھیں۔ علامہ مامقانی لکھتے ہیں:

وهي في الحجاب والعفاف فريدة لم يرشخصها احد من الرجال في زمان ابيها واخويها الى يوم الطف

''حضرت زینب سلام اللہ علیہا اپنے حجاب کی حفاظت میں بے مثال تھیں' عاشورہ کے دن تک حضرت علیؑ اور حسنینؑ کے زمانے میں کسی نامحرم نے آپ کو نہیں دیکھا تھا''[۱۰۲]

یحیی مازنی سے روایت ہے:

میں مدینہ میں تھا اور ایک عرصے تک حضرت علیؑ کا ہمسایہ رہا' خدا کی قسم اس مدت کے دوران ہرگز میں نے زینب سلام اللہ علیہا کو نہیں دیکھا اور نہ ان کی آواز سنی۔

مرحوم علامہ کاشف الغطاء نے جو اپنے زمانے کے عظیم مرجع اور عالم دین تھے' حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے سوگ میں مرثیہ کہا جس کے بعض اشعار کا ترجمہ حسب ذیل ہے:

(۱) زینب سلام اللہ علیہا کو اس حال میں کہ ان کے ہاتھ پس گردن بندھے ہوتے تھے ایک لاغر اور کمزور شتر پر سوار کر کے قیدی بنا کر لے گئے۔

(۲) آپ کے چہرے پر نقاب نہ تھا اور آپ کا چہرہ کھلا ہوا تھا بلکہ آپ نے اپنے ہاتھوں کے ذریعہ اپنا چہرہ چھپا رکھا تھا (یہاں ہاتھوں سے مراد (ساعد) پہونچے ہیں۔

(۳) آپ اپنے بھائی امام حسین علیہ السلام کو گرم ریت پر چھوڑ کر جا رہی تھیں۔ اگر ان شہیدوں کے پارہ پارہ جسم پر کسی کی نگاہ پڑ جائے تو اس کی آہ وفغاں بلند ہوجائے گی اور اگر کوئی ان کے کٹے ہوئے سروں کو دیکھے تو اس کے اشک جاری ہوجائیں۔

جس وقت حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے دیکھا کہ آپ کو قیدی بنا کر یزید کے دربار میں لے جایا جا رہا ہے' آپ نے یہ آرزو کی کہ کاش زمین پھٹ جائے اور وہ اس میں سما جائیں تاکہ کینہ توز دشمنوں کے طعنوں سے محفوظ رہ سکیں۔

احکام شرعی کی پابندی

حضرت زینب سلام اللہ علیہا شدید ترین اور بحرانی ترین حالات میں بھی واجب وحرام اور مستحب ومکروہ کی پابندی کرتی تھیں۔

امام زین العابدینؑ نے آپ کو بیان احکام اور ولایت کے بعض امور میں اپنا

نائب خاص بنایا تھا۔ آپؑ نے شب عاشور اور قید کی سخت راتوں میں نماز شب نہیں چھوڑی' آپ احکام الٰہی پر سختی سے پابند رہتی تھیں' خصوصاً حجاب اور نہی از منکر' حلال و حرام غذا پر آپ کی سخت نظر رہتی تھی۔ حجاب اور نہی از منکر پر حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے سختی سے پابند ہونے کے بارے میں یہ روایت ہے کہ جب اہل بیتؑ کو قید کر کے لے جایا گیا تو آپ نے کوفہ کے عوام سے خطاب کر کے کہا:

''اے لوگو! ہم پر سے اپنی آنکھیں ہٹا لو کیا تمہیں خدا اور اس کے رسول کا خوف نہیں کہ تم پیغمبر خدا کے خاندان کی مستورات کو دیکھ رہے ہو''(۱۰۳)

شام میں یزید کو مخاطب کر کے سخت احتجاج کیا اور فرمایا: یہ کیا انصاف ہے کہ تو نے اپنی عورتوں اور کنیزوں کو پردہ کے پیچھے بٹھایا ہے لیکن رسول اللہ کی بیٹیوں کو قید کر کے ایک شہر سے دوسرے شہر پھرا رہا ہے' تو نے ہماری عورتوں کے سر سے چادر چھین لی''(۱۰۴)

جب اہل بیتؑ کو اسیر کر کے کوفہ لایا گیا تو بعض لوگوں نے ترس کھا کر اسیروں اور ان کے بچوں کو خرما اور روٹی دی' حضرت زینبؑ نے بچوں کے ہاتھوں سے وہ چیزیں لے لیں اور کوفیوں کی طرف پھینک دیں اور فرمایا:

ان الصدقۃ علینا حرام

''ہم پر صدقہ حرام ہے''(۱۰۵)

کیونکہ صدقہ بنی ہاشم اور سادات پر حرام ہے، اس طرح حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے ان شدید حالات میں اہل بیتؑ کے بچوں اور عورتوں کو جو شدید بھوک کی تکلیف میں مبتلا تھے صدقہ کھانے سے روکا کیونکہ روایت کے مطابق صدقہ اور زکوٰۃ فقراء غیر سادات کے لیے ہے اور سادات کے لیے خمس ہے' اس وجہ سے پیغمبر اکرمؐ اور آئمہ

طاہرینؑ اور بنی ہاشم صدقہ سے استفادہ نہیں کرتے تھے' بلکہ حرام سمجھتے تھے۔ (۱۰۶)

حضرت زینب سلام اللہ علیہا جو اپنے حصے کی غذا بھی اہل حرم کے بچوں میں بانٹ دیتی تھیں اور خود صبر کر لیتی تھیں ۔آپ نے حرام غذا کھانے سے انکار کر دیا اور اہل حرم اور ان کے بچوں نے بھی آپ کی پیروی کی ۔

حضرت زینبؑ کی شخصیت

خدا کے مقرب بندوں کی شخصیت کے ایک یا دو پہلو نہیں ہوتے بلکہ وہ اپنی زندگی میں انسانی اور اسلامی لحاظ سے نمونہ ہوتے ہیں ۔

معمولی انسانوں کی طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں ۔بعض سنگدل ہوتے ہیں' بعض بہت نرم مزاج ہوتے ہیں' بعض بے پردہ اور ماحول کے رنگ میں رنگ جاتے ہیں لیکن انبیاء اور آئمہؑ اور اولیاء شجاع اور بہادر ہونے کے ساتھ ساتھ نرم دل بھی ہوتے ہیں ۔ یتیموں' مفلسوں اور فقراء کو دیکھ کر ان کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں ۔یہ حضرت دشمنوں سے سختی سے پیش آتے ہیں اور مستضعفین کے حق میں مہربان اور متواضع ہوتے ہیں یعنی متضاد صفات کے مالک ہوتے ہیں ۔

حضرت زینب سلام اللہ علیہا بھی اسی طرح تھیں' کبھی آپؑ کے خطبوں سے ستم گروں کے محلوں میں لرزہ آ جاتا تھا اور آپ نے کبھی ظالموں کے مقابلے میں نرمی نہیں دیکھائی لیکن دردناک منظر دیکھ کر آپ کی آنکھوں میں آنسو بھی آ جاتے تھے ۔

زینب سلام اللہ علیہا شب عاشور دنیا کی بے وفائی کے بارے میں اشعار سن کر غم کے مارے اس قدر گریہ کرتی ہیں کہ بے ہوش ہو جاتی ہیں لیکن یہی زینب سلام اللہ علیہا گیارہ محرم کو جب شہداء کے لاشوں کے کنارے سے گزرتی ہیں تو امام زین العابدینؑ کو دلاسہ دیتی ہیں ۔ابن زیاد اور یزید کے خلاف سخت تقریریں کرتی ہیں' عراق کے خونخوار

ابن زیاد سے واضح الفاظ میں کہتی ہیں:

''میں نے جو کچھ دیکھا (اہل بیت کے حق میں) صرف خیر دیکھا' خدا کا شکر کہ پیغمبر اکرمؐ کے وجود سے اس نے ہمیں عزت بخشی''[۱۰۷]

اس لحاظ سے بھی حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی غیر معمولی شخصیت کا یقین ہوتا ہے۔ آپ علیؑ کا لہجہ رکھتی تھیں' آپ کی رگوں میں وہی خون دوڑ رہا تھا، جو حسین علیہ السلام کی رگوں میں تھا۔ آپ کے سینے میں اپنی والدہ کا دل تھا۔

زینب سلام اللہ علیہا شرم و حیا کا سرچشمہ تھیں اور اس سختی سے پردہ کی پابند تھیں کہ مدینے اور کوفے میں حضرت علی علیہ السلام کی ظاہری خلافت کے دوران کسی نامحرم کی نگاہ آپ پر نہیں پڑی تھی۔[۱۰۸] اسی کے ساتھ ساتھ آپ نے احقاق حق اور باطل کو مٹانے اور طاغوتیوں کی سازشوں کو طشت ازبام کرکے ایسی ٹھوس تقریر کی، بشیر ابن حزیم اسدی کہتا ہے کہ:

لم ار واللہ خفرۃ قط انطق منہا

''خدا کی قسم میں نے ایسی عفیفہ اور باحیا عورت کو نہیں دیکھا ہے جو اتنے مستحکم انداز سے عوام سے خطاب کرے''[۱۰۹]

حضرت زینبؑ کی روایات

معاشرے کی ترقی کی ایک راہ ثقافتی کاموں کا انجام دینا ہے۔ ان امور سے آگاہی قرآن اور احادیث کی تعلیم حاصل کرنے سے ہوتی ہے۔ ثقافتی کام عوام کی معلومات میں اضافے کا باعث ہوتی ہیں' اور انہیں جہل و بے علمی سے نجات دیتی ہیں اور حق و باطل میں تمیز کرنے کی صلاحیت عطا کرتی ہیں۔

حدیث شناسی اور صحیح حدیثوں پر عمل کرنا اسلامی ثقافت کے اہم ارکان میں سے ایک ہے جو قرآن کی تعلیم کے بعد ہر لحاظ سے ترقی کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اسی وجہ سے پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا:

من حفظ من امتی اربعین حدیثا مما یحتاجون الیه من امر دینهم بعثه الله یوم القیامة فقیها عالما

''میری امت میں جو بھی عوام کے دین و دنیا کی ضرورتوں کے متعلق چالیس حدیثیں حفظ کرے خدا اسے قیامت کے دن فقیہ و عالم اٹھائے گا''(۱۱۰)

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

الروایة لحدیثنا یشد به قلوب شیعتنا افضل من الف عابد

''ہماری حدیثوں کو نقل کرنے والا ایک فرد جن سے ہمارے شیعوں کو تقویت حاصل ہوتی ہو ہزار عابدوں سے بہتر ہے''(۱۱۱)

حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی اہم خدمات میں سے ایک ثقافتی اور لوگوں کی معلومات میں اضافہ کرنے والے کام ہیں۔ آپؑ اپنے خطبوں میں قرآن کی آیت کی تفسیر، رسول اکرمؐ کی حدیثیں اور کربلا کے واقعات بیان کرکے نیز ظالموں کی سازشوں سے نقاب کشائی کرکے حقائق بیان کرکے عوام پر حجت تمام کرتی تھیں اور جاہلوں کو گمراہی کے راستے سے صراط مستقیم کی طرف ہدایت کرتی تھیں۔ اس طرح سے آپ معاشرے میں بڑے پیمانے پر ثقافتی تبدیلیوں کا باعث ہوئیں، واضح رہے اس طرح کی تبدیلیاں انقلابوں کی بنیاد ہوتی ہیں اور بھٹکے ہوئے لوگوں کی ہدایت کے لیے نہایت موثر اور کارساز ہوتی ہیں۔ حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے اس راہ میں موثر قدم اٹھائے۔ آپؑ ابھی سات سال کی نہیں ہوئی تھیں کہ اپنی والدہ جناب فاطمہ علیہا السلام کا مشہور خطبہ حفظ کرلیا

اور آنے والوں کے لئے روایت کی' حضرت زہراءؑ نے یہ خطبہ مسجد النبی میں ارشاد فرمایا تھا۔ یہ خطبہ اس زمانے کے بہت سے معاشرتی ' سیاسی' اخلاقی اور ثقافتی مسائل پر مشتمل ہے۔حضرت زینب سلام اللہ علیہا سے بہت سی روایات منقول ہیں' یہاں پر صرف چند روایات پیش کر رہے ہیں۔

(۱)نقل حدیث ام ایمن

ام ایمن اہل بیتؑ سے آشنا اور بہت با ایمان خاتون تھیں اور خاندان رسالت میں گھر کی ایک فرد کی طرح رہتی تھیں۔ایک مدت تک ام ایمن رسول کی کنیز تھیں۔پیغمبر نے انہیں آزاد کر کے عبید خزرجی سے ان کا نکاح کردیا جن سے ان کا ایک بیٹا تھا جس کا نام ایمن تھا' یہ لڑکا بڑا ہو کر رسول اللہ کی رکاب میں جنگ حنین میں شہید ہوا۔

ام ایمن عبید خزرجی کی وفات کے بعد رسول اللہؐ کے حکم سے زید بن حارثہ کے عقد میں آگئیں۔ان سے اسامہ بن زید پیدا ہوئے' ام ایمن ان خاص عورتوں میں سے تھیں جو جناب فاطمہ علیہا السلام کی خدمت میں رہا کرتی تھیں۔پیغمبر اکرمؐ ، جناب فاطمہ علیہا السلام اور آپ کے بچے ام ایمن کا بہت احترام کیا کرتے تھے۔

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

"میں گواہی دیتا ہوں کہ ام ایمن اہل بہشت میں سے ہیں"(۱۱۴)

ام ایمن کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ راویوں میں شمار ہوتی ہیں' انہوں نے پیغمبر اکرمؐ اور جناب فاطمہ علیہا السلامؑ کے اقوال کی روایت کی ہے۔

ان کی ایک روایت بہت پر اسرار روایت ہے کہ جو حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے ان سے روایت کی ہے اس روایت کا ترجمہ حسب ذیل ہے:

امام زین العابدینؑ علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب زینب سلام اللہ علیہا نے

فرمایا: ام ایمن نے مجھے بتایا کہ ایک دن پیغمبر اکرمؐ حضرت فاطمہ علیہا السلام کے گھر تشریف لائے ۔ جناب فاطمہ علیہا السلام نے ان کے لیے حریرہ بنایا (حریرہ مخصوص غذا ہے جو آٹے دودھ اور روغن سے تیار کی جاتی ہے) حضرت علی علیہ السلام بھی ایک طبق بھر خرما لے آئے اور پیغمبر کے سامنے رکھ دیا۔

ام ایمن کہتی ہیں: میں پیالوں میں دودھ اور بالائی لے آئی، پیغمبر اسلامؐ علی علیہ السلام اور حسن علیہ السلام نے حریرہ تناول فرمایا: دودھ پیا اور خرما اور بالائی بھی کھائی اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام نے رسول اللہ کے ہاتھ دھلوائے، رسول اکرمؐ نے ہاتھ دھونے کے بعد اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور علی علیہ السلام ، فاطمہؑ اور حسن علیہ السلام کے چہروں کو دیکھا، انہیں دیکھ کر خوش ہوئے۔ اس کے بعد آسمان کی طرف دیکھا اور قبلہ رخ ہو کر دست مبارک بلند کئے اور دعا فرمائی، اس کے بعد سجدے میں چلے گئے ۔ اور سخت گریہ کیا۔ آپ کے آنسو جاری تھے، پھر اٹھے اور زمین کی طرف دیکھا، شدت سے آپ کے آنسو جاری تھے پھر اٹھے اور زمین کی طرف دیکھا شدت سے آپ کے آنسو جاری تھے یہ دیکھ کر علی و فاطمہ علیہا السلام و حسن علیہ السلام غمگین ہوگئے، میں بھی غمگین ہوگئی۔ آپ بہت دیر تک گریہ کرتے رہے۔ علی و فاطمہ علیہا السلام نے عرض کیا:

اے رسولؐ خدا! آپ کے گریہ کا سبب کیا ہے؟ خدا آپ کو نہ رلائے آپ کے رونے نے ہمارے دلوں کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا ہے۔؟

رسول اکرمؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا:

اے میرے بھائی! میں تم سب کو دیکھ کر خوش ہوا۔ میں تم لوگوں کو دیکھ رہا تھا اور خدا کا ان نعمتوں پر شکر ادا کر رہا تھا جو اس نے تم لوگوں کو عطا کر کے مجھے عطا کی ہیں۔ اسی لمحے جبرئیل نازل ہوئے اور کہا! اے محمدؐ! خدا نے تمہاری اس حالت پر توجہ کی جو تم

اپنے بھائی، بیٹی اور نواسوں کو دیکھ کر خوش ہو رہے تھے۔ خدا نے تم پر نعمتیں کامل کیں اور انہیں تمہارے لیے گوارا بنایا، تمہارے اہل بیت، ان کی آل اور ان کے دوست و شیعہ سب کو بہشت میں تمہارے ساتھ قرار دیا اور خدا تمہارے اور ان کے بیچ جدائی نہیں ڈالے گا، یہ لوگ تمہاری ہی طرح سے خدا کی نعمتوں سے فیض یاب ہوں گے لیکن دنیا میں بہت زیادہ مصائب اور بلاؤں میں گرفتار ہوں گے اور ایسے لوگوں کی طرف سے انہیں مصیبتیں اٹھانی پڑیں گی جو خود کو مسلمان اور تمہارے امتی کہتے ہوں گے۔ جب کہ خدا اور آپ ان سے بیزار ہوں گے یہ لوگ آپ کے فرد فرد کو طرح طرح کے مصائب میں مبتلا کر کے قتل کر دیں گے۔ انہیں اذیتیں پہنچائیں گے آپ کی آل کا مقتل اور ان کا مدفن ایک دوسرے سے دور ہوگا خدا نے آپ اور آپ کی آل کے لیے یہی چاہا ہے لہٰذا خدا کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کریں اور اس کی قضا پر راضی رہیں، میں نے بھی خدا کی حمد اور شکر کیا اور اس نے جو تمہارے لیے مقدر کیا ہے راضی و خوشنود ہوا۔

اس کے بعد جبرائیل نے کہا: اے محمدؐ! بے شک تمہارا بھائی تمہارے بعد پست ترین اور شقی ترین فرد کے ہاتھوں جو ناقہ صالح کو پے کرنے والے کی طرح ہوگا۔ کوفہ میں قتل کیا جائے گا جہاں تمہارا بھائی ہجرت کر کے گیا تھا۔ یہ مقام اس کے اور اس کی اولاد کے شیعوں کے پھلنے پھولنے کی جگہ ہے۔ ان کا غم عظیم ہے اور تمہارا نواسہ حسینؑ تمہارے اہل بیتؑ اور تمہاری امت کے ایک گروہ کے ہمراہ کربلا میں شہید ہوگا۔ خدا تمہارے اور تمہاری اولاد کے دشمنوں کی حسرت اور اندوہ و غم میں اس دن شدید اضافہ کرے جس دن کی حسرت اور غم بے نہایت ہوگا (یعنی روز قیامت) اور انہیں سخت عذاب میں گرفتار کرے۔

کربلا کا خطہ روئے زمین پر پاک ترین خطہ ہے اور دنیا کے اہم ترین مقاموں

میں سے ہے۔ یہ بہشت کا ایک قطعہ ہے جس میں حسین علیہ السلام اور ان کے ساتھی شہید ہو جائیں گے اور سپاہ کفر جن پر لعنت کی گئی ہے ان کو گھیر لیں گی۔ زمین میں زلزلہ آئے گا سمندر طوفانی ہو جائیں گے اور یہ خدا کے اس غیظ و غضب کی وجہ سے ہوگا جو وہ تمہارے دشمنوں پر نازل کرے گا۔

اس کے بعد خدا ایسے انسانوں کو بھیجے گا جنہیں کافرین پہچاننے سے قاصر رہیں گے یہ لوگ حسین علیہ السلام کے قتل میں کسی بھی طرح شریک نہیں تھے۔ یہ لوگ شہداء کو دفن کریں گے اور ان کی قبروں پر نشانیاں لگائیں گے، تاکہ حق پرستوں کے لیے حسین علیہ السلام کی قبر واضح رہے اور ان کی ہدایت کا وسیلہ بنے۔ حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے روزانہ آسمان سے ایک لاکھ فرشتے نازل ہوں گے اور حسین علیہ السلام کی قبر مقدس کا احاطہ کر کے زیارت کریں گے اور خدا کی تسبیح کریں گے اور امام حسین علیہ السلام کے زائرین کے لیے مغفرت طلب کریں گے۔ ان زائرین کے اور ان کے خاندان اور شہروں کے نام لکھیں گے جو خدا اور تمہاری خوشنودی کے لیے حسین علیہ السلام کی زیارت کریں گے۔ جو حسین علیہ السلام کی زیارت کرتا ہے قیامت کے دن عرش کا نور اس کی پیشانی پر ساطع ہوگا اور یہ اس شخص کی علامت ہوگی جو سید الشہداء اور انبیاء کے سردار کے بیٹے حسین علیہ السلام کی قبر کا زائر ہوگا۔ قیامت کے دن یہ نور آنکھوں کو خیرہ کرنے والا ہوگا اور ان کی رہنمائی کرے گا۔

جبرائیل نے کہا:

اے رسول خدا! گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ میرے اور میکائیل کے درمیان ہیں اور علیؑ ہمارے آگے ہیں اور بے شمار فرشتے ہمارے ساتھ ہیں۔ خدا اس طرح حسینؑ کے زائرین کو قیامت کی سختیوں اور دشواریوں سے نجات دے گا۔ یہ نعمتیں اور عنایتیں ہیں

جو خدا نے آپ اور آپ کے بھائی اور آپ کے بیٹے حسین علیہ السلام کے زائرین کو عطا کی ہیں کہ جنہوں نے خلوص کے ساتھ زیارت کی ہے۔

جس جماعت پر خدا کا عذاب اور لعنت ہے وہ آپ کے اہل بیتؑ کے ان روضوں کو مٹانے کی کوششیں کریں گے تا کہ کسی کو ان کی قبروں کی اطلاع نہ ہو لیکن یہ دشمن اپنی آرزوں کو نہ پہنچیں گے کیونکہ خدا روز بروز حسین علیہ السلام کے روضے کی عظمت و جلالت میں اضافہ کرتا رہے گا۔

اتنا کہنے کے بعد رسول خداؐ نے حاضرین کی طرف رخ کر کے فرمایا: میں اس وجہ سے غم زدہ ہوا۔ (۱۳)

(۲) حضرت علی علیہ السلام اور حدیث ام ایمن

حضرت علی علیہ السلام کے سر پر جب ابن ملجم لعین کی ضربت لگی اور آپ صاحب فراش ہو گئے تو حضرت زینب سلام اللہ علیہا کہتی ہیں: میں اپنے بابا کے سرہانے آئی اور ان کے چہرے پر موت کی نشانیاں دیکھیں تو میں نے کہا: بابا جان! میں نے ام ایمن سے روایت کی ہے (آپ نے حدیث ام ایمن کے بارے میں سنایا) میں چاہتی ہوں آپ سے یہ حدیث سنوں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اے بیٹی! حدیث اسی طرح ہے جس طرح ام ایمن نے روایت کی ہے تمہیں اور دیگر اہل بیتؑ کو اسی شہر کوفہ میں اسیر اور پریشان حال دیکھ رہا ہوں، اس طرح سے کہ تم لوگوں کو دشمن گھیرے ہوئے ہے انہیں خوف ہے کہ عوام تمہیں ان سے چھڑا کے نہ لے جائیں، صبر و استقامت کا مظاہرہ کرنا، اس خدا کی قسم جس نے دانے کو شگافتہ کیا اور انسان کو خلق کیا اس دن ساری زمین پر سوائے تمہارے اور تمہارے دوستوں اور شیعوں کے کوئی

ولایت کا پیرو کار نہیں ہوگا۔ رسول خدا نے اس حدیث کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: ابلیس عاشورہ کو (جس دن امام حسین علیہ السلام کی شہادت ہوگی اور ان کے اہل بیتؑ اسیر کئے جائیں گے) خوشی کے مارے اڑنے لگے گا اور شیطانوں اور دوستوں کے درمیان ساری دنیا میں گھومتا پھرے گا' اور اپنے چیلوں سے کہے گا:

اے شیطانو! ہم نے آدمؑ کے ہاتھوں شکست کا بدلہ ان کی ذریت سے لے لیا۔ ہم نے ان کے قتل کے لیے اپنی تمام کوششیں کر ڈالیں اور آدمؑ کی اولاد (اہل بیتؑ کے دشمنوں) کے لیے جہنم کی آگ مہیا کی لیکن سوائے ان لوگوں کے جو خاندان رسالت سے تمسک کرتے ہیں، لہذا عوام کو اہل بیت کے بارے میں شک وشبہ میں مبتلا کرانے کی کوشش کرو اور انہیں اہل بیت کی دشمنی پر اکساؤ، اور اہل بیت کے اور ان کے دوستوں کے بارے میں دھوکہ دو تا کہ گمراہی اور کفر میں اضافہ ہو اور ان میں سے کوئی نجات نہ پا سکے۔

اس کے بعد مولا امیر المومنینؑ نے فرمایا: ابلیس نے نہایت جھوٹا ہونے کے بعد یہ بات سچ کہی کہ اہل بیت رسول خداؐ کے دشمنی کے ساتھ کوئی نیک کام فائدہ نہیں پہنچائے گا اور تمہاری دوستی کے ساتھ گناہان کبیرہ کے علاوہ کوئی شے نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

زائدہ کا کہنا ہے: امام زین العابدین علیہ السلام نے مجھ سے حدیث کو روایت کرنے کے بعد فرمایا: اس حدیث کو یاد رکھو اور اگر تم نے اس حدیث کو سننے کے لیے تیز اونٹ پر ساری دنیا کا سفر بھی کیا تو کوئی بڑا کام نہیں کیا (امام نے اس طرح اس حدیث کی عظمت کو واضح کیا) (۱۱۲)

(۳) امام سجادؑ کی دلداری

امام زین العابدینؑ کو دلاسہ دینے کے لیے حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے ام ایمن کی حدیث نقل کی۔

گیارہ محرم کو جب امام زین العابدینؑ اور اہل حرم کو اسیر کر کے کوفہ لے جایا جا رہا تھا انہیں شہداء کے لاشوں کے پاس سے گزارا گیا، زینب سلام اللہ علیہا اور اہل حرم شہداء کے پارہ پارہ لاشوں کے پاس آئے اور آہ و زاری شروع کی، امام سجادؑ اونٹ پر سوار اس منظر کو دیکھ رہے تھے اور قریب تھا کہ اس ہولناک منظر کی وجہ سے آپ کی روح پرواز کر جائے کہ زینب سلام اللہ علیہا کبریٰ نے امام سجادؑ کی خبر لی اور انہیں دلاسہ دیتے ہوئے کہا

اے میرے جد، والد اور بھائیوں کی یادگار! تم کیوں اپنے آپ کو موت کے منہ میں ڈال رہے ہو خدا کی قسم ہمیں ان مصائب کے بارے میں تمہارے جد اور والد نے بتایا تھا اور ہم اس روز کے منتظر تھے خدا نے بعض افراد سے عہد و پیمان لے رکھا ہے جن کو زمانے کے فرعون نہیں پہچانتے، لیکن اہل آسمان انہیں اچھی طرح جانتے ہیں، کچھ لوگ آئیں گے اور ان لاشوں کو دفن کریں گے اور ان کی قبریں صدیوں کے بعد بھی اپنی جگہ پر باقی رہیں گی یہ پرچم ہمیشہ لہراتا رہے گا، ستمگر اور ظالمین اسے گرانے کی کوشش کریں گے لیکن یہ پرچم روز بروز بلند ہوتا رہے گا اور بلند ہوتا رہے گا اور دشمنوں کے گزند سے محفوظ رہے گا۔ (۱۱۵)

اس وقت حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے رسول اکرمؐ سے حدیث ام ایمن بیان کی، امام زین العابدین علیہ السلام کو یاد دہانی کرائی اور رسول اکرمؐ کے کلام سے استفادہ کرتے ہوئے انہیں دلاسہ دیا۔

(۴) والدہ کی عبادت کا عالم

امام حسین علیہ السلام کی صاحبزادی فاطمہ علیہا السلام سے منقول ہے کہ میری پھوپھی اپنی والدہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی عبادت کے بارے میں فرماتی ہیں کہ، میری والدہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا سحر کے وقت عبادت میں مشغول رہا کرتی تھیں

یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جاتا تھا آپ ہمیشہ مومنین و مومنات کے لیے دعا کیا کرتی تھیں اور کبھی اپنے لیے دعا نہیں کرتی تھیں۔ ایک دن میرے بھائی حسین علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ آپ اپنے لیے دعا کیوں نہیں کرتیں؟ تو آپ نے فرمایا:

الجار ثم الدار

''پہلے ہمسایہ پھر اپنا گھر''(۱۱۶)

(۵) حوریہ انسیہ

حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی ایک اور روایت جو آپ نے رسول خدا سے نقل کی ہے جناب فاطمہ زہراؑ کی شان میں ہے کہ رسول اکرم نے فرمایا:

ان فاطمه خلقت حورية فى صورة انسية

''فاطمہ سلام اللہ علیہا بہشتی حور ہے جسے انسانی صورت میں خلق کیا گیا ہے''(۱۱۷)

(۶) محبّ اہل بیتؑ کے ثواب کے بارے میں آپ کی حدیث

حضرت معصومہ قم حضرت زینب سلام اللہ علیہا سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا: میری ماں جناب فاطمہ علیہا السلام نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

الا من مات على حب آل محمد مات شهيدا

''آگاہ ہو جاؤ جو اہل بیت کی محبت میں اس دنیا سے اٹھے گا وہ شہید ہے''(۱۱۸)

(۷) حضرت مہدیؑ (عج) کے بارے میں حدیث

امام زین العابدین علیہ السلام اپنی پھوپھی حضرت زینب سلام اللہ علیہا سے نقل

کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

میری والدہ حضرت فاطمہ علیہا السلام نے فرمایا: جب میرا بیٹا حسین علیہ السلام پیدا ہوا تو رسول خدا میرے پاس آئے۔ میں نے حسین علیہ السلام کو ایک زرد کپڑے میں لپیٹ کر آپ کو دیا۔ پیغمبر اکرمؐ نے حسین علیہ السلام کو اپنی آغوش میں لیا اور زرد کپڑا ہٹا کر مجھ سے ایک سفید کپڑا مانگا اور انہیں سفید کپڑے میں لپیٹا اور مجھے دیتے ہوئے فرمایا:

خذیه یا فاطمة ! فانه الامام وابو الائمة تسعة من صلبه ابرار ، وتاسع قائمهم

"اے فاطمہ! حسینؑ کو لو یہ امام ہے اور نو اماموں کا باپ ہے جو اس کے صلب سے پیدا ہوں گے اور وہ سب نیک ہیں ان میں نواں امام قائم (حضرت مہدی ارواحنالہ الفداء) ہے"(۱۱۹)

(۸) حضرت علیؑ کی تدفین کے بارے میں حضرت زینبؑ کا بیان

حضرت زینب سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں جب میرے بابا کے سر پر ابن ملجم کی ضربت لگی تو انہوں نے میرے بھائیوں سے فرمایا:

میرے بیٹو! جب میں دنیا سے چلا جاؤں مجھے غسل دینا، اور رسول خداؐ اور فاطمہ زہراءؑ کے بعد جو بہشتی کافور بچا ہے اس کافور سے مجھے حنوط کرنا اور کفن پہنانے کے بعد مجھے جنازہ میں لٹا دینا اس کے بعد دیکھو جب میرے تابوت کا سرہانا زمین سے بلند ہو تم اسے پائتیں سے اٹھالینا۔

حضرت زینب سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں: جس طرح سے بابا نے حکم دیا تھا اسی طرح میرے بھائیوں نے جنازے کو تابوت میں رکھا۔ تابوت کا سرہانا زمین سے بلند ہوا، انہوں نے تابوت کو پائتیں سے اٹھایا اور جنازہ کو لے کر چلنے لگے یہاں تک کہ سرزمین

نجف پہنچ گئے یہاں پر تابوت خود زمین پر آگیا۔ میرے بھائیوں نے تابوت زمین پر رکھا اور زمین کو کھودا، ناگاہ پہلے سے تیار قبر نمودار ہوئی اس قبر کی لوح پر سریانی زبان میں لکھا تھا:

بسم الله الرحمن الرحيم هذا قبر حفره نوح النبي لعلي وصي محمد قبل الطوفان سبعماة عام

"خدا کے نام سے جو بڑا مہربان اور بخشنے والا ہے یہ قبر ہے جس کو محمدؐ کے وصی علیؑ کے لیے نبی نوحؑ نے طوفان سے سات سو سال قبل کھودا ہے"

اس کے بعد بابا کو اس قبر میں دفن کیا گیا، جب میرے بھائی قبر کو ڈھانکنا چاہتے تھے انہوں نے آخری دیدار کے لیے سرہانے کا پتھر ہٹایا تو دیکھا کہ قبر خالی ہے۔ معلوم ہوا کہ میرے والد یا زمین کے اندر چلے گئے ہیں یا آسمان کی طرف سیر کر گئے ہیں۔ اس وقت میں نے ہاتف کی صدا سنی جو ہمیں اس طرح تعزیت دے رہا تھا:

احسن الله لكم العزا في سيد كم حجة الله على خلقه

"اللہ تمہیں اپنے سردار اور مخلوقات پر اللہ کی حجت کے سلسلے میں صبر عنایت کرے"(۱۴۰)

واضح رہے کہ حضرت آدمؑ کی قبر اسی جگہ تھی۔ حضرت نوحؑ نے بھی وصیت کی تھی کہ انہیں حضرت آدمؑ کی قبر کے کنارے دفن کیا جائے۔

حضرت نوحؑ کو یقین تھا کہ حضرت علیؑ کی قبر بھی یہیں ہوگی۔ اسی وجہ سے انہوں نے حضرت علی علیہ السلام کے لیے قبر تیار رکھی تاکہ آپ کو رسول خدا کے وصی کے پہلو میں رہنے کا فخر حاصل ہو، لہٰذا جو لوگ حضرت علیؑ کی زیارت کو جاتے ہیں انہیں حضرت آدمؑ اور حضرت نوحؑ پر بھی سلام بھیجنا چاہیے۔ اس روایت سے استفادہ ہوتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی تدفین میں حضرت زینب سلام اللہ علیہا بھی اپنے بھائیوں کے

ہمراہ تھیں۔

(۹) حضرت علیؑ کے فضائل حضرت زینبؑ کی زبانی

لیلیٰ غفاریہ جو نہایت غیور خواتین میں سے تھیں اور اسلام کی جنگوں میں زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے کے لیے شریک ہوتی تھیں کہتی ہیں جنگ جمل میں حضرت علی علیہ السلام کی فوج کے ساتھ میں بصرہ گئی تھی تاکہ زخمیوں کا علاج کرسکوں۔ جنگ جمل کے بعد ایک دن میں حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے پاس تھی میں نے ان سے عرض کیا: اگر آپ نے پیغمبر اکرمؐ سے کوئی حدیث سنی ہو تو میرے لیے بیان فرمائیں۔

(واضح رہے حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے پیغمبر اکرمؐ کی زندگی کے آخری پانچ سال درک کیے ہیں)

حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے فرمایا:

ایک دن میں رسول خدا کی خدمت میں گئی، عائشہ بھی وہاں پر موجود تھیں، میں نے دیکھا پیغمبر اکرمؐ نے حضرت علیؑ کی طرف رخ کیا اور اشارہ کرکے فرمایا:

ان ھذا اول الناس ایماناً، واول الناس لقاء لی یوم القیامۃ وآخر الناس لی عھدا عند الموت

"یہ وہ ہے جس نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور قیامت میں مجھ سے سب سے پہلے ملاقات کرنے والا بھی یہی ہے اور میری رحلت کے بعد مجھے سب سے آخر میں وداع کرنے والا ہے"[(۱۳)]

کوفہ کی طرف حضرت زینبؑ کی ہجرت اور مدینہ واپسی

حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی زندگی کے تابناک واہم واقعات میں سے

ایک آپ کی متعدد ہجرتیں ہیں۔ آپ نے اسلام دشمنوں کی سازشیں ناکام بنانے اور اسلام کی ترقی کی خاطر اپنے والد بھائیوں اور رشتہ داروں کے ساتھ کئی مرتبہ ہجرتیں کی ہیں جن میں آپ کو سخت مشکلوں اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ کی ہجرتیں حسب ذیل ہیں:

(۱) مدینہ سے کوفہ ہجرت اور پھر مدینہ واپسی۔

(۲) مدینہ سے کربلا ہجرت۔

(۳) کربلا سے کوفہ و شام۔

(۴) شام سے کربلا، کربلا سے مدینہ واپسی اور آخر میں شام کی طرف ہجرت۔

اسلام اور قرآن نے ہجرت کو مفید اور اہم اقدار بھی قرار دیا ہے۔ قرآن میں ۳۱/ مرتبہ ہجرت کی اہمیت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

ہجرت کی دو قسمیں ہیں:

ایک: یہ کہ انسان ظلمت سے نور کی طرف ہجرت کرے یعنی صراط مستقیم اختیار کرے، اس کو معنوی اور روحانی ہجرت کہتے ہیں۔

دوسری قسم: ایک مقام سے دوسرے مقام منتقل ہونے کا نام ہجرت ہے جیسے رسول خدا نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تھی۔

ہجرت یعنی رجعت پسندی اور جمود سے دوری اختیار کر کے خدا کی طرف بڑھنا اور وسیع میدان میں قدم رکھنا ہے۔ ہجرت ایسی زندگی کو آگے بڑھانے کو کہتے ہیں جس کو نابودی اور فنا کا خطرہ لاحق ہو۔ ہجرت حق و انصاف کا بول بالا کرنے کے لیے ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کو کہتے ہیں۔

علاقائی انقلاب کو عالمی شکل دینے کا نام ہجرت ہے۔

ہجرت ذلت سے رہائی حاصل کرنے کے لیے سخت اور دشواریوں بھرے سفر کو اختیار کرنے کا نام ہے۔

دور دراز محاذوں سے دشمنوں کا مقابلہ کرنے کو ہجرت کہتے ہیں۔ اسلام میں ہجرت کی غیر معمولی اہمیت کا اندازہ مندرجہ ذیل امر سے ہوتا ہے۔

خلیفہ دوم کی خلافت کے زمانہ میں تاریخ اسلام کے نقطے آغاز کے انتخاب کے سلسلے میں ہونے والی لمبی چوڑی بحثوں میں حضرت علی علیہ السلام نے یہ مشورہ دیا کہ رسول اکرمؐ کی مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کو ہی اسلامی تاریخ کے آغاز کی ابتداء اقرار دیا جائے۔ آپ کے اس مشورے کو سب نے قبول کیا۔ (۳۲) سورہ بقرہ کی ۲۱۸ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

ان الذین آمنوا والذین ھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ اولئک یرجون رحمۃ اللہ

"جو ایمان لے آئے اور جنہوں نے راہ خدا میں ہجرت کی وہ خدا کی رحمت سے امید رکھتے ہیں"

حضرت زینب سلام اللہ علیہا اپنے شوہر کے ساتھ مدینہ میں رہتی تھیں۔ عثمان کے قتل کے بعد حضرت علی علیہ السلام کی ظاہری خلافت کو تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ منافقین نے آپ کی حکومت عدل کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور آپ کی پانچ سالہ ظاہری خلافت وحکومت میں جمل وصفین ،نہروان جیسی عظیم جنگیں پیش آئیں۔

جنگ جمل میں طلحہ و زبیر اور عائشہ کی سرکردگی میں مخالفین نے آپ کے خلاف بصرہ میں محاذ آرائی کی، اس طرح جنگ جمل واقع ہوئی۔ حضرت علیؑ نے اپنی فوج کے ساتھ بصرہ کی طرف کوچ کیا اور مخالفین کو سرکوب کیا۔ اس کے بعد آپ کوفہ تشریف لے

گئے اور اس شہر کو اپنا دارالخلافہ قرار دیا۔ معاویہ اور اس کی فوج سے جنگ کی جس کو جنگ صفین کہا جاتا ہے۔

زینب سلام اللہ علیہا اس ہجرت میں اپنے شوہر کے ساتھ شریک تھیں۔ آپ نے بھی کوفہ میں سکونت اختیار کی۔ اس طرح آپ اپنے والد اور بھائیوں کی ساری مشکلوں اور مصائب اور جنگوں میں ان کی شریک تھیں۔

حضرت زینب سلام اللہ علیہا کوفہ میں اپنے والد کی خلافت کے دوران محتاجوں کی مدد کیا کرتی تھیں۔ عورتوں کو تفسیر اور قرآن کا درس دیا کرتی تھیں۔ آپ دن رات اسلام کی ترقی کے لیے مشغول رہتی تھیں، یہاں تک کہ آپ کے والد کی شہادت سے آپ کے مصائب اور داغوں میں ایک عظیم مصیبت کا اضافہ ہوا۔

حضرت زینبؑ حضرت علیؑ کی آخری میزبان

۴۰ھ کے ماہ رمضان، میں جس ماہ امام علی علیہ السلام کی شہادت ہوئی آپ ایک شب امام حسن علیہ السلام کے گھر میں افطار کرتے اور ایک شب امام حسین علیہ السلام کے گھر میں اور اسی طرح ایک شب ام کلثومؑ کے ہاں اور ایک دن حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے گھر میں افطار فرمایا کرتے۔ آپ صرف چند لقمے غذا تناول فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ سے امام حسن علیہ السلام یا امام حسین علیہ السلام نے عرض کیا:

بابا جان! آپ اتنی کم غذا کیوں تناول فرماتے ہیں؟

مولا نے فرمایا:

یا بنی یاتی امر اللہ و انا خمیص، انما ھی لیلة او لیلتان

"اے بیٹا خدا کا حکم (موت) آنے والا ہے اور میں چاہتا ہوں اس وقت میرا پیٹ بھرا ہوا نہ ہو، میری عمر میں صرف ایک یا دو راتیں باقی ہیں"[۱۳۳]

۴۰ھ ہجری کے رمضان کی ۱۹ تاریخ آ پہنچی، حضرت علی علیہ السلام نے اس شب اپنی بیٹی زینب سلام اللہ علیہا کے گھر میں روزہ افطار کیا۔ نماز پڑھنے کے بعد آپ دستر خوان پر آئے۔ حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے دو جو کی روٹیاں، ایک دودھ کا پیالہ اور تھوڑا نمک دستر خوان پر رکھا۔ آپ نے یہ دیکھ کر فرمایا: کیا تمہیں نہیں معلوم کہ میں اپنے بھائی رسول خداؐ کا پیرو ہوں اور اس دستر خوان پر کھانا نہیں کھاتا جس پر دو طرح کے کھانے رکھے ہوں، ان دو چیزوں میں سے (نمک اور دودھ) ایک ہٹا دو۔

حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے دودھ ہٹا دیا۔ آپ نے نمک کے ساتھ جو کی روٹی کے تین لقمے تناول کئے۔ اس رات حضرت علیؑ بار بار گھر سے باہر آتے تھے اور آسمان کی طرف دیکھ کر گریہ فرماتے تھے، اور کبھی نماز پڑھتے تھے اور کبھی اپنی شہادت کی خبر دیتے تھے، زینب سلام اللہ علیہا نے کہا: بابا! آج رات آپ اتنے مضطرب اور پریشان کیوں ہیں؟

حضرت علی علیہ السلام نے کہا: بیٹا آج کی صبح میرے سر پر ضربت لگے گی۔

زینب سلام اللہ علیہا نے کہا: آج مسجد نہ جائیے "جعدہ" سے کہہ دیجئے کہ وہ مسجد چلے جائیں گے۔

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ آپ نے فرمایا: میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ تم لوگوں میں بس کچھ ہی دیر کا مہمان ہوں۔ (۱۲۴)

زینب سلام اللہ علیہا نے پوچھا کیوں؟ بابا جان! مولا نے فرمایا: میں نے خواب میں رسول خدا کو دیکھا ہے کہ آپ میری صورت کا گرد و غبار صاف کر کے فرمارہے تھے۔

یا علی لا علیک قد قضیت ما علیک

"اے علیؑ! تمہیں کوئی خطرہ نہیں ہے تم نے اپنے فرائض کو بطور احسن انجام ہے"

زینب سلام اللہ علیہا نے کہا: اسی شب کی صبح کو میرے بابا کے سر پر ضربت لگی۔[۱۲۵]

جب حضرت زینب سلام اللہ علیہا کو حضرت علی علیہ السلام کے سر پر ضربت لگنے کی خبر ملی تو آپ نے دردناک فریاد کی اور کہا:

وابتاه واعلیاه وامحمداه

''ہائے بابا علیؑ!، وامحمدا! میری مدد کو پہنچو''[۱۲۶]

اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ زینب سلام اللہ علیہا حضرت کی آخری میزبان، غم خوار اور خدمت گزار تھیں۔ آپ ساری رات جاگتی رہیں۔ جب حضرت علی علیہ السلام کو گھر لایا گیا تو آپ اپنے باپ کا شگافتہ سر دیکھتی تھیں۔ آپ کا چین چھن چکا تھا جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ آپ نے حضرت علی علیہ السلام سے حدیث ام ایمن کے بارے میں پوچھا کہ اس حدیث میں رسول اکرمؐ نے حضرت علی علیہ السلام کی شہادت کی خبر بھی دی تھی۔ حضرت علی علیہ السلام نے حدیث ام ایمن کی تصدیق کی اور اپنے بچوں کو صبر و تحمل کا مظاہرہ کرنے کی نصیحت کی۔[۱۲۷]

زینب (س) امام حسن علیہ السلام کے دور میں

حضرت علی علیہ السلام کے بعد امام حسن علیہ السلام نے امت اسلامیہ کی رہبری سنبھالی اور اپنے والد کے قائم مقام ٹھہرے تاکہ ان کی طرح اسلام اور مسلمانوں کو معاویہ اور منافقین و خوارج کے شر سے محفوظ رکھ سکیں۔

آغاز امامت سے آخر عمر تک امام حسن علیہ السلام ہمیشہ مشکلوں میں گھرے رہے۔ اس مدت میں آپ کو ایک دن بھی آرام نصیب نہ ہوا۔ کوفہ میں آپ کی خلافت کی مدت چھ مہینے چار دن تھی۔ رمضان ۴۰ھ سے ۲۵ ربیع الاول تک جب معاویہ کے

ساتھ صلح کی ، اس مدت میں آپ کو طرح طرح کی مشکلوں اور تلخ مصائب کا سامنا کرنا پڑا حتی کہ دوستوں کی طرف سے بھی نقصان پہنچا۔

اس دوران حضرت زینب سلام اللہ علیہا کوفہ میں اپنے بھائی امام حسن علیہ السلام کے ہمراہ تھیں اور ان کے غموں اور مشکلوں میں برابر کی شریک تھیں۔ اس زمانے میں حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے اپنے بھائی کے ہمراہ ایسے شدید مصائب اٹھائے ہیں کہ ان کی جگہ کوئی دوسرا ہوتا تو ان مصائب کے آگے گھٹنے ٹیک دیتا۔ اس کے بعد امام حسن علیہ السلام مدینہ آگئے۔ حضرت زینب سلام اللہ علیہا بھی اپنے بھائی کے ساتھ مدینہ آگئیں۔ حضرت علی کی شہادت کے بعد امام حسن علیہ السلام تقریباً نو سال زندہ رہے زینب سلام اللہ علیہا تقریباً پانچ سال تک کوفے میں رہیں۔

زینب سلام اللہ علیہا بڑے غم واندوہ کے ساتھ اہل کوفہ اور کوفہ سے وداع ہوئیں اور درد بھرے دل سے اپنے والد حضرت علی علیہ السلام کی قبر کو وداع کیا۔ یہ بات حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے لیے بڑی قلق کا سبب تھی کہ آپ جب کوفہ آئی تھیں' تو آپ کے ہمراہ مولا علی علیہ السلام تھے لیکن اب آپ ان کے بغیر ہی مدینہ جا رہی تھیں، آپ کے دل پر اپنے باپ کا داغ تھا۔ مدینہ آکر اپنے جد رسول خدا اور والدہ حضرت فاطمہ علیہا السلام کی قبروں پر اپنا درد دل بیان کیا۔ حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے ساری مصیبتیں اور دشواریاں خوشنودی خدا کے لیے برداشت کیں اور پہلے ہی کی طرح اپنے بھائی اور قائد امام حسن علیہ السلام کے ساتھ زندگی گزاری۔

حضرت زینبؑ اپنے مسموم بھائی کے سرہانے

امام حسن علیہ السلام جب کہ مدینہ میں حکومت سے دست بردار ہوئے تھے اس کے باوجود معاویہ اور اس کے چیلوں نے ہر موقع پر آپ کو اذیت پہنچائی۔

دشمن اپنی زبان اور فریب کارانہ اعمال سے آپ کی اذیت و آزار کا باعث بنتے تھے۔ معاویہ کے خفیہ کارندوں نے کئی مرتبہ امام حسن علیہ السلام کو زہر دیا، یہاں تک کے جعدہ بنت اشعث جو امام حسن علیہ السلام کی بیوی تھی، اس نے آپ کو زہر دیا۔ جس کی وجہ سے آپ کی شہادت ہوئی۔ معاویہ نے جعدہ سے اس کام کو انجام دینے کے لیے بڑے سبز باغ دکھائے تھے۔

جعدہ کے زہر دینے کے بعد، امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں:

لقد سقيت السم مرارا ماسقيته مثل هذه المرة ،لقد لفظت قطعة من كبدى ، وجعلت اقلبها بعود فى يدى

''مجھے بار بار زہر دیا گیا لیکن کبھی ایسا زہر نہیں دیا گیا اس سے میرے جگر کے ٹکڑے کٹ کے نکل رہے ہیں''(۱۲۸)

جعدہ بنت اشعث کے زہر کی وجہ سے امام حسن علیہ السلام کی حالت غیر ہو چکی تھی۔ آپ شدید درد میں مبتلا تھے۔ امام حسن علیہ السلام کی تکلیف جب حد سے بڑھ گئی تو آپ نے اپنی مونس و غم خوار بہن زینب سلام اللہ علیہا کو آواز دی۔ زینب سلام اللہ علیہا اپنے بھائی کے سرہانے آتی ہیں کیا دیکھتی ہیں کہ امام درد سے تڑپ رہے ہیں۔ امام حسن علیہ السلام نے ان سے فرمایا: امام حسین علیہ السلام کو بلوائیں۔(۱۲۹)

آخر کار زینب سلام اللہ علیہا کو امام حسن علیہ السلام کا داغ بھی اٹھانا پڑا جنہوں نے اپنی ساری زندگی دشمنوں کی طرف سے ڈھائے گئے مصائب اٹھانے میں گزار دی۔ لیکن صرف امام حسن علیہ السلام کی شہادت سے حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے مصائب ختم نہیں ہوتے بلکہ جب امام کو قبر رسول خدا کے پہلو میں سپرد خاک کرنے کی غرض سے ان کا جنازہ اٹھایا گیا تو عائشہ کی سرکردگی میں کچھ لوگوں نے اس کی مخالفت کی اور آپ کو

قبر رسولؐ کے پہلو میں دفن ہونے نہیں دیا یہاں تک کے آپ کے جنازے پہ تیر بھی برسائے۔ امام حسین علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں نے امام حسن علیہ السلام کو قبرستان بقیع میں سپرد خاک کیا۔ امام حسن علیہ السلام کے جنازے پہ جو تیر چلائے گئے تھے ان کی تعداد ستر تک تھی۔ (۱۳۰)

حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے یہ ساری مصیبتیں، تلخیاں اور مظالم برداشت کئے اور صبر و حوصلے کا مظاہرہ کیا یہاں تک کہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی عمر کے ۴۵ سال گزر چکے تھے گویا یہ ساری مصیبتیں، کربلا کی عظیم اور اس سے کہیں بڑی مصیبتوں کے لیے مقدمہ تھیں۔ ابھی تو آپ کی مصیبتوں کی شروعات، رسالت اور ذمہ داری کا آغاز تھا۔

فصل دوم
حضرت زینبؑ کربلا میں

امام حسین علیہ السلام کی طرف سے
یزید کی بیعت کا انکار

۵۰ ہجری قمری میں امام حسن علیہ السلام کی شہادت کے بعد امام حسین علیہ السلام نے امامت کا عہدہ سنبھالا، اس وقت سے زینب سلام اللہ علیہا ہمیشہ اپنے بھائی امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ رہیں اگرچہ آپ اپنے شوہر عبداللہ کے ساتھ رہتی تھیں لیکن آپ امام حسین علیہ السلام کو نہ صرف بھائی ہونے کی وجہ سے بلکہ ان سے امام اور قائد ہونے کے عنوان سے محبت کرتی تھیں اور کبھی ان سے الگ نہیں ہوئیں۔

معاویہ ۶۰ ھ ق کو مرا، اس کے بیٹے یزید نے اس کی جگہ لے لی یزید نے مدینہ کے گورنر ولید بن عتبہ کو خط لکھ کر معاویہ کی موت کے بارے میں آگاہ کیا اور حکم دیا کہ عوام سے فوراً بیعت لے لو خصوصاً حسین ابن علیؑ کو مہلت نہ دینا، اگر وہ بیعت کرنے سے انکار کریں۔

فاضرب عنقه وابعث الی براسه

''انہیں قتل کر دینا اور سر میرے پاس بھیج دینا''

ولید نے رات میں امام حسینؑ کو طلب کیا۔ امام حسین علیہ السلام نے بنی ہاشم کے تیس (۳۰) افراد ساتھ لیے اور اس کے پاس گئے۔ ولید نے معاویہ کی موت کی خبر

منافی۔ اس کے بعد یزید کی بیعت کرنے کو کہا:

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

اے امیر! رات کی تاریکی میں ایک میرے بیعت کرنے کا کیا فائدہ؟ کل جب تم سب لوگوں کو بیعت کے لیے بلاؤ گے ہمیں بھی ان کے ساتھ بلا لینا۔ مروان جو وہاں پر حاضر تھا ولید سے کہنے لگا: حسین علیہ السلام کا عذر نہ مانو، اگر بیعت نہیں کرتے تو ان کی گردن اڑا دو۔

امام حسین علیہ السلام نے جب مروان کی یہ بات سنی تو آپ نے غضب ناک ہو کر فرمایا:

وائے ہو تجھ پر، اے نیلی آنکھوں والی عورت کے بیٹے! کیا تو میری گردن مارے جانے کا حکم دے گا؟ خدا کی قسم تو جھوٹ کہہ رہا ہے، اور اپنی پست فطرت کو آشکار کر رہا ہے۔ اس کے بعد امام حسین علیہ السلام نے مستحکم انداز میں ولید کو یہ جواب دیا:

ایها الامیر انا اهل بیت النبوة ومعدن الرسالة ومختلف الملائكة وبنافتح الله ربنا وبنا ختم الله و یزید رجل فاسق شارب الخمر و قاتل النفس المحرمة، معلن بالفسق ومثلی لا یبایع بمثله ولكن نصبح ، وتصبحون وننظر وتنظرون اینا احق بالخلافة والبیعة

”اے امیر! ہم خاندان نبوت اور معدن رسالت ہیں۔ ہمارے گھر میں فرشتے آتے جاتے رہتے ہیں۔ خدا نے دفتر وجود کو ہمارے نام سے کھولا اور ہمارے ہی نام سے یہ مکمل ہوگا لیکن یزید ایک گناہ گار فرد ہے۔ شراب پیتا ہے' نفس محترمہ کا قاتل ہے' میرے جیسا اس جیسے کی بیعت

نہیں کر سکتا صبح تک صبر کرو ہم بھی دیکھیں گے اور تم بھی دیکھنا کہ ہم (دونوں) میں کون خلافت اور بیعت کا زیادہ سزاوار ہے؟" (۱۳۱)

امام حسینؑ نے ولید کو یہ منہ توڑ جواب ۶۰ھ ہجری قمری کے ماہ رجب کی ۲۷ تاریخ کی شب کو دیا تھا۔ دوسرے ہی دن امام نے اپنے اہل بیت کو مدینہ سے مکہ کی طرف سفر کرنے کے لیے تیار کیا اور ۲۸ رجب کی شب کو بنی ہاشم اور اپنے اہل بیت کے ہمراہ مکہ کی طرف روانہ ہو گئے اور مکہ و مدینہ کا فاصلہ پانچ شب و روز میں طے کیا اور تین شعبان کی رات کو مکہ پہنچے۔ (۱۳۲)

اس طرح امام حسین علیہ السلام نے اپنے جد کی طرح ہجرت کی لیکن آپ کی ہجرت مدینہ سے مکہ کی طرف تھی۔ اس زمانے میں حالات بالکل بدل چکے تھے۔ امام حسین علیہ السلام نے اپنے اہل بیتؑ اور انصار کے ساتھ مکہ میں چار مہینے اور پانچ دن تک قیام کیا اور آٹھ ذی الحجہ کو عراق کی طرف کوچ کیا۔ امام حسین علیہ السلام کوفہ جانا چاہتے تھے کیونکہ کوفیوں نے آپ کو بڑی تعداد میں خط بھیجے تھے اور کوفہ بلایا تھا۔

زینبؑ امام حسینؑ کے ہمراہ

جیسا کہ ہم نے پہلے بھی بیان کیا ہے کہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا حضرت امام حسین علیہ السلام سے بہت زیادہ محبت کرتی تھیں۔ آپ کی محبت کا یہ عالم تھا کہ دن میں کئی مرتبہ آپ امام حسین علیہ السلام کے مبارک چہرے کی زیارت کیا کرتی تھیں۔

آپ کا عقد عبداللہ ابن جعفر سے ان دو شرطوں پر ہوا کہ اگر ضرورت پڑے تو آپ اپنے بھائی حسین علیہ السلام کے ساتھ سفر پر جائیں گی۔ عبداللہ نے یہ شرطیں قبول کی تھیں۔

زینب سلام اللہ علیہا جانتی تھیں کہ امام حسین علیہ السلام کی تحریک اور انقلاب کو مدد اور مدد کرنے والوں کی ضرورت ہے اور زن و مرد یہاں تک کہ بچوں کو بھی اس تحریک میں شریک ہو کر حق کا دفاع کرنا ہوگا۔ اسی بنا پر آپ نے دوسروں کی طرف سے پیش کیے گئے عذر، بہانوں اور نصیحتوں کو مسترد کر دیا اور امام حسین علیہ السلام کے ساتھ اس ہجرت پر روانہ ہو گئیں جس کے دوران پیش آنے والی مصیبتیں اور مشکلیں بے نظیر تھیں۔

امام حسین علیہ السلام کے بھائی محمد حنفیہ نے جب یہ سنا کہ امام حسین علیہ السلام مکہ سے کوفہ کے سفر کا ارادہ رکھتے ہیں، تو وہ رات میں امام کے پاس آئے اور عرض کیا: اگر آپ مکہ میں رہ جائیں تو آپ کی جان خطروں سے محفوظ رہے گی۔ مکہ آپ کے لیے کوفہ سے بہتر ہے......

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ یزید کے حکم سے کہیں مجھے مکہ ہی میں قتل نہ کر دیا جائے۔ اس طرح میرے قتل کیے جانے سے خانہ خدا کی حرمت نہ ٹوٹ جائے۔

محمد حنفیہ نے کہا: اپنی جان کی حفاظت کے لیے یمن کی طرف یا کہیں دور دراز علاقے کی طرف چلے جائیں تاکہ دشمنوں کے شر سے محفوظ رہ سکیں۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: دیکھیے آگے کیا ہوتا ہے۔

دوسرے دن امام حسین علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ کوفہ کی طرف کوچ کی تیاری کی اس وقت محمد حنفیہ آئے اور امام کی سواری کی مہار پکڑ کر امام سے عرض کیا:

آپ نے میری تجویز پر غور کرنے کو کہا تھا۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: ہاں میں نے کہا تھا لیکن میں نے خواب میں

رسول خدا کو دیکھا کہ آپ فرمارہے ہیں:

یاحسین اخرج فان اللہ قد شاء ان یراک قتیلا

''اے حسینؑ! جاؤ خدا تمہیں اپنی راہ میں شہید دیکھنا چاہتا ہے''

محمد حنفیہ نے یہ سن کر اپنی زبان پر کلمہ استرجاع جاری کیا:

انا للہ وانا الیہ راجعون

کہا: ان عورتوں اور بچوں کو اپنے ساتھ لے جانے کا کیا مطلب ہے؟

امام نے فرمایا: رسول خدا نے فرمایا ہے۔

ان اللہ شاء ان یراھن سبایا

''خدا نے اپنی راہ میں اہل بیت کو اسیر و گرفتار دیکھنے کا ارادہ کیا ہے''(۱۴۴)

اسی طرح واضح ہوتا ہے کہ کربلا کے سفر میں امام حسین علیہ السلام کے ساتھ اہل حرم کا آنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق تھا، اور یہ خدا کی سنت تھی کہ عورتیں بھی امام حسین علیہ السلام کی تحریک میں شریک ہوں خواہ اسیر ہوں یا گرفتار ہوں کیونکہ اہل بیت کو قیدی بنا کر لے جایا گیا تو انہوں نے اپنی تقریروں اور خطبوں کے ذریعے یزید کی طاغوتی حکومت کے مکروہ چہرے سے نقاب ہٹایا اور اس کے خلاف انقلاب کی بنیاد رکھی، یا کم از کم اہل بیت کے خطبوں کا اتنا اثر ہوا کہ غفلت میں مبتلا افراد بیدار ہوگئے اور عوام شہداء کے اہداف و مقاصد سے آگاہ ہوگئے۔

حضرت زینبؑ اور عبداللہ بن عباس کی گفتگو

بعض روایات کے مطابق جب امام حسین علیہ [illegible] سفر کے لیے روانہ ہو رہے تھے تو عبداللہ [illegible]

لا [illegible] وکن بالیمن تحصا [illegible]

''آپ عراق کی طرف نہ جائیں بلکہ یمن کی طرف چلے جائیں کیونکہ وہاں آپ کو کوئی خطرہ نہ ہوگا وہاں کے لوگ اسلام کے حامی ہیں اور آپ کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھیں گے''(۱۳۴)

بعض روایات کے مطابق عبداللہ ابن عباس نے امام حسین علیہ السلام سے کہا:

آپ فرما رہے ہیں کہ آپ نے خواب میں رسول خدا کو دیکھا ہے۔ جنہوں نے آپ کو اس سفر پر جانے کا حکم دیا ہے لیکن ان عورتوں کو اپنے ساتھ لے جانے کے کیا معنی ہیں؟

حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے جو محمل میں تشریف رکھتی تھیں اور عراق کی طرف کوچ کے لیے آمادہ تھیں، ابن عباس کی بات سنی تو انہیں مخاطب کر کے فرمایا:

یابن عباس تشیر علی شیخنا وسیدنا ان یخلفنا ھیھنا ویمضی وحدہ ، لا واللہ ، بل نحیی معہ و نموت معہ وھل ابقی الزمان لنا غیرہ

''اے ابن عباس! تم ہمارے سید و سردار کو مشورہ دے رہے ہو کہ ہمیں یہاں چھوڑ کر خود تنہا سفر پر چلے جائیں، خدا کی قسم یہ کبھی نہیں ہو سکتا بلکہ ہم ان کے ساتھ جئیں گے اور ان کے ساتھ مریں گے، کیا زمانے نے ہمارے لیے ان کے علاوہ کسی کو باقی چھوڑا ہے''؟(۱۳۵)

اس طرح زینب سلام اللہ علیہا نے اپنی بے نظیر قوت قلب اور پائیداری اور کمال معرفت سے اپنے بھائی کی راہ اختیار کی کسی بہانے اور مشورے کی پرواہ نہیں کی اور اپنی راہ پر آگے بڑھتی رہیں۔

☆☆☆
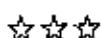
حضرت عبداللہ کا مشورہ

اس سے پہلے بھی ذکر کیا جا چکا ہے کہ عبداللہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے شوہر بنی ہاشم کی ایک ممتاز شخصیت تھے۔ بعض روایات بتاتی ہیں کہ آپ نے بھی امام حسین علیہ السلام کو کوفہ جانے سے منع کیا اور آپ کا یہ مشورہ امام حسین علیہ السلام سے محبت کی بنا پر تھا۔

شیخ مفید اپنی کتاب ارشاد میں لکھتے ہیں: جب امام حسین علیہ السلام نے مکہ سے کوفہ کے لیے کوچ کیا اور مکہ سے دو فرسخ کی دوری پر واقع سرزمین تنعیم پر پہنچے تو عبداللہ ابن جعفر نے اپنے دونوں بیٹوں عونؑ و محمدؑ کے ذریعے امام حسین علیہ السلام کے نام ایک خط بھیجا۔ عبداللہ نے اس خط میں لکھا تھا:

”میں آپ کو (امام حسین علیہ السلام) خدا کی قسم دیتا ہوں، میرا یہ خط ملتے ہی اس سفر کا ارادہ ترک کر دیں اور لوٹ آئیں، مجھے ڈر ہے کہ یہ سفر آپ کی شہادت اور آپ کے خاندان کی پریشانی کا سبب بنے گا۔ اگر آپ ہمارے درمیان نہ رہے تو روئے زمین پر نور خدا نہ رہے گا کیونکہ آپ مومنوں کے پیشوا اور امید ہیں۔ آپ نے جو راہ اختیار کی ہے اس میں عجلت سے کام نہ لیں اور میرے آنے کا انتظار کریں“ (والسلام)

عبداللہ نے امام حسین علیہ السلام کو یہ خط بھیجا اور مکہ کے حاکم عمر بن سعید کے پاس گئے اور اس سے امام حسین علیہ السلام کے لیے امان نامہ لیا۔ عمرو بن سعید نے امان نامہ لکھا اور اپنے بھائی یحیٰی ابن سعید کے ذریعہ امام حسین علیہ السلام تک پہنچایا۔ یحیٰی مکہ سے نکل کر امام کی خدمت میں پہنچا اور اس نے امام سے مکہ واپس جانے کے لیے بہت التماس کی لیکن امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: میں نے عالم خواب میں رسولخداؐ کو دیکھا ہے انہوں نے مجھے اس بات کا حکم دیا ہے جو کر رہا ہوں۔

عبداللہ اور یحییٰ نے آپ کے خواب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے بارے میں پوچھا، امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

''میں نے اس خواب کے بارے میں کسی کو نہیں بتایا ہے، اور نہ کسی کو بتاؤں گا یہاں تک کے اپنے مالک و خالق سے جا ملوں''

عبداللہ امام حسین علیہ السلام کو مکہ واپس لے جانے سے نا امید ہو گئے تو آپ نے اپنے بیٹوں عونؑ و محمدؑ کو حکم دیا کہ امام کے ساتھ وہ بھی سفر پر جائیں اور دشمن سے جہاد کریں، عبداللہ، یحییٰ کے ساتھ مکہ واپس آ گئے۔ (۳۷)

امام حسین علیہ السلام کے ساتھ سفر کرنے کے سلسلے میں حضرت زینب سلام اللہ علیہا کا کردار ایک بہادر، شجاع، ایثار اور بڑا عزم رکھنے والی خاتون کا کردار ہے۔ اپنے شوہر کے ساتھ مدینہ میں آرام دہ زندگی گزارنے کے لیے ظاہرا دسیوں عذر اور بہانے تھے جو بظاہر معقول بھی تھے لیکن آپ نے ان سب چیزوں کو چھوڑ کر کامل یقین اور حوصلے کے ساتھ اپنے امام کا ساتھ دیا۔

امام حسینؑ کی نظر میں حضرت زینب کا خاص احترام

امام حسین علیہ السلام نے جب مکہ سے کوفہ کا ارادہ کیا، راوی کہتا ہے: کہ بنی ہاشم کی مخدرات کے لیے شدید پردہ کے انتظامات کے ساتھ چالیس محملیں تیار کی گئی تھیں۔

میں یہ با شکوہ منظر دیکھ رہا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ بیت الشرف میں سے ایک خوبصورت جوان برآمد ہوا اس نے بنی ہاشم کو مخاطب کر کے کہا: مجھ سے دور ہو جاؤ، بنی ہاشم دور ہٹ گئے، اس کے بعد بیت الشرف سے دو بیبیاں باہر آئیں جنہیں بہت سی عورتیں اپنے جھرمٹ میں لیے ہوئے تھیں، اس خوبصورت جوان نے ایک محمل تیار کی اور اپنا زانو خم کر کے ان بیبیوں کو خاص احترام کے ساتھ محمل میں سوار کیا۔

میں نے پوچھا وہ دونوں بیبیاں اور خوبصورت جوان کون ہیں؟ معلوم ہوا وہ جناب زینب سلام اللہ علیہا اور ام کلثومؑ ہیں اور وہ جوان حضرت عباس علیہ السلام ہیں۔ زینب سلام اللہ علیہا کو عباس علیہ السلام نے اس عزت و احترام کے ساتھ محمل میں سوار کیا تھا۔ (۱۳۸)

زینب سلام اللہ علیہا منزل خزیمہ میں

امام حسین علیہ السلام نے مکہ سے کوفہ کی طرف آٹھ ذی الحجہ کو کوچ کیا اور دوسری محرم کو کربلا پہنچے، بنابرایں ۲۴ دن آپ سفر میں رہے اس راستے میں ۱۶ منزلیں ہیں۔

خزیمہ میں جو چھٹی منزل ہے اہل بیت کے کاروان نے ایک دن قیام کیا۔ صبح میں حضرت زینب سلام اللہ علیہا امام حسین علیہ السلام کے پاس آئیں اور فرمایا: آدھی رات کو میں نے ہاتف کی زبانی یہ اشعار سنے:

الا یا عین فاحتفلی بجهد
فمن یبکی علی الشهداء بعدی؟
علی قوم تسوقهم المنایا
بمقدار الی انجاز وعد

"اے میری آنکھوں! شہیدوں پر روو کیونکہ میرے بعد کون ان پر گریہ کرے گا۔؟ ان لوگوں پر گریہ کرو جنہیں موت اپنی طرف کھینچ رہی ہے، اور انہیں ان کے وعدہ گاہ کی طرف بلا رہی ہے جو خدا نے ان کے لیے مقرر کئے ہیں۔"

امام حسین علیہ السلام نے یہ سن کر فرمایا:

یا اختاه! کل الذی قضی فهو کائن

''اے میری بہن! جو مقدر میں ہے وہ ہو کے رہے گا'' (۱۳۹)

حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے امام حسین علیہ السلام کی بات سن کر سکوت کیا۔ آپ کی خاموشی مقدرات الٰہی کے سامنے تسلیم ہونے کے معنی میں تھی کیونکہ آپ مکتب رسالت و امامت وعصمت کی پروردہ تھیں' آپ جانتی تھیں کہ خدا کی مرضی پر راضی رہنا چاہیے یہاں خدا کی یہ مرضی تھی کہ بہادر مرد اور شیر دل عورتیں انقلاب لائیں اور آخری سانس تک ظالموں اور طاغوتیوں کے خلاف آواز اٹھائیں اور مسلمانوں کو ظالم اور خودغرض حکمرانوں سے نجات دلائیں۔

زینب سلام اللہ علیہا رضائے الٰہی کے سامنے راضی تھیں۔ آپ نے عروۃ الوثقیٰ یعنی خدا کی رسی کو مضبوطی سے تھام رکھا تھا اور اس آیت پر سختی سے عمل پیرا تھیں:

ومن یسلم وجهه الی الله وهو محسن فقد استمسک بالعروة الوثقی

''اور جو اپنا روئے حیات اللہ کی طرف موڑ دے اور وہ نیک کردار بھی ہو تو اس نے ریسمان ہدایت کو مضبوطی سے پکڑ لیا ہے'' (لقمان: ۲۲)

حضرت زینبؑ منزل رہیمہ میں

روایت میں ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام اور ان کا کاروان عراق کی طرف سفر کرتے ہوئے منزل رہیمہ پر پہنچا جو چودھویں منزل تھی۔ تو سپاہ حر نے امام کا راستہ روکا اور انہیں کوفہ جانے سے منع کیا۔ امام کے ساتھیوں نے سمجھ لیا کہ دشمن جنگ کا ارادہ رکھتے ہیں اور کوفیوں نے امام کا ساتھ چھوڑ دیا ہے اور ان کے ہزاروں خطوط اور امام کو کوفہ بلانے پر شدید اصرار سب بے نتیجہ ہو گئے ہیں۔ ایسے حالات میں عورتیں جو فطرتاً مردوں سے زیادہ نازک جذبات کی حامل ہوتی ہیں وہ اپنے ان جذبات کا اظہار کرتی ہیں۔

روایت کے مطابق حضرت زینب سلام اللہ علیہا (جو کہ ام کلثومؑ کہی جاتی تھی)[۱۴۰] نے جب امام حسین علیہ السلام کو خطرے میں دیکھا تو آپ کو اہل کوفہ کی بے وفائی اور مدد کرنے والوں اور انصار کی کمی کا شدید قلق ہوا۔ آپ نے بین کیا اور فرمایا:

ولیت الا عادی یر ضون ان یقتلوننا بدلا عن اخی

''اے کاش حسین علیہ السلام کے بدلے دشمن ہمیں قتل کر دیتے اور انہیں گزند نہ پہنچاتے''

امام حسینؑ نے جب ان کا نالہ سنا تو انہیں صبر کی تلقین کی۔[۱۴۱]

کربلا اور زینبؑ

امام حسین علیہ السلام کا کاروان دو محرم کو کربلا پہنچا اور آپ نے کربلا میں پڑاؤ ڈالا اور خیمے نصب کئے، کربلا میں وارد ہونے کے بعد حضرت زینب سلام اللہ علیہا سے متعلق دو واقعے پیش آئے:

(۱) کربلا میں خیمے نصب ہونے کے بعد زینب سلام اللہ علیہا پریشانی کے عالم میں امام حسینؑ کے پاس آئیں اور ان سے کہتی ہیں: مجھے یہ بیابان شدید ہولناک محسوس ہو رہا ہے مجھے یہاں بہت ڈر لگ رہا ہے۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

بہن زینب صفین کی طرف جاتے ہوئے ہم نے اس جگہ پڑاؤ ڈالا۔ بابا نے بھائی حسن علیہ السلام کی گود میں سر رکھ کر آرام کیا اور کچھ دیر کے لیے سو گئے، بابا نیند سے جاگ کر گریہ کرنے لگے۔

بھائی حسنؑ نے ان کے گریے کا سبب پوچھا؟ تو بابا نے فرمایا:

كانی رایت فی منامی ان هذا الوادی بحر من الدم والحسین

قد غرق فیه وهو یستغیث فلا یغاث

”میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ یہ صحرا گویا خون کا دریا ہے اور حسینؑ
اس میں غرق ہو چکا ہے اور وہ مدد کے لیے پکار رہا ہے لیکن کوئی اس کی مدد
کو نہیں آتا“

اس وقت بابا نے مجھے مخاطب کر کے کہا: اے ابا عبداللہ اگر تم پر ایسا وقت
آ جائے تو کیا کرو گے؟ میں نے جواب دیا:

اصبر ولا بدلی من الصبر

”میں صبر کروں گا“

زینب سلام اللہ علیہا نے جب یہ سنا تو شدت غم سے آپ کے آنسو جاری
ہو گئے۔ (۱۴۴)

کربلا میں مختلف موقعوں پر امام حسین علیہ السلام نے اشعار پڑھے ہیں اور دنیا
کی بے وفائی، دوستوں کے داغ اور ناصروں کے نہ رہنے کے بارے میں آپ نے کچھ
اشعار بار بار پڑھے ہیں۔ امام زین العابدینؑ سے بھی اس سلسلے میں روایت ہے۔

روایت ہے کہ دوسری محرم کو جب امام کے انصار و اقربا کے خیمے نصب کر دیے
گئے۔ امام اپنے خیمے میں بیٹھے اپنی تلوار اور نیزے درست فرما رہے تھے اور یہ شعر پڑھ
رہے تھے، جن سے دنیا کی بے وفائی، اور دوستوں کے فراق کا ذکر ہے:

یا دھر اف لک من خلیل

کم لک باالاشراق و الاصیل

من صاحب و طالب قتیل

''اے روزگار (اے زمانے) تیری دوستی پر افسوس، تو نے کتنے دوستوں اور چاہنے والوں کو مار ڈالا اور دوستوں کے بیچ جدائی ڈالی''

زینب سلام اللہ علیہا یہ اشعار سن کر تڑپ اٹھیں۔ فرط غم سے آپ کے آنسو جاری ہوگئے' آپ غم واندوہ کی حالت میں اپنے بھائی کے پاس آئیں اور عرض کیا:

یا اخی وقرۃ عینی ، لیت الموت اعدمنی الحیات یا خلیفۃ الماضین وثمال الباقین

''اے بھائی! اے میری آنکھوں کا نور! کاش مجھے موت آجاتی (اور میں تمہاری مظلومیت کا یہ دن نہ دیکھتی)''

''اے گزشتہ بزرگ ہستیوں کی یادگار اور جانشین (رسول خدا وند حضرت علیؑ و امام حسن علیہم السلام) اور باقی ماندہ افراد کے مددگار''(۱۴۳)

محرم کی نویں تاریخ اور زینبؑ

زینب سلام اللہ علیہا مخلص مددگار اور غم خوار کے طور پر اپنے بھائی کے ساتھ ہیں، اور ان سے ایک لحہ بھی جدا نہیں ہوئیں۔

محرم کی نویں تاریخ کو دوپہر میں عمر سعد نے خیام حسینی پر حملے کی غرض سے اپنی فوج کو آمادہ کیا۔ امام حسین علیہ السلام اپنی تلوار پر تکیہ کئے بیٹھے تھے، اور غنودگی کے عالم میں تھے اس وقت زینب سلام اللہ علیہا نے امام کو بیدار کیا اور دشمن کی حرکتوں کی خبر دی امام حسین علیہ السلام نے زینب سلام اللہ علیہا سے کہا: میں نے ابھی عالم خواب میں رسول خدا کو دیکھا ہے، انہوں نے مجھ سے فرمایا:

انک تروح الینا

''تم بہت جلدی ہمارے پاس آنے والے ہو''

زینب سلام اللہ علیہا نے جب یہ سنا تو ایک نالہ جانکاہ کیا ۔

امام حسین علیہ السلام نے زینب سلام اللہ علیہا سے کہا:

لیس لک الویل یا اخیة ،اسکتی رحمک اللہ

'' بہن خاموش ہو جاؤ خدا تم پر لطف رحمت فرمائے '' (۱۳۴)

اس طرح امام حسین علیہ السلام اور زینب سلام اللہ علیہا ایک دوسرے کے غم و اندوہ میں شریک رہتے تھے اور ایک دوسرے کے مونس و غم خوار تھے ۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے امام حسین علیہ السلام کو بیدار کر کے دشمن کے ارادے سے آگاہ کیا، امام حسین علیہ السلام نے حضرت عباس کو بلایا اور فرمایا:

تم پر میری جان فدا ہو، اے بھائی! دشمن کے پاس جاؤ اور ان سے کہو ہمیں آج کی رات مہلت دیں تا کہ ہم اپنے خالق سے راز و نیاز اور استغفار کریں، حضرت عباس علیہ السلام نے دشمنوں کو امام کا پیغام پہنچایا اور دشمن نے رد و قدح کے بعد امام حسینؑ اور ان کے انصار کو ایک رات کی مہلت دی ۔ (۱۳۵)

عظیم عالم سید بن طاؤس اس سلسلے میں لکھتے ہیں ، روایت ہے کہ دشمن سے ایک رات کی مہلت لینے کے بعد امام حسین علیہ السلام بیٹھ گئے اور سو گئے اور کچھ دیر بعد بیدار ہوئے اور اپنی بہن زینب سلام اللہ علیہا سے فرمایا:

بہن اس وقت میں جد بزرگوار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بابا علیؑ اور اپنی ماں فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا اور بھائی حسن علیہ السلام کو خواب میں دیکھا ہے یہ سب فرما رہے تھے ۔ اے حسینؑ! بہت جلدی ہمارے پاس آجاؤ گے ۔

ایک روایت کے مطابق کل تک ہمارے پاس آجاؤ گے ۔ زینب سلام اللہ علیہا

نے امام کی یہ باتیں سن کر گریہ کیا: امام نے انھیں دلاسہ دیا اور یاد دہانی کرائی کہ وہ اپنے حوصلے اور بہادری سے خاندان کو دشمنوں کے طعنوں اور سرزنش سے بچائیں گی۔ (۱۳۴)

زینبؑ اور شب عاشور

تاریخ اسلام میں شب عاشور ایک مختلف رات ہے غم اور اندوہ کی رات، خصوصاً حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے لیے، اس شب میں زینب سلام اللہ علیہا کے پاس مہمان تھے تقریباً ۷۲ مہمان جس میں بھائی، بھانجے اور بھتیجے تھے اور اپنی اولادیں تھیں۔

اس رات شاید زینب سلام اللہ علیہا کی پلک بھی نہ جھپکی ہو۔ اس رات حضرت زینب سلام اللہ علیہا کا کردار عظیم درس ہے۔ خصوصاً خواتین کے لیے آپ نے اس رات یہ سکھایا ہے کہ کس طرح دین کی پاسداری کی جاتی ہے اور اپنے رہبر و قائد کی حفاظت کی جاتی ہے۔

یہاں پر شب عاشور میں حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے تابناک کردار کے بعض گوشوں پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

(۱) حضرت امام زین العابدینؑ کی تیمارداری

شب عاشور امام حسین علیہ السلام کی زبانی دنیا کی بے وفائی کے بارے میں اشعار سننا زینب سلام اللہ علیہا کے غم کے دو چنداں ہونے کا باعث ہوا۔ امام حسینؑ کے یہ اشعار دنیا کی بے وفائی اور محبوں کے فراق کے بارے میں تھے۔

امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں میں شب عاشور بیٹھا ہوا تھا اور میری پھوپھی میرے پاس تھیں اور میری تیمارداری میں مشغول تھیں۔ اس وقت میرے والد اپنے خیمے میں چلے گئے۔ ابوذر کے غلام جون میرے والد کے پاس بیٹھے اپنی تلوار صیقل کر رہے تھے

اور امام یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

یا دھر اف لک من خلیل

کم لک بالاشراق والاصیل

من صاحب او طالب قتیل

والدھر لا یقنع بالبدیل

وانما الامر الی الجلیل

وکل حی سالک سبیلی

"اے زمانہ تیری دوستی پر اف تو نے ہمارے کتنے ساتھی چھین لیے' اور مار ڈالے' اور تو نے کم پر قناعت نہیں کی' تو نے سب کو چھین لیا، ہر حال میں اپنے امور خدا پر چھوڑتا ہوں، اور جو ابدی زندگی کا خواہاں ہے وہ میرے نقش قدم پر چلے گا"

امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں:

بابا نے دو تین مرتبہ یہ اشعار پڑھے۔ میں نے جب یہ شعر سنے اور ان کا معنی و مفہوم سمجھ لیا تو مجھ پر گریہ طاری ہو گیا۔ لیکن میں نے اپنے جذبات پر قابو کیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ بلا نازل ہو چکی ہے' میری پھوپھی زینب سلام اللہ علیہا نے بھی یہ اشعار سنے اور ان کا مطلب سمجھ گئیں اور شدت سے غمگین ہوئیں، اٹھیں اور امام حسین علیہ السلام کے پاس گئیں اور نہایت دردناک انداز میں فرمایا:

واثکلاہ! لیت الموت اعدمنی الحیاۃ

"کاش مجھے یہ دن دیکھنے کو نہ ملتا میں اپنے آپ کو اس حالت میں دیکھ رہی ہوں کہ میری ماں فاطمہؑ اور بابا علی علیہ السلام اور بھائی حسن علیہ

السلام اس دنیا میں نہیں ہیں ۔اے بزرگوں کی یادگار اور اے اہل بیت کے مونس و غم خوار"

امام حسین علیہ السلام نے زینب سلام اللہ علیہا کی طرف دیکھا اور فرمایا: بہن تمہارے ہاتھ سے صبر کا دامن نہ چھوٹنے پائے ،اور آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں۔

یہ سن کر زینب سلام اللہ علیہا بے تاب ہوگئیں اور نالہ جانکاہ کیا اور بے ہوش ہوگئیں، امام حسین علیہ السلام اٹھے اور انہوں نے حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے چہرے پر پانی چھڑکا اور ان سے کہا: جان لو کہ اہل زمین اور اہل آسمان باقی نہیں بچیں گے، سب چیزیں فنا ہوجائیں گی صرف خدا کی ذات پاک باقی رہے گی، جس نے تمام مخلوقات کو بنایا ہے وہی انسانوں کو مرنے کے بعد زندہ کرے گا اور دوبارہ پلٹائے گا۔ وہ یکتا ہے اس جیسا کوئی نہیں، میرے جد، بابا، ماں اور بھائی مجھ سے بہتر تھے۔

اور وہ سب دنیا سے چلے گئے تھے اور امت کو رسول خداؐ کی پیروی کرنی ہے۔

بہن! میں تمہیں قسم دیتا ہوں، تمہیں اس پر عمل کرنا ہوگا' میرے ماتم میں خود کو اذیت نہ دینا اور اپنے لیے موت کی تمنا مت کرنا۔

امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں: اس کے بعد امام حسین علیہ السلام نے حضرت زینب سلام اللہ علیہا کو میرے پاس لے کر آئے، میرے سامنے بٹھایا، اس کے بعد اپنے انصار کے پاس گئے اور انہیں حکم دیا کہ اپنے خیموں کو ایک دوسرے کے قریب نصب کریں۔ (۱۲۷)

(۲) نافع ابن ہلال کی روایت

شب عاشورہ امام حسین علیہ السلام تنہا اپنے خیمے سے باہر نکلے اور میدان کے نشیب و فراز سے آگاہ ہونے کے لیے جائزہ لینے لگے۔ نافع بن ہلال کہتے ہیں میں چپکے سے امام کے پیچھے چل پڑا (تاکہ اگر امام کو خطرہ پیش آئے تو میں ان کا دفاع کرسکوں)

امام نے سمجھ لیا کہ میں ان کے پیچھے آ رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا: تم کیوں آ رہے ہو؟

نافع: میں نے دیکھا آپ تنہا ہیں۔ لہٰذا پریشان ہوا کیونکہ اس طاغوت کا لشکر یہیں نزدیک ہے۔

امام نے فرمایا:

میں میدان کے نشیب و فراز کا جائزہ لینے باہر نکلا تھا تاکہ دشمن سے جنگ کے دوران ہم میدان کے نشیب و فراز سے آشنا رہیں۔

اس کے بعد امام لوٹ آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: خدا وعدہ خلافی نہیں کرتا وہی واقع ہوگا اور مجھ سے کہا: تم ان پہاڑوں کے پیچھے نہیں جانا چاہتے اور خود کو اس لڑائی سے نجات نہیں دینا چاہتے؟

نافع نے جب یہ سنا تو امام کے قدموں پر گر گئے اور امام کے قدم چوم کر کہا: اگر میں آپ کو چھوڑ کر چلا جاؤں تو میری ماں میرے غم میں بیٹھے۔ خدا نے مجھے آپ کے ساتھ رہنے کا فخر دیا ہے۔ میں آپ سے ہرگز جدا نہیں ہوں گا یہاں تک کہ آپ کی راہ میں میرا بدن ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔

اس کے بعد امام حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے خیمے میں آ گئے۔ نافع امام کے انتظار میں خیمے کے باہر رک گئے۔ انھوں نے سنا کہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا امام سے کہہ رہی تھیں، کیا آپ نے اپنے اصحاب کو آزما لیا ہے، مجھے ڈر ہے کہ کہیں جنگ کے دوران آپ کو چھوڑ کر نہ چلے جائیں؟

امام نے فرمایا: خدا کی قسم میں نے انہیں آزما لیا ہے وہ سب حق کے دفاع کے لیے آمادہ اور مستعد ہیں، اور جیسے بچہ ماں کے پستان کا مشتاق ہوتا ہے اسی طرح وہ موت کے مشتاق ہیں۔

نافع کہتے ہیں، جب میں نے حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی یہ بات سنی تو گریہ کیا اور حبیب ابن مظاہر کے پاس آیا اور جو کچھ سنا تھا ان سے بتایا، حبیب نے کہا: خدا کی قسم! اگر ہم امام کے حکم کے پابند نہ ہوتے تو ابھی دشمن پر اپنی تلوار سے حملہ کر دیتے۔

نافع کہتے ہیں میں نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ اہل حرم حضرت زینب سلام اللہ علیہا سے اس طرح کی گفتگو کریں اور پریشان ہوں۔ مناسب ہے ایک ساتھ حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے خیمے تک چلو اور انہیں اطمینان دلاؤ۔

حبیب نے سب کو جمع کیا اور نافع کی بات بتائی۔ سب نے کہا: اگر ہمیں امام کے حکم کا انتظار نہ ہوتا تو ابھی دشمن پر حملہ کرتے۔ آپ اطمینان رکھیں ہم راہ حق پر ڈٹے ہوئے ہیں۔

حبیب ابن مظاہر نے انہیں دعا دی اور سب مل کر اہل حرم کے خیموں کے پاس آئے اور اونچی آواز میں کہا:

اے بیبیو! اور حرم رسول خداؐ یہ تمہارے بہادروں کی تلواریں ہیں جنہوں نے قسم کھائی ہے کہ انہیں نیام میں نہ رکھیں گے۔ یہ آپ کے جوانوں کے نیزے ہیں جنہوں نے قسم کھائی ہے کہ انہیں زمین پر نہیں رکھیں گے مگر یہ کہ ان سے دشمن کے سینے چھلنی کریں۔

یہ سن کر اہل حرم نے گریہ کرنا شروع کیا اور انصار سے کہا کہ تم لوگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کی خواتین کی حفاظت اور حمایت میں کوتاہی نہ کرنا۔ [۲۴۸]

(۳) حضرت زینبؑ کا اصحاب کے خیموں میں جانا اور ان کی وفاداری سے آگاہ ہونا

شب عاشورا کا ایک اہم واقع حضرت زینب سلام اللہ علیہا کا اصحاب کے خیموں میں جانا اور حالات کا جائزہ لینا ہے۔ حضرت زینب سلام اللہ علیہا خود اس طرح بیان کرتی ہیں:

عاشور کی شب آدھی رات کو میں اپنے بھائی امام حسین علیہ السلام اور ان کے انصار کے خیموں کا حال معلوم کرنے کے لیے نکلی' میں نے دیکھا' حسین علیہ السلام ایک خیمے میں تنہا بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے سوچا ایسی شب میں اپنے بھائی کو تنہا نہیں چھوڑوں گی اور اپنے دیگر بھائیوں اور بھتیجوں سے کہوں گی کہ انہوں نے کیوں امام حسین علیہ السلام کو تنہا چھوڑا ہے۔ میں حضرت عباسؑ کے خیمہ کے پاس گئی' وہاں میں نے دیکھا کہ عباسؑ کے اطراف ان کے بھانجے' بھتیجے ایک ہالے کی صورت میں بیٹھے ہوئے ہیں، اور عباسؑ دو زانو بیٹھ کر ان کے لیے خطبہ پڑھ رہے ہیں۔ میں نے ایسا خطبہ امام حسینؑ کے سوا کسی اور سے نہ سنا تھا، عباسؑ حمد و ثناء اور رسول اکرمؐ پر صلواۃ کے بعد حاضرین سے فرما رہے تھے۔ اے میرے بھائیو اور بھتیجو! صبح ہوگی تو تم کیا کرو گے؟

انہوں نے کہا: جو آپ کا حکم ہوگا وہی کریں گے' اور ہم آپ کی پیروی کریں گے۔

حضرت عباس علیہ السلام نے ان سے کہا: امام کے انصار ہمارے خاندان سے نہیں ہیں' لہٰذا ہمیں یعنی بنی ہاشم ہی کو ذمہ داری سنبھالنی ہوگی' ہمیں غیر بنی ہاشم سے پہلے میدان جنگ میں جانا ہوگا جو سب سے پہلے میدان میں جائیں گے وہ تم لوگ ہوگے تاکہ کل کو لوگ یہ نہ کہیں کہ بنی ہاشم نے اپنے دوستوں کو میدان جنگ میں بھیج دیا اور یہ لوگ مارے گئے اور ان کے بعد بنی ہاشم میدان جنگ میں آئے۔

بنی ہاشم اٹھے اور اپنی تلواروں کو نیام سے نکال کر حضرت عباسؑ سے کہا: ہم آپ کے حکم کے منتظر ہیں آپ جو کہیں گے ہم اس پر عمل کریں گے۔

حضرت زینب سلام اللہ علیہا کہتی ہیں کہ جب میں نے بنی ہاشم کے عزائم اور بلند حوصلے دیکھے تو مجھے سکون ملا اور خوشی ہوئی۔ میں نے سوچا بھائی حسینؑ کے پاس جاؤں اور انہیں عباسؑ اور بنی ہاشم کی گفتگو سے آگاہ کروں' چند قدم آگے بڑھی' دیکھا حبیب ابن

مظاہر کے خیمے سے کچھ آوازیں آ رہی ہیں' ایک خیمے کے پاس رک گئیں' دیکھا حبیب کے پاس سارے انصار بیٹھے ہوئے ہیں اور حبیب ان سے کہہ رہے ہیں آپ سب جانتے ہیں کہ یہاں کس لیے آئے ہیں؟ انصار نے کہا: ہم سب یہاں امام حسینؑ کی نصرت کے لیے آئے ہیں' حبیب نے کہا: اپنی عورتوں کو اپنے قبیلوں کے سپرد کر دو۔

انصار: ہم یہ کام کر دیں گے۔

حبیب: جب صبح ہوگی تو آپ سب کیا کریں گے؟

انصار نے کہا: وہی کریں گے جو آپ کہیں گے۔

حبیب: صبح عاشورا ہم سب سے پہلے میدان جنگ میں جائیں گے' ہمارے ہوتے ہوئے بنی ہاشم پر خراش بھی آئی تو لوگ کہیں گے کہ اس قوم نے اپنے آقاؤں کو میدان جنگ میں بھیج دیا اور اپنی جان بچائی۔ اس وقت انصار نے اپنی تلواریں نیام سے نکال کر حبیب سے کہا: ہم وہی کریں گے جو آپ کہیں گے، جو آپ کا حکم ہوگا ہم اطاعت کریں گے۔

حضرت زینب سلام اللہ علیہا کہتی ہیں کہ میں نے جب حبیب اور انصار کے جذبات دیکھے تو مجھے بہت خوشی ہوئی۔ میں امام حسینؑ کے خیمے کی طرف بڑھی تو ان سے ملاقات ہوگئی' انہیں دیکھ کر میں نے تبسم کیا۔ امام نے فرمایا: بہن مدینے سے کربلا تک میں نے تمہارے چہرے پر خوشی کے آثار نہیں دیکھے، تمہاری خوشی کا کیا سبب ہے؟ میں نے حضرت عباسؑ' بنی ہاشم' حبیب ابن مظاہرؓ اور انصار کے پاک جذبات سے انہیں آگاہ کیا اور کہا: ان کی وفاداری میری خوشی کا باعث ہے۔

امام حسینؑ نے مجھ سے کہا: اے بہن! یہ لوگ (انصار) عالم ذر سے میرے انصار و مددگار ہیں۔ میرے جد رسول خداؐ نے مجھے ان کے بارے میں بتایا ہے کہ تم ان

کی پائداری اور جوانمردی سے آگاہ ہونا چاہتی ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں! امام نے فرمایا: خیمے کے پیچھے آؤ' میں خیمے کے پیچھے گئی، امام نے بنی ہاشم کے افراد کو آواز دی' بنی ہاشم تیزی سے حضرت عباسؑ کی قیادت میں امام حسین علیہ السلام کے پاس آئے' اور کہا لبیک اے امام! کیا حکم ہے؟ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: تم لوگوں سے ایک مرتبہ اور بیعت لینا چاہتا ہوں' تمام بنی ہاشم امام حسین علیہ السلام کی بیعت کے لیے آمادہ ہوئے۔ تو اس وقت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

سب بیٹھ جائیں' اس کے بعد امام حسین علیہ السلام نے حبیب ابن مظاہر اور انصار کو آواز دی' امام کی آواز سن کر انصار حبیب کی قیادت میں امام کی خدمت میں پہنچے' انصار امام کے سامنے آمادہ جہاد تھے اور ان کی تلواریں نیام سے نکلی ہوئی تھیں ۔ امام حسین علیہ السلام نے انہیں بھی بیٹھنے کا حکم دیا، خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا:

"اے دوستو اور میرے انصار! یہ دشمن صرف مجھے مارنا چاہتے ہیں اور میرے ساتھیوں سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے' تم میں سے جو بھی جانا چاہتا ہے رات کی تاریکی میں چلا جائے"

امام کی یہ بات سن کر بنی ہاشم اور انصار اٹھے اور واضح الفاظ میں امام کو اپنی وفاداری کا یقین دلایا' جب امام حسین علیہ السلام نے ان کی پائیداری اور بہادری کا مشاہدہ کیا تو فرمایا:

"آسمان کی طرف دیکھو اور جنت میں اپنے اونچے مقامات کا مشاہدہ کرو' انہوں نے آسمان کی طرف دیکھا' ان کی آنکھوں سے پردے ہٹ چکے تھے' انہیں جنت میں حور و قصور نظر آنے لگے' ان سے حوریں مخاطب ہو کر کہہ رہی تھیں ہم جنت میں آپ سب کا انتظار کر رہی ہیں۔

انصار و بنی ہاشم نے اپنی تلواریں نیام سے نکالیں اور امام حسین علیہ السلام سے

عرض کیا: اگر آپ ہمیں ابھی حکم دیں تو ہم دشمن پر ٹوٹ پڑیں اور خدا نے جس چیز کا ارادہ کیا ہے وہ پوری ہو کر رہے، امام حسین علیہ السلام نے انہیں بیٹھنے کا حکم دیا اور فرمایا: خدا تم سب پر اپنی رحمت نازل کرے اور جزائے خیر عطا فرمائے۔

امام حسین علیہ السلام نے انصار سے فرمایا: وہ اپنی عورتوں کو قبیلہ بنی اسد کے سپرد کر آئیں۔ حبیب ابن مظاہر کے بھائی علی ابن مظاہر نے پوچھا کہ ہم کس لیے یہ کام کریں؟ امام نے فرمایا: ہماری عورتیں ہمارے شہید ہونے کے بعد اسیر کی جائیں گی' مجھے خوف ہے کہیں تمہاری عورتوں کو بھی قید نہ کرلیا جائے۔

علی ابن مظاہر کی زوجہ کی دلیری

امام کا حکم سن کر علی ابن مظاہر اپنے خیمے میں گئے اور اپنی بیوی سے کہا: امام حسین علیہ السلام نے ہمیں حکم دیا ہے کہ اپنی عورتوں کو قبیلہ بنی اسد کی حفاظت میں دے آئیں' کیونکہ امام کے شہید ہونے کے بعد اہل حرم کو اسیر کرلیا جائے گا۔ علی ابن مظاہر کی زوجہ نے کہا: آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ علی نے کہا! میں چاہتا ہوں تم اپنے چچا زاد بھائیوں یعنی قبیلہ بنی اسد کے پاس چلی جاؤ۔ علی ابن مظاہر کی یہ بات سن کر ان کی زوجہ نے ستون خیمہ پر اپنا سر دے مارا' اور کہا: خدا کی قسم تم نے ہمارے ساتھ انصاف نہیں کیا' کیا تم خوش ہوگے کہ رسول کی بیٹیاں، نواسیاں قید کی جائیں اور میں محفوظ رہوں؟ زینب سلام اللہ علیہا کے سر سے چادر چھینی جائے اور میرا پردہ باقی رہے؟ کیا تم چاہتے ہو کہ رسول کی بیٹیوں کے گوشوارے چھینے جائیں اور میں زیورات سے خود کو سجاؤں؟ کیا تم چاہتے ہو کہ تم رسول خداؐ کے سامنے سرخرو رہو اور میں حضرت فاطمہ علیہا السلام کے سامنے شرمندہ رہوں؟ ہم بھی اہل بیت کی عورتوں کے لیے قربانی دیں گی۔ حبیب نے اپنی بیوی کی باتیں سن کر گریہ کیا اور امام حسین علیہ السلام کے پاس جا کر انہیں سارا ماجرا سنایا۔

امام حسین علیہ السلام نے انہیں دعائیں دیں۔ (۱۲۹)

زینبؑ اور روز عاشورہ

روز عاشورہ ایسا دن ہے کہ شاید ہی اس سے سخت دن تاریخ بشریت میں گزرا ہو ایسا دن جس میں مصائب، مشکلات اور غم و اندوہ کی انتہا ہو چکی تھی۔ یہ دن خاندان نبوت و رسالت کے لیے شدید رنج و الم کا دن تھا لیکن حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے لیے سب سے زیادہ مصیبت کا دن تھا۔ شہداء تو جام شہادت پی کر جنت سدھار گئے لیکن ان کے بعد کے مصائب بھی حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے حصے میں آئے۔ آپ نے وہ سارے مصائب برداشت کیے جو اگر پہاڑوں پر پڑتے تو ریزہ ریزہ ہو جاتے۔

(۱) حضرت علی اکبرؑ کی لاش پر

حضرت زینب سلام اللہ علیہا عاشورا کے سانحے میں امام حسین علیہ السلام کی غم خوار مونس تھیں۔ عاشور کے دن آپ اہل حرم کی سرپرستی فرما رہی تھیں۔ انہیں دلاسہ دیتی تھیں۔ آپ نے یہ عظیم ذمہ داری سنبھال رکھی تھی تاکہ اہل بیت کو دشمنوں کے طعنوں سے محفوظ رکھ سکیں۔ اسی وجہ سے زینب سلام اللہ علیہا شہداء کی لاشوں پر بھی نہ جاتی تھیں یہاں تک کہ آپ نے اپنے جگر کے ٹکڑوں کی لاشوں کو بھی نہ دیکھا اور اس طرح اپنے خلوص اور صبر کا مظاہرہ کیا لیکن جب علی اکبرؑ کی لاش خیمے میں آنے لگی تو آپ ان کی لاش کے پاس گئیں۔

یہاں اس سلسلے میں دو روایتیں نقل ہیں جو حسب ذیل ہیں:

(۱) روایت ہے کہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا علی اکبرؑ کی لاش پر امام حسین علیہ السلام سے پہلے پہنچیں۔ کیونکہ آپ جانتی تھیں کہ امام حسین علیہ السلام علی اکبرؑ کو کتنا چاہتے تھے اور علی اکبرؑ کو شہید دیکھ کر آپ کو شدید صدمہ پہنچ سکتا ہے۔

اسی بنا پر جناب زینب سلام اللہ علیہا نے امام حسین علیہ السلام کو اکیلا نہیں چھوڑا۔ امام حسین علیہ السلام نے جب حضرت زینبؑ کو میدان میں دیکھا تو آپ نے پہلے انہیں خیمے پہنچایا۔ (۱۵۰)

آیت اللہ ؟ ازی اس روایت کے ذیل میں لکھتے ہیں:

امام حسین علیہ السلام گھوڑے پر سوار تھے لیکن زینب سلام اللہ علیہا پیادہ دوان سے آگے علی اکبرؑ کی لاش پر پہنچ گئیں۔ امام حسین علیہ السلام جب قتل گاہ میں پہنچے تو آپ نے زینب سلام اللہ علیہا کو وہاں پایا' سب سے پہلے آپ نے زینب سلام اللہ علیہا کو خیمے واپس کیا' اس کے بعد دوبارہ قتل گاہ میں آئے۔ (۱۵۱)

(۲) حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے روز عاشورہ اپنے دو بیٹوں عونؑ و محمدؑ کو امام کی نصرت کے لیے میدان جنگ میں بھیجا اور امام حسین علیہ السلام پر قربان کر دیا' جب امام حسین علیہ السلام ان کی لاشیں خیموں میں لے کر آئے تو حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے اپنے بچوں پر گریہ نہیں کیا لیکن جب آپ نے علی اکبرؑ کی شہادت کی خبر سنی تو بہت دردناک بین کیے۔

حمید بن مسلم کہتا ہے کہ میں نے ایک خاتون کو دیکھا جو تیزی سے علی اکبرؑ کی لاش کی طرف جا رہی تھیں اور یہ بین کر رہی تھیں:

یا حبیباہ! یا ثمرۃ فواداہ، یا نور عیناہ!

''اے میرے حبیب! اے میرے جگر کے ٹکڑے! اے میری آنکھوں کے نور!'' (۱۵۲)

مقتل ابی مخنف میں نقل ہے کہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا علی اکبرؑ کی لاش پر

اس طرح بین کر رہی تھیں:

واولداہ! واقتیلاہ! واقلۃ ناصراہ، واغریباہ وا مہجۃ قلباہ،

لیتنی کنت قبل ھذا الیوم عمیاء، لیتنی وسدت الثری

"اے بیٹا! اے خون میں نہائے ہوئے شہید! ہائے غریب الوطنی! کاش

مجھے یہ دن دیکھنے کو نہ ملتا؟"

یہ کہہ کر زینب سلام اللہ علیہا آگے بڑھیں اور علی اکبرؑ کی لاش کو سینے سے لگا

لیا، اس وقت امام حسین علیہ السلام بھی میدان میں علی اکبرؑ کی لاش پر پہنچ گئے اور پہلے

زینب سلام اللہ علیہا کو خیمے میں پہنچایا۔ (۱۵۳)

(۲) حضرت عباسؑ کی شہادت اور حضرت زینبؑ

حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے کربلا میں اپنے چھ بھائیوں کے داغ اٹھائے۔

آپ کے یہ چھ بھائی امام حسینؑ، حضرت عباسؑ، عبداللہؑ، جعفرؑ، عثمانؑ اور یحییٰؑ ابن علی

علیہم السلام ہیں، جن کی والدہ اسماء بنت عمیس ہیں۔

حضرت عباس علیہ السلام کی شہادت حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے لیے شدید

قلق کا باعث ہوئی، جس طرح سے امام حسین علیہ السلام کو اپنے بھائی کی مفارقت کا غم تھا

اسی طرح حضرت زینب سلام اللہ علیہا بھی حضرت عباسؑ علمدار کے غم میں سوگوار تھیں۔

جب حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے دیکھا کہ امام حسین علیہ السلام نہر علقمہ

سے تنہا واپس آ رہے ہیں تو آپ نے اہل حرم کے ساتھ بین کرنے شروع کیے:

واخاہ، واعباساہ، واقلۃ ناصراہ، واضیعتاہ من بعدک

"ہائے بھائی! ہائے عباسؑ! ہائے بھائی! اب تمہاری جگہ خالی ہے" (۱۵۴)

زینب سلام اللہ علیہا نے امام حسین علیہ السلام سے پوچھا : اپنے ساتھ بھائی عباسؑ کو کیوں نہیں لائے ؟

امام نے فرمایا:

"میں عباسؑ کو کیسے لاتا ان کے بدن کے اتنے ٹکڑے ہو گئے تھے کہ میں انہیں نہیں لا پایا"

زینب سلام اللہ علیہا امام کا یہ جملہ دہراتی تھیں اور روتی تھیں ۔ امام حسین علیہ السلام نے ان کا بین سن کر فرمایا:

"میرے بھائی کی شہادت سے میری کمر ٹوٹ گئی"(۱۵۵)

(۳) حضرت زینبؑ کی آغوش میں علی اصغرؑ

کربلا میں حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے لیے علی اصغرؑ کی شہادت جانکاہ ایک داغ تھا۔

مقاتل میں آیا ہے کہ روز عاشورہ دو شیر خوار بچے شہید ہوئے ۔

(۱) عبداللہ ابن رضیع جو روز عاشورہ پیدا ہوئے تھے اور ان کی والدہ کا نام ام اسحاق تھا جو طلحہ بن عبداللہ کی بیٹی تھیں ۔

(۲) علی اصغرؑ جو حضرت ربابؑ کے فرزند تھے ۔ آپ کی عمر صرف چھ ماہ کی تھی ۔

عبداللہ کے بارے میں روایات ہیں کہ وہ امام حسین علیہ السلام کی گود میں دشمنوں کے تیر سے شہید ہوئے ۔

امام حسین علیہ السلام حضرت علی اصغرؑ کو لے کر دشمنوں پر اتمام حجت کے لیے گئے اور ان سے اس شیر خوار کے لیے پانی طلب کیا لیکن حرملہ ملعون نے تیر سہ شعبہ سے علی اصغرؑ کی پیاس بجھائی ۔ امام حسین علیہ السلام نے ان کا خون آسمان کی طرف پھینکا

جس کا ایک قطرہ بھی زمین پر نہیں آیا۔ [۱۵۴]

اس مصیبت میں سب سے زیادہ صدمہ زینب سلام اللہ علیہا کو پہنچا۔ زینب سلام اللہ علیہا کو ایک طرف امام کی فکر رہتی تھی تو دوسری طرف سے یہ مصائب تھے۔ زینب سلام اللہ علیہا نے امام حسین علیہ السلام کی محبت میں ان شدید مصائب کو برداشت کیا اگر ہم زینبؑ نہ ہوتیں تو ان مصائب کو کوئی برداشت کرنے والا نہ ہوتا۔ جب عشق جیسے مثل ہے۔

من احب شیئا احب آثارہ

"جو کسی شے کو دوست رکھتا ہے اس کے آثار کو بھی دوست رکھتا ہے"

زینب سلام اللہ علیہا امام حسین علیہ السلام کو چاہتی تھیں' لہذا ان کے بچوں سے بھی بہت محبت کرتی تھیں۔

(۴) زینبؑ امام حسنؑ کے بچوں کے سوگ میں

زینب سلام اللہ علیہا نے کربلا میں اپنے بھائی کے چھ بچوں کے داغ اٹھائے۔ روایات بتاتی ہیں کہ امام حسن علیہ السلام کے سات بیٹے کربلا میں تھے۔ ان میں سے چھ شہید ہوگئے' ان کے نام یہ ہیں احمد، ابوبکر، قاسم، عبداللہ اکبر، عبداللہ اصغر، بشیر بن حسن علیہم السلام اور ساتویں بیٹے حسن مثنیٰ تھے جو امام حسین علیہ السلام کے داماد تھے۔ [۱۵۵]

حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے لیے اپنے ان بھتیجوں کے داغ نہایت دکھ درد کا باعث تھے' خصوصا عبداللہ بن حسن علیہ السلام کی شہادت نہایت جانسوز ہے جو صرف گیارہ سال کے تھے۔ امام نے انھیں حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے سپرد کیا تھا کیونکہ وہ ابھی بچے تھے اور جنگ کرنے کے لیے مناسب نہ تھے' عبداللہ بن حسن علیہ السلام نے جب امام حسین علیہ السلام کی آواز استغاثہ سنی تو بے اختیار خیمے سے باہر آگئے اور اپنے چچا

کی جانب دوڑ پڑے۔ امام نے یہ دیکھ کر زینب سلام اللہ علیہا سے فرمایا: اس بچے کو واپس بلالو لیکن عبداللہ بن حسن علیہ السلام میدان میں پہنچ چکے تھے، عبداللہ نے دیکھا کہ ایک شخص امام حسینؑ پر تلوار کا وار کرنا چاہتا ہے' عبداللہ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے تلوار کا وار روک لیا اور امام کے سینہ سپر ہو گئے' تلوار کے وار سے عبداللہ کے دونوں ہاتھ قلم ہو گئے 'امام حسینؑ نے عبداللہ کو سینے سے لگا لیا' اس وقت ایک تیر آیا اور عبداللہ کے گلے پر لگا' جس سے ان کی شہادت ہوئی، عبداللہ نے اپنے چچا کی آغوش امامت میں شہادت پائی۔

حضرت زینب سلام اللہ علیہا کو عبداللہ بن حسن علیہ السلامؑ کی شہادت کا اس قدر صدمہ تھا کہ آپ بین کرتی تھیں۔ اے میری آنکھوں کے نور! کاش مجھے یہ دن نہ دیکھنا پڑتا' تیری شہادت سے پہلے مجھے موت آگئی ہوتی۔ [۱۵۸]

(۵) حضرت زینبؑ اپنے بچوں کے سوگ میں

پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے شوہر جناب عبداللہ نے اپنے دونوں بیٹوں عونؑ و محمدؑ کو مکہ بھیجا تاکہ وہ امام حسین علیہ السلام کے کاروان سے ملحق ہو جائیں اور ان سے کہا کہ ہمیشہ اپنے ماموں یعنی امام حسین علیہ السلام کے ساتھ رہیں اور ان کی رکاب میں جہاد کریں یہاں تک کہ شہید ہو جائیں۔ روز عاشور حضرت زینب سلام اللہ علیہا امام حسین علیہ السلام کے انصار اور بنی ہاشم کا عزم و حوصلہ بڑھاتی تھیں اور اہل حرم کی سرپرستی بھی آپ کے ذمہ تھی، عونؑ و محمدؑ جو حضرت زینب سلام اللہ علیہا جیسی شیر دل خاتون کے بچے تھے عزم و ہمت کے ساتھ یزیدیوں سے پیکار کرنے پر آمادہ تھے۔ شب عاشورا جب امام حسین علیہ السلام اپنے انصار اور بنی ہاشم کا امتحان لے رہے تھے تو عون و محمد نے بھی تمام انصار کے ساتھ ایک آواز ہو کر کہا تھا کہ ہم ہرگز آپ سے جدا

نہیں ہوں گے، خدا وہ دن نہ لائے جب ہم آپ کے بعد زندہ رہیں ۔ ہم آپ سے منہ نہیں موڑیں گے اور آخری سانس تک آپ کے ساتھ رہیں گے ۔ (۱۵۹)

کربلا میں جب دو بدو جنگ کا آغاز ہوا تو حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے اپنے بیٹوں عونؑ ومحمدؑ کا ہاتھ تھاما اور امام حسین علیہ السلام کے پاس آئیں اور کہا: میرے جد خلیل خدا حضرت ابراہیمؑ نے خدا کے حکم سے اپنے بیٹے اسماعیلؑ کی قربانی پیش کی اور جب خدا کی طرف سے اسمٰعیلؑ کی جگہ گوسفند ذبح کیا گیا تو اس پر بھی راضی رہے۔ آپ بھی ان دو قربانیوں کو میری طرف سے قبول کریں اور اگر عورتوں پر جہاد ساقط نہ ہوتا تو ہزار جان آپ پر قربان کردیتی، اور ہر ساعت ہزار بار شہادت کی تمنا کرتی ۔ (۱۶۰)

امام حسین علیہ السلام نے زینب سلام اللہ علیہا کی بات مان لی اور عونؑ ومحمدؑ جہاد کے لیے تیار ہوگئے اور محمدؑ امام کی خدمت میں آئے اور اجازت طلب کی، کہا:
"اے عظیم قائد! مجھے اجازت دیجئے تاکہ جنت کی خوشگوار فضا میں اپنے دادا کے ساتھ پرواز کرنے سے پہلے ان کافروں کو اس طرح ختم کردوں جس طرح مرغ دانہ چگتا ہے"
امام حسین علیہ السلام نے انہیں اجازت دی، محمدؑ شیر کی طرح میدان جنگ میں آئے اور یہ رجز پڑھا:

نشكوا الى الله من العدوان
قتال قوم في الردىٰ عميان
قد تركوا معالم القرآن
ومحكم التنزيل والتبيان
واظهروا الكفر مع الطغيان

''ان کور دل اور بد سیرت دشمنوں کی شکایت خدا سے کروں گا اور ان سے جنگ کروں گا' جنہوں نے قرآنی تعلیمات کو ترک کر دیا ہے۔ اور اس کی واضح اور آشکار آیتوں سے سرپیچی کی ہے اور غرور و تکبر اور بغاوت کے ساتھ اپنے کفر کا اظہار کیا ہے''

محمدؒ نے بڑی شجاعت سے دشمنوں سے جنگ کی' دس دشمنوں کو ہلاک کیا' آخر کار عامر بن نہشل کے ہاتھوں آپ کی شہادت ہوئی۔

محمدؒ کے بعد ان کے بھائی عونؒ میدان جنگ میں آئے اور یہ رجز پڑھا:

ان تنکرونی فانا بن جعفر
شہید صدق فی الجنان ازہر
یطیر فیھا بجناح اخضر
کفیٰ بھذا شرفا فی المحشر

''اگر مجھے نہیں پہچانتے ہو تو میں جعفر طیار کا پوتا ہوں' اس صادق اور سچے شہید کا بیٹا جس کا چہرہ جنت میں چمکتا ہے اور جو دو پروں کے ذریعے جنت میں پرواز کرتے ہیں اور روز محشر یہ چیزیں میرے فخر کے لیے کافی ہیں''

عونؒ نے بھی اپنے بھائی محمدؒ کی طرح شجاعت کی مثال قائم کی اور دشمنوں کے اٹھارہ پیادوں اور تین سواروں کو جہنم واصل کیا' یہاں تک کہ عبد اللہ بن قطنہ کے ہاتھوں آپ شہید ہو گئے۔ (۱۲۱)

بعض روایات میں ہے کہ ان کے بھائی کا قاتل عامر بن نہشل گھات لگائے بیٹھا تا کہ انہیں بھی قتل کر دے، عونؒ نے شیر کی طرح اس پر حملہ کیا اور تلوار کی ایک

ضربت سے اس کا کام تمام کیا۔

اس کے بعد امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں گئے اور ان سے معافی چاہتے ہوئے ان سے کہا: میں اپنے بھائی کے فراق میں بے تاب ہوگیا تھا لہذا آپ سے اجازت لینے نہ آ سکا۔ امام حسین علیہ السلام نے عونؓ کو گلے لگا لیا اور انہیں میدان جنگ میں جانے کی اجازت دی اور ان سے خدا حافظی کی۔ عونؓ نے بڑی دلاوری اور شجاعت سے دشمنوں سے جنگ کی اور شہادت پائی۔ (۱۹۲)

عونؓ و محمدؓ کی شہادت پر زینبؓ کا صبر

بعض روایات کے مطابق حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے عاشورا کے دن اپنے بیٹوں عونؓ و محمدؓ کو نئے کپڑے پہنائے' ان کی آنکھوں میں سرمہ لگایا۔ انہیں تلواریں دیں: اس کے بعد انہیں امام حسین علیہ السلام کے پاس لے گئیں اور امام سے التماس کی' انہیں میدان جنگ میں بھیجیں' امام نے پہلے انہیں اجازت نہیں دی اور فرمایا: شاید تمہارے شوہر عبداللہ اس بات سے خوش نہ ہوں۔ زینب سلام اللہ علیہا نے کہا ایسا نہیں ہے۔ ان بچوں کو تو خود عبداللہ نے آپ کے ہمراہ کیا ہے اور ان سے تاکید کی کہ اپنے امام کو تنہا نہ چھوڑیں گے اور مجھ سے کہا ہے کہ تمہارے بچے' تمہارے بھائی کے بچوں سے پہلے میدان جنگ میں جائیں گے۔

زینب سلام اللہ علیہا کے اصرار پر امام حسین علیہ السلام نے عونؓ و محمدؓ کو جہاد کی اجازت دے دی' اس وقت حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے اپنے جگر کے ٹکڑوں کو میدان جنگ میں امام کی نصرت کے لیے بھیج دیا۔

عمر سعد نے جب عونؓ و محمدؓ کو میدان میں دیکھا تو کہا: زینب سلام اللہ علیہا اپنے بھائی سے کتنی محبت کرتی ہیں کہ انہوں نے اپنے آنکھوں کے نور (بیٹوں) کو اپنے

بھائی پر نثار کر دیا۔

عونؑ ومحمدؑ کی شہادت کے بعد جب امام حسین علیہ السلام ان کی لاشوں کو خیموں میں لے کر آئے تو سب اہل حرم خیموں سے نکل آئے لیکن زینب سلام اللہ علیہا باہر نہیں آئیں تا کہ اپنے بچوں کی لاشیں دیکھ کر وہ بے تاب نہ ہو جائیں اور کہیں امام حسین علیہ السلام انہیں اس حال میں نہ دیکھ لیں۔ (۱۶۳)

حضرت زینب سلام اللہ علیہا کا ایثار اس قدر عظیم تھا کہ آپ نے عونؑ ومحمدؑ کے بارے میں کبھی کوئی بات نہیں کی' کیونکہ آپ نے انہیں اپنے رہبر اور امام پر قربان کیا تھا، اپنے بیٹوں کے درد کو اپنے سینے میں دبائے رکھا' اس وقت حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی عمر پچپن سال تھی۔

کیا حضرت زینب سلام اللہ علیہا سے اس طرز عمل کے علاوہ کسی اور چیز کی توقع کی جا سکتی تھی؟ بے شک کربلا کی شیر دل خاتون کا یہ کردار سب کے لیے نمونہ عمل ہے۔

امام زمانہ علیہ السلام اپنی زیارت میں زینب سلام اللہ علیہا کے ان بیٹیوں پر سلام بھیجتے ہیں اور فرماتے ہیں:

''سلام ہو عونؑ پر عبداللہؓ بن جعفر طیار کے بیٹے پر' یہ قرآن اور مجاہدوں کے ساتھ تھے' خدا کی راہ میں خیر خواہ تھے' قاری قرآن تھے، خدا ان کے قاتل عبداللہ بن قطبہ پر لعنت کرے، سلام ہو محمد بنؑ عبداللہ ابن جعفر پر جو میدان کربلا میں اپنے باپ کی جگہ پر تھے اور بھائی کی شہادت کے بعد میدان میں آئے' جو اپنے بھائی کے نگہبان تھے۔ خدا ان کے قاتل عامر بن نہشل پر لعنت کرے۔'' (۱۶۴)

(۶) زینبؑ اور امام سجادؑ حسینؑ کے وداع کے وقت

جب امام حسین علیہ السلام کے سارے رشتہ دار اور انصار شہید ہو چکے، امام نے چاروں طرف دیکھا اور خود کو یکہ و تنہا پایا تو اس وقت استغاثہ بلند کیا:

ھل من ذاب یذب عن حرم رسول اللہ

''کوئی ہے جو رسول خداؐ کے اہل بیت کا دفاع کرے؟''

امام کا یہ استغاثہ سن کر اہل حرم میں گریہ کی آواز بلند ہوگئی، امام زین العابدین اس دوران سخت بیمار تھے، آپ میں تلوار اٹھانے کی بھی طاقت نہیں تھی اور بغیر عصا کے سہارے کے اٹھ نہیں سکتے تھے لیکن امام کا استغاثہ سن کر آپ تلوار کا سہارا لیتے ہوئے خیمے سے باہر آئے تا کہ امام حسین علیہ السلام کی نصرت اور مدد کر سکیں۔

امام حسین علیہ السلام نے جب یہ دیکھا کہ سید سجادؑ خیمے سے باہر آرہے ہیں، حضرت زینب سلام اللہ علیہا کو آواز دی کہ ان کی حفاظت کریں تا کہ دنیا نسل آل محمدؐ سے خالی نہ ہو جائے۔ حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے امام حسین علیہ السلام کا حکم سن کر انہیں خیمے واپس لوٹایا۔ (۷۵)

اس دوران امام زین العابدینؑ نے حضرت زینب سلام اللہ علیہا سے کہا:

پھوپھی! مجھے چھوڑ دیجئے تا کہ میں فرزند رسول کی رکاب میں جہاد کروں۔

روایت میں ہے کہ امام حسین علیہ السلام آخری رخصت کے لیے سید سجادؑ کے خیمے میں آئے، امام زین العابدینؑ بستر پر لیٹے ہوئے تھے اور حضرت زینبؑ ان کی تیمارداری کر رہی تھیں۔ جب امام سجادؑ نے اپنے بابا کو دیکھا تو ان کے احترام میں اٹھنا چاہا لیکن کمزوری کی بنا پر اٹھ نہ سکے۔ امام زین العابدینؑ نے اپنی پھوپھی سے کہا: مجھے سہارا

دیجئے' تا کہ میں بیٹھ سکوں۔ حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے انہیں سہارا دیا' سید سجادؑ نے امام حسین علیہ السلام سے گفتگو کی' آپ کو معلوم ہو گیا کہ سارے انصار اور بنی ہاشم شہید ہو چکے ہیں' امام سجادؑ نے شدید گریہ کیا اور حضرت زینب سلام اللہ علیہا سے کہا: پھوپھی جان ! میرا عصا اور تلوار مجھے دیدیں تا کہ میں دشمن سے جنگ کر سکوں۔

کربلا کی شیر دل خاتون سیدہ زینبؑ نے انہیں سینے سے لگا لیا اور فرمایا:

بیٹا! تم پر جہاد واجب نہیں ہے۔ (۱۶۶)

اس واقعہ میں ہم حضرت زینب سلام اللہ علیہا کو ایک شجاع خاتون کے روپ میں دیکھتے ہیں' جو امام زین العابدینؑ کی تیمارداری کر رہی تھیں اور امام حسین علیہ السلام کی آخری رخصت کے وقت ان کی گفتگو سن رہی تھیں' جس سے آپ کے مصائب میں اور اضافہ ہوا تھا۔ امام حسینؑ نے اہل حرم سے فرمایا:

"میرا یہ بیٹا سید سجادؑ تم لوگوں پر میرا جانشین ہے اور وہ امام ہے اس کی اطاعت واجب ہے" (۱۶۷)

(۷) امام حسینؑ کا رخصت ہونا اور حضرت زینبؑ

روایات اور مقاتل سے معلوم ہوتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام روز عاشورا بعض افراد اور گروہوں سے کئی مرتبہ رخصت ہوئے اور اہل بیتؑ سے بھی کئی مرتبہ وداع ہوئے' ان تمام موقعوں پر حضرت زینب سلام اللہ علیہا حضرت امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ تھیں۔

روایت میں ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے بچوں اور عورتوں کو جمع کیا اور انہیں صبر و استقامت کی وصیت اور نصیحت کی اور حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے فرمایا:

اخية ! ايتيني بثوب عتيق لا يرغب فيه احدٌ ،اجعله تحت ثيابي،

لئلا اجرد بعد قتلی

''بہن! مجھے ایک پرانا لباس دیدو تا کہ اسے پہن لوں اور دشمن اس کی طرف متوجہ نہ ہوں''

آخر کار ایک پرانا لباس لایا گیا' امام حسین علیہ السلام نے اسے جگہ جگہ سے پھاڑ کر پہنا۔ (۱۶۸)

اس وداع میں امام حسین علیہ السلام نے علی اصغر علیہ السلام کو گود میں لیا اورمیدان میں آئے تا کہ دشمنوں پر حجت تمام کریں' آپ نے دشمن سے علی اصغر علیہ السلام کے لیے پانی طلب کیا لیکن دشمن نے سہ شعبہ تیر سے علی اصغرؑ کی پیاس بجھائی۔ (۱۶۹)

روایت میں ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو جمع کیا ان کا نام پکار کر بلایا اور فرمایا: تم سب پر میرا آخری سلام ہو' یہ آخری ملاقات ہے' اور جان لیوا مصیبت آن پہنچی ہے یہ کہہ کر امام نے گریہ کیا۔ زینب سلام اللہ علیہا نے کہا: بھائی! آپ کو اللہ نہ رلائے آپ کے گریہ کا سبب کیا ہے؟

امام نے فرمایا:

کیف لا ابکی وعمال قلیل تساقون بین العدیٰ

''میں کیونکر گریہ نہ کروں تمہیں جلد ہی اسیر کر کے دشمنوں کے درمیان لے جایا جائے گا''

یہ سن کر زینب سلام اللہ علیہا نے اہل حرم کے ہمراہ ''الوداع الوداع، الفراق الفراق'' کی صدا بلند کی۔ (۱۷۰)

امام حسین علیہ السلام نے حضرت زینب سلام اللہ علیہا سے فرمایا: ''صبر کرو اے

بنت مرتضیٰ ! رونے کا بہت وقت ہے

اہل حرم سے رخصت ہو کر امام حسین علیہ السلام میدان کی طرف چند قدم بڑھے ہی تھے کہ انہیں اپنی بہن زینب سلام اللہ علیہا کی پرسوز آواز سنائی دی:

مهلا یا اخی ،توقف حتی اتزود منک، واودعک وداع مفارق لا تلاقی بعده

''اے بھائی ! ذرا آہستہ ذرا رک جائیں تاکہ میں آپ کو جی بھر کے دیکھ لوں' یہ ایسی جدائی ہے جس کے بعد پھر کبھی آپ سے نہ مل پاؤں گی''۔(۱۷۱)

اس وقت زینب سلام اللہ علیہا نے امام کے ہاتھ چومے اور بہت گریہ کیا ۔ امام حسین علیہ السلام نے حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی دلجوئی کی اور ان کے دل پر اپنا ہاتھ رکھا اور فرمایا : جو لوگ صبر کرتے ہیں خدا کی بارگاہ میں عظیم اجر وثواب پاتے ہیں' تم بھی صبر کرو تاکہ تمہیں عظیم ثواب ملے ۔ زینبؑ کو دست امام سے آرام نصیب ہوا، اور انہوں نے امام سے عرض کیا:

یابن امی طب نفسا وقر عینا، فانک تجدنی کما تحب وترضی

''اے بھائی! آپ اطمینان رکھیں' آپ مجھے ویسا ہی پائیں گے جیسا چاہتے ہیں''(۱۷۲)

حضرت فاطمہ زہراءؑ کی وصیت

امام حسین علیہ السلام کی آخری رخصت کے وقت ایک جانسوز واقعہ یہ ہے کہ اس وقت جناب زینب سلام اللہ علیہا کو حضرت فاطمہ علیہا السلام کی وصیت یاد آگئی ۔ حضرت فاطمہ علیہا السلام نے زینب سلام اللہ علیہا سے وصیت کی تھی کہ ایک دن آئے گا

کہ میرا بیٹا میدان جنگ کے لیے روانہ ہوگا، اس وقت میں نہ رہوں گی تم میری نیابت میں حسینؑ کا گلا چوم لینا اور روانہ میدان جنگ کرنا۔

زینب سلام اللہ علیہا نے امام حسین علیہ السلام کو آواز دی اور کہا: ماں جائے ذرا رک جاؤ تاکہ میں اپنی ماں کی وصیت پر عمل کرلوں' امام رک جاتے ہیں، زینب سلام اللہ علیہا آگے بڑھتی ہیں اور امام حسین علیہ السلام کے گلے کا بوسہ لیتی ہیں اور خیمہ میں آجاتی ہیں۔ (۱۷۳)

(۸) مقتل میں حضرت زینبؑ کا عمر سعد سے خطاب

حضرت زینب سلام اللہ علیہا پر مصیبتوں کا پہاڑ اس وقت ٹوٹ پڑا جب آپ نے دیکھا کہ ذوالجناح کی پیشانی خون سے تر ہے اور اس کی کمر پر زین الٹی رکھی ہوئی ہے۔ زینب سلام اللہ علیہا اپنے بھائی کی خبر لینے کے لیے قتل گاہ میں پہنچ گئیں' وہاں آپ دیکھتی ہیں کہ اشقیاء امام کو قتل کرنے کے لیے آمادہ ہیں اور ایک دوسرے پر سبقت لے جا رہے ہیں۔ آپ نے نالہ کیا:

وامحمداہ ! واابتاہ! واعلیاہ،واجعفراہ، واحمزتاہ! ھذا حسین بالعراء، صریع بکربلا

"اے محمدؐ! اے علیؑ! اے حمزہؑ وجعفرؑ! میری مدد کو پہنچو حسین علیہ السلام خاک کربلا پر بے یار و مددگار پڑے ہوئے ہیں"(۱۷۴)

حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے بین کیے کاش آسمان زمین پر گر پڑتا اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جاتے۔ آپ عمر سعد کی طرف متوجہ ہوئیں جو ایک گروہ کے درمیان کھڑا ہوا تھا اور اس سے کہا:

اى عمرا يقتل ابو عبدالله و انت تنظر اليه ؟

''اے عمر سعد! حسینؑ کو قتل کیا جا رہا ہے اور تو کھڑا دیکھ رہا ہے؟''

عمر سعد نے حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی طرف سے رخ پھیر لیا' تاریخ میں ہے کہ عمر سعد جیسا شقی بھی اس وقت رو رہا تھا۔

حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے اس وقت کہا: وائے ہو تم پر کیا تم میں ایک فرد بھی مسلمان نہیں ہے۔ کسی نے حضرت زینب سلام اللہ علیہا کا جواب نہیں دیا۔ اس وقت عمر سعد نے حکم دیا کہ حسینؑ کو شہید کر دیا جائے' یہ سن کر شمر کمال سنگدلی سے آگے بڑھا اور حسین علیہ السلام کے سینے پر سوار ہو گیا اور امام کا سر تن سے جدا کر دیا۔ روایت میں ہے کہ شمر نے امام کے سر کو تن سے جدا کرنے کے لیے تلوار کی بارہ ضربیں لگائیں۔ (۱۷۵)

(۹) حضرت زینبؑ اور دشمنوں کی سرزنش

جب حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے دیکھا کہ شمر امام حسین علیہ السلام کو قتل کرنے کے درپے ہے تو آپ اپنے بھائی کی طرف بڑھیں' آپؑ بڑے دردمند لہجے میں امام کو مخاطب کر رہی تھیں' ہر ایک سے مدد طلب کر رہی تھیں۔ اس وقت شمر لعین نے تازیانے سے آپ کے بازو پر ضرب لگائی اور کہا: حسین علیہ السلام کے پاس سے ہٹ جاؤ ورنہ تمہیں بھی ان کے پاس بھیج دوں گا۔ زینب سلام اللہ علیہا نے امام کی گردن پر ہاتھ رکھا اور فرمایا:

خدا کی قسم میں اپنے بھائی سے جدا نہ ہوں گی اگر تو انہیں قتل کر رہا ہے تو مجھے ان سے پہلے قتل کر دے۔ شمر لعین نے بڑی بے رحمی سے حضرت زینب سلام اللہ علیہا کو امام حسین علیہ السلام سے الگ کیا اور انہیں اذیت پہنچائی اور کہا: اگر یہاں سے نہ گئیں تو تمہارا سر بھی بدن سے جدا کر دوں گا۔

حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے شمر کے ہاتھ سے تلوار چھین لی اور فرمایا:

اے دشمن خدا! میرے بھائی کے ساتھ نرمی سے پیش آ' تو نے ان کے سینہ کی ہڈیاں توڑ دیں، تجھے خدا کا واسطہ مجھے چند لمحے کی فرصت دے تاکہ میں انہیں جی بھر کر دیکھ لوں' وائے ہو تجھ پر کیا تو نہیں جانتا کہ حسین علیہ السلام رسول خدا اور حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی گود میں پلے بڑھے ہیں۔؟ حسین علیہ السلام کا سینہ گزشتہ و آئندہ علوم کا خزانہ ہے۔"

شمر نے دیکھا کہ زینب سلام اللہ علیہا اپنے بھائی کے پاس سے نہیں ہٹیں گی۔ اس نے تلوار اٹھائی اور حضرت زینب سلام اللہ علیہا پر حملہ کیا' حضرت زینب سلام اللہ علیہا منہ کے بل زمین پر گر گئیں' اس وقت اس ملعون نے امام کو شہید کر دیا۔ (۱۷۶)

(۱۰) امامؑ کی لاش کی پامالی پر آپؑ کا درد و اندوہ

حضرت زینب سلام اللہ علیہا کو اس وقت شدید روحی صدمہ پہنچا جب امام کی شہادت کے بعد آپ نے یہ سنا کہ عمر سعد کی طرف سے دس گھوڑ سواروں کو امام کی لاش کے پامال کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ان دس گھوڑ سواروں نے امام کے پیکر مطہر کو گھوڑوں کی ٹاپوں تلے روند ڈالا اور آپ کے سینہ مبارک کی ہڈیاں توڑ دیں۔ (۱۷۷)

بعض روایات کے مطابق بی بی فضہ کہتی ہیں۔

"میں نے دیکھا کہ دونوں جہان کی مختار بی بی بہت زیادہ غمگین ہیں اور گریہ کر رہی ہیں' میں نے انہیں اس طرح غم ناک کبھی نہیں دیکھا تھا' میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: تمہیں خبر نہیں ہے کہ دس گھوڑ سوار میرے بھائی کے بدن کو پامال کرنا چاہتے ہیں؟"

(۱۱) شمر کے ہاتھوں سے امام سجادؑ کی حفاظت

امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد دشمنوں نے خیموں کو لوٹ لیا اور دشمن اہل بیت علیہم السلام کے خیموں میں گھس آئے اور سارا سامان تاراج کر کے لے گئے۔ یہاں تک کہ مخدرات کے کانوں سے گوشوارے تک اتار لیے' اس دوران شمر تلوار لے کر آگے بڑھا اور امام زین العابدینؑ علیہ السلام کے خیمے میں گھس آیا۔وہ امام زین العابدینؑ کو قتل کرنا چاہتا تھا' حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے اسے روکا اور فرمایا: اگر تو انہیں مارنا چاہتا ہے تو مجھے ان سے پہلے قتل کر دے۔ حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے تیور دیکھ کر شمر واپس چلا گیا۔ (۱۲۸)

(۱۲) خولی ملعون کی بے رحمی اور حضرت زینبؑ

حضرت زینب سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں: میں خیمے کے پاس کھڑی ہوئی تھی' ناگاہ نیلی آنکھوں والا ایک شخص خیمے کے پاس آیا' اس نے خیمے میں جو کچھ تھا لوٹ لیا' سید سجادؑ کھال کے بستر پر لیٹے ہوئے تھے۔

اس ملعون نے آپ کا بستر ا بے رحمی سے کھینچا کہ آپ زمین پر آ گئے، اس کے بعد میرے پاس آیا اور میرے سر سے چادر چھین لی اور میرے گوشوارے لے لیے' جس سے میرے کان زخمی ہو گئے' میں نے اس سے کہا: خدا تیرے ہاتھ پاؤں کاٹ دے اور تجھے آتش آخرت سے قبل آتش دنیا میں جلائے۔

روایت میں ہے کہ جب مختار نے برسر اقتدار آنے کے بعد حکم دیا کہ خولی کو پکڑا جائے' تو اس سے پوچھا گیا تو نے کربلا میں کیا کیا تھا؟ اس نے کہا کہ میں سید سجادؑ کے خیمے میں گیا تھا اور وہاں کا سارا سامان لوٹا تھا اور زینب سلام اللہ علیہا کے گوشوارے

چھین لیے تھے۔

جناب مختارؒ نے پوچھا: اس وقت حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے کیا فرمایا تھا؟

خولی لعین نے سارا ماجرا بیان کیا۔

جناب مختارؒ نے حکم دیا کہ خولی کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں' اس کے بعد اسے آگ میں جلایا جائے۔ اس طرح حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ مستجاب ہوئے اور خولی آتش دوزخ سے پہلے آتش دنیا میں جلایا گیا اور ہلاک ہوا۔ (۱۷۹)

(۱۳) حضرت زینبؑ اور فاطمہ صغریٰؑ

علامہ مجلسی نقل کرتے ہیں:

امام حسین علیہ السلام کی صاحب زادی فاطمہ صغریٰؑ فرماتی ہیں: میں خیمے کے پاس کھڑی ہوئی تھی اور شہداء کی لاشوں کو دیکھ رہی تھی اور یہ سوچ رہی تھی کہ ہم پر اب اور کون سی مصیبت آنے والی ہے، کیا یہ لوگ ہمیں ماردیں گے یا اسیر کریں گے۔ دیکھتی ہوں کہ اچانک دشمنوں میں سے ایک سوار آگے بڑھا' اس نے نیزہ سے بیبیوں کی چادریں اتاریں۔ بیبیاں رسول خداؐ، علی علیہ السلام' حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام کو اپنی مدد کے لیے پکار رہی تھیں' زینب سلام اللہ علیہا پریشان حال تھیں' میں اپنی پھوپھی حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے پاس چلی گئی' دیکھا کہ ایک شقی میری طرف بڑھ رہا ہے' میں اس سے بچنے کے لیے ایک طرف دوڑی' اس شقی نے میرے شانوں کے بیچ نیزے کا وار کیا۔ میں منہ کے بل زمین پر گر گئی' دشمن نے میرے گوشوارے کھینچ لیے جس سے میرے کان زخمی ہوگئے' اس نے میری چادر بھی چھین لی' میرے کانوں سے خون بہہ رہا

تھا' میں بے ہوش ہو کر گر پڑی' جب مجھے ہوش آیا تو میں نے دیکھا کہ میرا سر میری پھوپھی زینب سلام اللہ علیہا کی آغوش میں ہے' انہوں نے فرمایا: اٹھو خیموں کی طرف چلتے ہیں ۔ دیکھیں اہل حرم اور تمہارے بھائی پر کیا گزری ہے ۔ میں نے پھوپھی سے کہا: اگر آپ کے پاس کوئی کپڑا ہو تو دیجئے تا کہ میں اپنا سر ڈھانپ لوں تو میری پھوپھی نے فرمایا:

یابنتاہ اعمتک مثلک

''بیٹی! تمہاری پھوپھی کے سر پر بھی چادر نہیں ہے''

ہم لوگ خیمے واپس آئے' دیکھا یزیدی فوج خیموں کا سامان لوٹ کر لے گئے ہیں اور امام سید سجاد علیہ السلام منہ کے بل زمین پر پڑے ہوئے ہیں' ان میں ہلنے کی بھی طاقت نہیں ہے ۔ ہم نے ان کے لیے گریہ کیا اور انہوں نے ہماری حالت پر آنسو بہائے ۔ (۱۸۰)

(۱۴) شہادت امام حسینؑ کے بعد خیموں کا نذر آتش ہونا

امام حسین علیہ السلام کی شہادت اور اہل بیتؑ کے لوٹے جانے کے بعد عمر سعد لعین خیموں کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے:

اے حسینؑ کے اہل بیتؑ! اپنے خیموں سے نکل جاؤ' اہل حرم نے اس کی بات پر کوئی توجہ نہ دی ۔ عمر سعد نے دوبارہ اپنے جملے دہرائے تو حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے فرمایا: اے عمر سعد! ہمیں تنہا چھوڑ دے ۔

عمر سعد نے کہا: اے علیؑ کی بیٹی! باہر آؤ' ہم تمہیں قیدی بنائیں گے ۔

حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے فرمایا: عمر سعد خدا سے ڈر ہم پر اتنا ظلم مت کر ۔

عمر سعد نے کہا: ہم تم سب کو اسیر بنا کر رہیں گے ۔ میں حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے فرمایا:

ہم اپنے اختیار سے اپنے خیموں سے باہر نہیں آئیں گے اور قیدی نہیں بنیں گے۔

اس وقت عمر سعد لعین نے خیام حسینی میں آگ لگانے کا حکم دیا جس کے بعد خیموں میں آگ لگا دی گئی۔ (۱۸۱)

حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے امام زین العابدینؑ سے کہا:

اے گزشتہ ہستیوں کی یادگار اور آئندہ نسلوں کی پناہ گاہ! خیموں میں آگ لگا دی گئی ہے ہم کیا کریں' حکم کیا ہے؟ امام نے فرمایا:

''آپ لوگ خیموں سے نکل جائیں'' (۱۸۲)

اس طرح حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے عمر سعد کو کبھی بھی مثبت جواب نہیں دیا' یہاں تک کہ اس نے خیموں میں آگ لگانے کی دھمکی دی لیکن آپ نے اس کی کوئی بات تسلیم نہیں کی اور اپنے اختیار سے اسارت قبول نہیں کی۔

(۱۵) حضرت زینبؑ اور سید سجادؑ کی تیمارداری

جب خیام حسینی میں آگ لگائی گئی تو اہل حرم بیابان میں نکل آئے' دشمن کا ایک سپاہی کہتا ہے کہ میں نے ایک بلند قامت خاتون کو دیکھا جو ایک خیمے کے پاس کھڑی ہوئی تھیں جب کہ آگ نے اس خیمے کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔

یہ خاتون کبھی دائیں جانب دیکھتی تھیں' کبھی بائیں جانب اور کبھی آسمان کی طرف نگاہ کرتی تھیں اور رنج و غم کی شدت سے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارتیں اور کبھی اس خیمے میں آ جاتیں اور باہر جاتیں' میں تیزی سے ان کے پاس گیا اور کہا: اے خاتون! کیا تم آگ کے شعلے نہیں دیکھ رہی ہو' دوسری عورتوں کی طرح یہاں سے دور کیوں نہیں ہو جاتی؟

انہوں نے گریہ کیا اور فرمایا:

يا شيخ ان لنا عليلاً في الخيمة وهو لا يتمكن من الجلوس والنهوض ، فكيف افارقه ؟

''اے شخص! ہمارا ایک بیمار خیمے میں ہے جو شدت مرض سے اٹھنے بیٹھنے پر قادر نہیں ہے' میں اسے آگ کے شعلوں میں کیسے چھوڑ کر جا سکتی ہوں''؟[۱۸۴]

حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے اپنے آہنی ارادے کے ذریعے امام کے خیمے کو آگ میں تباہ ہونے سے بچا لیا جب کہ یہ خیمہ آدھا جل چکا تھا لیکن حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی کوششوں کے ذریعے امام زین العابدینؑ کی جان بچ گئی۔

حضرت زینبؑ اور شام غریباں

شام غریباں گیارہ محرم کی رات شدید غم و رنج اور الم و مصائب کی رات تھی۔ زینب سلام اللہ علیہا کے سارے عزیز شہید ہو چکے تھے۔ زینب سلام اللہ علیہا حقیقتاً ام المصائب بن چکی تھیں' دنیا میں کیا کسی کی مثال ہے جس نے ایک دن میں اتنے شہداء راہ خدا میں پیش کیے ہوں؟ ایسی عورت جس کے ماں باپ شہید ہو چکے ہوں؟ جس کے دو بیٹے شہید ہوں اور جو چھ شہیدوں کی بہن ہو' جس کے دس سے زیادہ بھانجے، بھتیجے شہید ہوں اور یہ سارے ایک ہی دن میں شہید ہوئے ہوں؟ (سوائے والدین کے) اس کے علاوہ مسلمانوں نے انہیں تعزیت دینے کے بجائے ان کا گھر لوٹ لیا ہو اور اس کے بعد ان کے خیموں میں آگ لگا دی ہو؟۔

شام غریباں میں اہل بیتؑ کے بچے اور عورتیں حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے اطراف جمع ہو جاتے ہیں اور ہر ایک اپنی زبانی آہ و زاری اور بین و بکا کر رہا ہے۔ اس رات مصائب کا بوجھ زینب سلام اللہ علیہا کے کندھوں پہ ہے۔ اس واقعی حوصلے اور صبر کی، دنیا میں کہیں اور نظیر نہیں ملتی۔

شام غریباں، زینبؑ اور بچوں کی لاشیں

شام غریباں میں زینب سلام اللہ علیہا نے جب بچوں کی گنتی کی تو دو بچوں کو گم پایا آپ نے اپنی بہن ام کلثومؑ کو ساتھ لیا اور ان بچوں کو تلاش کرنے کے لیے بیابان کی طرف روانہ ہوئیں۔ یہ دو بہنیں شدید رنج والم کے عالم میں بچوں کو آواز دے رہی تھیں لیکن انہیں کوئی جواب نہیں مل رہا تھا' آخرکار انہوں نے بچوں کو جھاڑیوں میں پایا' بچے ایک دوسرے کے گلے میں باہیں ڈالے ہوئے محوخواب تھے' حضرت زینب سلام اللہ علیہا اور ام کلثومؑ آگے بڑھتی ہیں' بچوں کو اٹھانا چاہتی ہیں لیکن کیا دیکھتی ہیں کہ یہ دو معصوم بچے بھوک اور پیاس کی شدت کی تاب نہ لا سکے اور ان کی ارواح پرواز کر چکی ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر زینب سلام اللہ علیہا اور ام کلثومؑ پر کیا گزری ہوگی اس کا علم تو صرف خدا ہی کو ہے؟ اس بات کا امکان زیادہ ہے کہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا ان بچوں کو جلے ہوئے خیموں کے پاس لے آئیں ہوں' اہل حرم میں واعلیاہ و امحمداہ واحسیناہ کی صدائیں بلند ہوگئیں' یقیناً سارے خلائق زمین و زمان نے آنسو کے بدلے اس رات اہل بیتؑ کی مصیبت پرخون کے آنسو بہائے ہوں گے۔

فصل سوم
زینبؑ عاشورا کے بعد سے آخری عمر تک

یہاں سے حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی زندگی کا وہ دور شروع ہوتا ہے، جس میں آپ پر شہدائے کربلا اور انقلاب حسینی کا پیغام پہنچانے کی ذمہ داری تھی اور آپ نے اس دور میں امام حسین علیہ السلام کے پیغام کو بہت اچھے طریقے سے بیان کیا۔

کربلا کے بعد شہداء کے خاندانوں اور بچوں کی سرپرستی اور امام زین العابدین علیہ السلام کی امامت کے بارے میں دنیا والوں کو آگاہ کرنا بھی آپ کی ذمہ داریوں میں سے تھا۔ آپ نے انقلاب حسینی کے اہداف کو اپنے فصیح و بلیغ اور شجاعانہ خطبوں کے ذریعہ دنیا کو سمجھایا۔

آپؑ نے ان امور کو بخوبی انجام دیا اور سخت ترین حالات اور ظالموں کے دباؤ کے باوجود مکمل ہوشیاری اور فراست سے اپنی ذمہ داریوں اور رسالت کو انجام دیا' آپ نے اموی ظالموں اور ستمگروں کی سازشوں کو طشت ازبام کر کے انہیں روسیاہ کیا اور ان کی سازشوں پر پانی پھیر دیا۔ عوام کے دلوں میں انقلاب کی حرارت پیدا کی اور تحریک حسین علیہ السلام کو بڑی تیزی سے آگے بڑھایا۔

شہیدوں کی لاشوں کے پاس سے گزرنا

گیارہ محرم کو عمر سعد لعین نے حکم دیا کہ اس فوج کے جو لوگ مارے گئے ہیں انہیں دفنایا جائے۔ بنی ہاشم اور انصار کے سروں کو بدنوں سے جدا کیا جائے، اور شہداء اہل

بیت اور انصار کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے بدنوں کو کربلا کی گرم ریت پر چھوڑ دیا جائے اور اہل بیتؑ اور ان کے ساتھیوں کو اسیر کر کے کوفہ روانہ کیا جائے۔ ظالموں نے اہل بیتؑ کو بے کجاوہ اونٹوں پر سوار کیا۔ سید سجاد علیہ السلام کو بیڑیاں ہتھکڑیاں اور گردن میں طوق پہنایا گیا۔

بعض روایات کے مطابق اہل بیتؑ نے عمر سعد سے تاکید کی تھی کہ انہیں شہداء کے لاشوں کے پاس سے گزارا جائے تاکہ وہ اپنے عزیزوں سے آخری وداع کر لیں۔ عمر سعد نے اہل بیتؑ کی یہ بات مان لی۔

حمید بن مسلم کہتے ہیں کہ خدا کی قسم میں زینب سلام اللہ علیہا کو بھلا نہیں سکتا' جب انہوں نے شہداء کی ٹکڑے ہوئیں لاشیں دیکھیں تو آپ نے شدید گریہ کیا اور جانکاہ بین کیے:

وامحمدا! صلی علیک ملائکۃ السماء ، ھذا حسین مرمل بالدماء ، مقطع الاعضاء وبناتک سبایا

"تم پر آسمانی فرشتوں کا درود ہو' یہ خاک پر حسین علیہ السلام ہیں جو خون میں نہائے ہوئے ہیں' ان کا بدن ٹکڑے ٹکڑے ہوا ہے اور آپ کی بیٹیاں اسیر کر کے لے جائی جا رہی ہیں"

ایک اور جگہ پر حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے فرمایا:

ھذا حسین مجزور الراس من القفاء مسلوب العمامۃ والرداء بابی المھموم حتی قضیٰ ،العطشان حتی مضی، بابی من شیبتہ تقطر بالدماء

"اے جد بزرگوار! یہ تمہارا حسینؑ ہے جس کا سر پس گردن سے کاٹا گیا' جس کا عمامہ اور ردا چھین لی گئی' میرا باپ فدا ہو اس پر جو شدید غم سینے اور داغ اٹھانے کے بعد شہید ہوا۔ میرا باپ فدا ہو اس تشنہ کام پر جو پیاسہ شہید ہوا' میرا باپ فدا ہو اس پر جس کے محاسن مبارک سے خون کے

قطرے ٹپک رہے تھے''(۱۸۵)

یہ ایسا دردناک منظر تھا اور سب لوگ رو رہے تھے۔ روایت ہے:

فابكت والله كل عدو وصديق

''اس وقت خدا کی قسم ہر اپنا اور بیگانہ (دشمن) رو پڑا تھا''

حتى رأينا دموع الخيل تتقاطر على حوافرها

''یہاں تک کہ میں نے دیکھا گھوڑوں کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے جو زمین پر گر رہے تھے''(۱۸۶)

علامہ ضیاء الدین نے اس موقع کی مناسبت سے مرثیہ کہا جس کے بعض اشعار حسب ذیل ہیں:

فوالله ما انسى الحسين ملطخا

وبين يديه زينب وهي تندب

اخي يا اخي انت بن امي على الثرى

لعمرك هذا في العجائب اعجب

اخي كيف لا ابكي دما بدوامعي

وجثمان كالمجروح بالدم تنحب

''خدا کی قسم میں وہ موقع کیسے فراموش کروں جب حسین علیہ السلام خون میں نہائے ہوئے زمین پر گر پڑے اور زینب سلام اللہ علیہا ان کے سامنے گریہ کر رہی تھیں''

''اے بھائی! خون میں نہائے ہوئے تم زمین پر پڑے ہو یہ امر تمہاری

قسم نہایت عجیب ہے"

"اے بھائی! میں کس طرح خون کے آنسو نہ روؤں جب کہ تمہارے پیکر کو خون میں غلطاں دیکھ رہی ہوں"(۱۸۷)

حضرت زینبؑ کا اپنی والدہ اور جد بزرگوار کو مخاطب کرنا

بعض روایات کے مطابق زینب سلام اللہ علیہا نے بھائی کی لاش پر اپنے جد بزرگوار کو مخاطب کر کے کہا:

وا مُحَمَّدَاهُ! صَلّٰی عَلَیکَ مَلِیکُ السَّمَاءِ، هٰذَا حُسَینُکَ مُرَمَّلٌ بِالدِّمَاءِ، مُقَطَّعُ الاَعضَاءِ وَبَنَاتُکَ سَبَایَا..... یَاجَدَّاهُ هٰذَا حُسَینُکَ بِالعَرَاءِ، مَسلُوبُ العِمَامَةِ وَالرِّدَاءِ ، مَحزُوزُ الرَّاسِ مِن القَفَا، تَسفِی عَلَیهِ رِیحُ الصَّبا، قَتِیلُ اَولَادِ البَغَایَا ، وَاحُزنَاهُ وَا کَربَاهُ!

"فریاد اے محمدؐ! تم پر آسمانی فرشتوں کا درود ہو' یہ تمہارا حسینؑ ہے' جو خون میں غلطاں ہے اور اس کا بدن ٹکڑے ٹکڑے ہے تمہاری بیٹیوں کو اسیر بنایا گیا۔ اے جد بزرگوار! یہ تمہارا حسین علیہ السلام ہے جو کربلا کی زمین پر پڑا ہے' جس کا سر پس گردن تن سے جدا کر دیا گیا ہے۔ ہوا اس کو ادھر ادھر لے جا رہی ہے' ستمگروں کی اولادوں نے انہیں قتل کر دیا' اس غم جانکاہ سے فریاد ہے"(۱۸۸)

روایت ہے کہ زینب سلام اللہ علیہا نے کربلا کی طرف رخ کیا اور اپنی والدہ کو مخاطب کر کے کہا:

"اے داغدیدہ ماں! اے پیغمبر اکرمؐ کی بیٹی! صحرائے کربلا کی طرف دیکھو'

اپنے بیٹے حسین علیہ السلام کو بے سر کے دیکھو اور اپنی بیٹیوں کو دیکھو ان کے خیموں کو جلا دیا گیا، انہیں تازیانوں سے مارا گیا' ان کے کپڑے اور گوشوارے چھین لیے گئے۔ اے نور! یہ تمہارا حسین علیہ السلام ہے جو خون میں غرق ہے' انہیں تشنہ لب کربلا میں شہید کر دیا گیا اور ان کی لاش کو گھوڑوں کی ٹاپوں تلے پامال کر دیا گیا۔ یہ کہہ کر زینب سلام اللہ علیہا نے اس قدر گریہ کیا کہ انہیں دیکھ کر دوست دشمن سب رونے لگے"(۱۸۹)

اس کے بعد زینب سلام اللہ علیہا نے بھائی کی لاش بلند کر کے کہا:

الهی تقبل منا هذا القربان

"خدایا! ہماری یہ قربانی قبول کر"(۱۹۰)

روایت میں ہے کہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے کہا:

اللهم تقبل منا هذا قليل القربان

"خدایا! ہماری یہ ناچیز قربانی قبول کر"(۱۹۱)

حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی دعائیں اس تعبیر سے آپ کے کمال شکر و سپاس اور خدا کی بارگاہ میں آپ کے خضوع کا پتہ چلتا ہے اور یہ متقین کی اعلیٰ صفات میں سے ہے جن کے بارے میں امیر المومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

عظم الخالق في انفسهم ، فصغر مادونه في اعينهم

"ان کی نظر میں صرف خدا کی عظمت و بزرگواری ہے اور خدا کے علاوہ سب چیزیں حقیر ہیں"(۱۹۲)

کربلا میں حضرت زینب سلام اللہ علیہا کو اگرچہ شدید جذباتی بحران کا سامنا تھا اور آپ کی آنکھوں سے اشکوں کا سیلاب جاری تھا' لیکن آپ نے ایک لمحے کے لیے بھی

شہداء کے پیغام اور ان کے اہداف و مقاصد کو کبھی فراموش نہیں کیا بلکہ آپ کی ساری سرگرمیاں شہداء کے پیغام کو پہنچانے میں خلاصہ ہوتی تھیں۔ آپ نے اپنی دعاؤں ایسے جملے فرمائے ہیں جن سے آپ نے دشمن کو ہمیشہ کے لیے ذلیل و رسوا کر دیا ہے۔

آپ فرماتی ہیں:

ہمیں پرواہ نہیں ہم نے خدا کے لیے قربانی دی ہے۔ حسین علیہ السلام کا مقام اگرچہ بہت عظیم ہے لیکن خدا کی عظمت اور الٰہی اہداف کے سامنے ہم ناچیز ہیں۔ یہ ایک فریضہ اور ذمہ داری ہے جسے انجام دینے کے لیے کمال سرخروئی اور ایثار سے کام لینا چاہیے اور اسے ناچیز سمجھنا چاہیے۔

حضرت زینب کا سید سجادؑ کو دلاسہ دینا

قتل گاہ میں اپنے عزیزوں کی لاشیں دیکھنا نہایت دلخراش منظر ہے جو کسی بھی انسان کو منقلب کر سکتا ہے اور اس کی آنکھوں سے خون کے آنسو جاری ہو سکتے ہیں، خصوصاً حضرت زینب سلام اللہ علیہا اور سید سجاد علیہ السلام جو ظاہری اور معنوی لحاظ سے امام حسین علیہ السلام کے بہت ہی قریب تھے۔ اس بنا پر امام زین العابدین علیہ السلام نے جب کربلا میں یہ منظر دیکھا تو آپ اس قدر متاثر ہوئے کہ قریب تھا کہ آپ کی روح پرواز کر جائے۔ حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے جب سید سجاد علیہ السلام کی یہ حالت دیکھی تو آپ ان کے پاس آئیں اور انہیں دلاسہ دیتے ہوئے فرمایا:

مالي اراک تجود بنفسک یابقیة جدي وابي و اخوتي

"اے میرے جد، والد اور بھائیوں کی یادگار! میں تمہیں کس حال میں دیکھ رہی ہوں کہ قریب ہے تمہاری روح پرواز کر جائے؟"

سید سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

"ایسا کیونکر نہ ہو' مجھے کیونکر قرار آئے' میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے بابا، میرے چچا اور میرے بھائی اور میرے خاندان کے افراد اس بیابان میں خاک و خون میں لت پت پڑے ہیں' کوئی ان لاشوں کو نہیں دیکھتا، کوئی ان کے نزدیک نہیں آتا اور ان سے مہربانی سے پیش نہیں آتا"

حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے فرمایا:

اے میرے جد' والد اور بھائیوں کی یادگار! پریشان نہ ہو' خدا کی قسم یہ واقعہ خدا اور ایسی ہستیوں کے درمیان عہد و پیمان کی بنیاد پر واقع ہوا ہے کہ جن کو زمانے کے فرعون نہیں پہچانیں گے' بلکہ ان سے اہل آسمان بخوبی واقف ہیں۔ یہ ہستیاں کربلا میں بے گور و کفن پڑی ہوں گی' کچھ لوگ آئیں گے اور ان کی تکفین و تدفین کریں گے اور تمہارے بابا کی قبر پر علامت ہوگی اور ان کی بارگاہ ہوگی، ہزاروں سال باقی رہے گی۔ جو بھی اسے مٹانا چاہے گا وہ خود مٹ جائے گا اور اس مکان کی عزت و شرف میں روز بروز اضافہ ہوگا۔

اس وقت حضرت زینب سلام اللہ علیہ نے امام زین العابدین علیہ السلام کو حدیث ام ایمن کی یاد دہانی کرائی جو رسول خداؐ سے منقول ہے اور اس عہد الٰہی کو بیان کرتی ہے۔ (۱۹۳)

شہداء کے لاشوں سے حضرت زینبؑ اور اہل بیتؑ کا وداع ہونا

اہل بیتؑ کو قیدی بنا کر کوفہ لے جانے کے لیے دشمن بڑے بے تاب تھے اور انہیں اسیروں کی صورت میں ابن زیاد کے پاس لے جانا چاہتے تھے، لیکن اہل بیتؑ شہداء کی لاشوں سے جدا ہونا نہیں چاہتے تھے۔

زجر بن قیس جو نہایت شقی اور لعین شخص تھا، اہل بیت سے چیخ چیخ کر چلنے کے

لیے کہہ رہا تھا، انہیں تازیانے سے اذیت پہنچا رہا تھا۔(۱۹۴)

زینب سلام اللہ علیہا نے دیکھا کہ اب سفر کے علاوہ کوئی اور چارہ نہیں ہے۔ آپ نے نالہ جانکاہ کیا اور شہداء کے بدنوں کی طرف دیکھ کر فرمایا:

اودعک الله عزوجل ، یابن امی ، یاشقیق روحی ،فان فراقی هذا لیس عن ضجر ولا عن ملامة ولکن یابن امی کما تری یا نور بصری ، فاقرأ جدی وابی وامی واخی منی السلام ، ثم اخبرهم بما جری علینا من هولاء اللئام

"اے بھائی! اے عزیز! تمہیں خدا کے سپرد کر کے جا رہی ہوں تمہاری اور میری یہ جدائی اور فراق ملامت کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہمیں زبردستی لے جایا جا رہا ہے۔ اے بھائی! جد بزرگوار' بابا اور اماں کو ہمارا سلام پہنچانا اور انہیں بتانا کہ بدسیرتوں نے ہمارے ساتھ کیا برا سلوک کیا ہے"(۱۹۵)

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ جب حضرت زینب سلام اللہ علیہا اونٹ پر سوار ہوتیں تو حضرت عباس علیہ السلام آتے اور اپنا زانو خم کر کے ہودج کے پاس بیٹھ جاتے اور حضرت زینب سلام اللہ علیہا بنی ہاشم میں عظیم شکوہ اور جاہ و جلال سے سوار ہوتی تھیں لیکن آج ظالم اور شقی لوگ انہیں تازیانہ سے اذیت پہنچا کر سوار کر رہے ہیں۔ حضرت زینب سلام اللہ علیہا کو اپنے جوان بھائی اور بنی ہاشم یاد آ جاتے ہیں جو سب کے سب شہید ہو چکے ہیں۔ زینبؑ کو یہاں پر شدید طرح سے غریب الوطنی کا احساس ہوا ہوگا' جو یقیناً بڑا جان لیوا احساس ہوگا۔(۱۹۶)

اہل بیتؑ کوفہ کے قریب

اشقیاء نے اہل بیتؑ کو اسیر کر کے کوفہ کی طرف روانہ کیا' کئی منزلوں سے گزرتے ہوئے اہل بیتؑ کوفہ کی طرف بڑھتے رہے۔ اہل بیت کو چالیس اونٹوں پر سوار کیا گیا تھا۔ گیارہ محرم کو اہل بیت کربلا سے روانہ ہوئے۔ مغرب کے وقت کوفہ پہنچے۔ ابن زیاد کو خبر دی گئی، اس نے حکم دیا کہ اہل بیتؑ کے قافلے کو کوفے کے باہر ہی ٹھہرایا جائے اور اگلے دن شہر میں لایا جائے تاکہ حکومت اپنی فتح کا جشن اچھی طرح سے منا سکے۔

اشقیاء نے کوفہ کے باہر خیمے نصب کیے خود ان خیموں میں آرام کیا اور اہل بیت نے زیر آسمان رات گزاری' کفار طرح طرح کے کھانے کھا رہے تھے لیکن خاندان رسول جو بھوکا اور پیاسا تھا ان کے لیے نہ غذا تھی نہ پانی۔ [۷۷] زینب سلام اللہ علیہا جو بیواؤں اور بچوں کی سرپرست تھیں ان کا داغدار دل مزید مصائب سے چھلنی ہو گیا لیکن آپ نے شہداء کے اہداف و مقاصد کے لیے یہ سب کچھ برداشت کیا اور صبر کیا۔

کوفہ میں قافلہ اہل بیتؑ کی آمد

بارہ محرم ۶۱ھ آ پہنچی اس دن کوفہ کے حاکم ابن زیاد لعین نے سارے کوفہ میں اپنی فوج لگا رکھی تھی اور وہ ہر طرح کے احتجاج کو کچلنے کے لیے تیار تھی۔ انہیں ڈر تھا کہ کوفہ میں اہل بیتؑ کی آمد سے کہیں ان کے خلاف شورش اور بغاوت نہ ہو جائے۔

دشمنوں نے طبل و نقارے بجانے شروع کیے' سرکاری طور پر اعلان کر دیا گیا' کوفے کے حاکم کو خروج کرنے والوں پر فتح حاصل ہوئی ہے' ان کے مرد مارے گئے ہیں اور ان کی عورتیں اور بچے اسیر کر لیے گئے ہیں' اس فتح پر عوام کو خوشی منانی چاہیے اور ایک دوسرے کو مبارک باد پیش کرنی چاہیے

حضرت زینب سلام اللہ علیہا اور اہل بیتؑ کو دشمن کے طعنوں سے شدید تکلیف پہنچ رہی تھی۔ حضرت زینب سلام اللہ علیہا جنہوں نے کوفہ میں اپنے والد کی خلافت کے دوران پانچ سال تک عورتوں کو قرآن کی تعلیم دی تھی اور جو ان کی حامی اور بے کسوں کی مددگار تھیں' آج ایک قیدی کی صورت میں کوفہ میں لائی جا رہی تھیں۔ ایسے شہر میں جو جانا پہچانا تھا۔ آشفتہ شہر تھا' پر آشوب اور فریب کھایا ہوا شہر تھا' وہ شہر جس کے باشندوں نے امام کے سفیر مسلم ابن عقیلؑ کے ہاتھوں پر بیعت کی تھی۔ اس کے بعد اپنی بیعت توڑ دی' ایک شہر جس کے باشندوں نے امام کو ہزاروں خطوط لکھ کر بلایا تھا۔ یہ شہر والے ابھی سمجھ جائیں گے کہ امام حسین علیہ السلام اور ان کے عزیزوں اور ساتھیوں کے سروں کو اور ان کے اہل بیتؑ کو اسیر بنا کر شہر میں لایا جائے گا۔ (۱۹۸)

یہاں مسلم معمار کوفہ میں اہل بیتؑ کے داخلے ہونے کے منظر کو روایت کرتا ہے۔ مسلم معمار کہتا ہے: ابن زیاد نے مجھے محل کی مرمت کے لیے دارالامارہ بلایا' میں محل میں چونا کاری کر رہا تھا۔ ناگاہ میں نے شور و غل سنا' محل کے خادم سے پوچھا کہ یہ کیسا شور ہے؟ اس نے کہا: ابھی اس خارجی کا سر کوفہ میں لایا جائے گا جس نے یزید پر خروج کیا تھا میں نے پوچھا: یہ خارجی کون ہے؟ اس نے کہا: حسین ابن علی علیہما السلام مسلم کہتے ہیں کچھ دیر بعد خادم وہاں سے چلا گیا، میں نے شدت غم و غصہ سے اپنا منہ پیٹ لیا' نزدیک تھا کہ میں اپنی بینائی کھو بیٹھوں' میں نے مرمت کا کام چھوڑا اور محل سے باہر آیا۔ محلہ کناسہ کے قریب آیا وہاں لوگوں کی بھیڑ لگی ہوئی تھی' کچھ ہی دیر میں کیا دیکھتا ہوں کہ چالیس کجاوے جو چالیس اونٹوں پر رکھے ہوئے ہیں ان میں اہل بیتؑ رسول خدا کو سوار کر کے کوفہ لایا گیا ہے۔ امام زین العابدین علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ کو ظالموں نے بے کجاوہ اونٹ پر سوار کر رکھا ہے اور آپ کی گردن کی رگوں سے خار دار طوق کی وجہ سے

خون جاری ہے۔ آپ گریہ فرما رہے تھے اور اشعار پڑھ رہے تھے۔ (۱۹۹)

مسلم کہتا ہے کہ میں نے دیکھا بعض عورتیں اپنے ہمراہ خرما اور روٹی لے کر آتی ہیں، اور اہل بیتؑ کے بچوں کو دے رہی ہیں۔ حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے بچوں کے ہاتھوں سے وہ غذا لے لی اور واپس کر دی اور فرمایا:

''ہم اہل بیتؑ پر صدقہ حرام ہے۔'' (۲۰۰)

کوفہ میں اہل بیت کے وارد ہونے کا منظر اس قدر درد انگیز اور رقت آور تھا کہ دشمنوں کی فتح کے جشن کے سامان پر پانی پھر گیا اور عوام گریہ کرنے لگے۔ عوام اہل بیتؑ رسول خداؐ کے حق میں کوتاہی اور ان کے مصائب پر رو رہے تھے۔ اس وقت زینب سلام اللہ علیہا نے کجاوے سے باہر سر نکالا اور اہل کوفہ سے خطاب کر کے کہا:

''چپ ہو جاؤ اے اہل کوفہ! تمہارے مرد ہمیں قتل کرتے ہیں اور تمہاری عورتیں ہم پر آنسو بہاتی ہیں، خدا روز قیامت ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا'' (۲۰۱)

یہ واقعہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی ہوشیاری کو بیان کرتا ہے۔ آپ نے بے وفا کوفیوں کی سرزنش کی اور ان کے ظاہری گریہ سے متاثر نہیں ہوئیں اور ان کے گریہ وزاری کی قیمت پر شہداء کے خون کے اہداف و مقاصد کو فراموش نہیں کیا۔

کوفی یہ سمجھ رہے تھے کہ جھوٹے احساسات کا اظہار کر کے اپنی بے وفائی کو چھپا سکتے ہیں اور اس کی تلافی کر سکتے ہیں لیکن حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے بھرپور طرح سے کوفیوں کی چالوں کو بے نقاب کر دیا اور انہیں اپنی توبیخ اور سرزنش کا نشانہ بنایا تاکہ یہ لوگ صحیح ڈھنگ سے سوچنے پر آمادہ ہوں اور آنسوؤں کے چند قطروں سے خون شہداء کو پامال نہ کریں۔

مسلم معمار کہتے ہیں: ابھی حضرت کی بات ختم نہیں ہوئی تھی کہ اچانک آہ و زاری کا شور اٹھا' میں نے دیکھا کہ کچھ نیزے لائے جا رہے ہیں اور ان نیزوں پر کچھ سر ہیں' سب سے آگے امام حسین علیہ السلام کا سر اقدس ہے' آپ کا چہرہ چودھویں کے چاند کی مانند نورانی تھا' نیزہ دار اس سر کو دائیں بائیں حرکت دے رہا تھا اور اس سے کھیل رہا تھا' اس وقت حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی نظر امام حسین علیہ السلام کے سر پر پڑی' آپ نے فرط غم سے اپنا سر محمل پر دے مارا اور آپ کے سر سے خون جاری ہو گیا' اس وقت حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے بڑے جانگداز انداز میں یہ اشعار پڑھے:

یا ہلالا لما استتم کمالا
غالہ خسفہ فابدیٰ غروبا
ماتوھمت یا شقیق فوادی
کان ھذا مقدرا مکتوبا
یا اخی فاطم الصغیرۃ کلمھا
فقد کاد قلبھا ان یذوبا
یا اخی قلبک الشفیق علینا
مالہ قد قسی وصارا صلیبا
یااخی لو تری علیا لدی الاسر
مع الیتم لا یطیق جوابا
کلما اوجعوہ بالضرب
نادک بذل تفیض دمعا سکوبا
یا اخی ضمہ الیک وقربہ

وسکن فوادہ المرعوبا

ما اذل الیتیم حین ینادی

بابیہ ولا یراہ مجیبا

اشعار کا ترجمہ:

اے ماہ نو! جب تو کمال کو پہنچا تو تجھے گہن لگ گیا۔

اے عزیز دل! میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ یہ واقعہ تقدیر میں لکھا جا چکا ہے اور مقرر ہو چکا ہے کہ تمہارا سر نیزہ پر اٹھایا جائے گا۔

اے برادر! اپنی چھوٹی فاطمہؑ سے بات کرو قریب ہے کہ اس کا دل شدت غم واندوہ سے کباب ہو جائے۔

اے بھائی! وہ تیرا نرم و مہربان دل کیوں ہماری مدد کو نہیں پہنچتا؟

اے بھائی! کاش تم سید سجاد علیہ السلام اور اپنے اہل بیتؑ کی حالت دیکھتے جب انہیں قید کیا جا رہا تھا تو اس میں تو بات کرنے کی بھی سکت نہیں تھی۔

اشقیاء جب اسے اذیت پہنچاتے تھے وہ رو کر آپ سے مدد طلب کرتا تھا۔

اے بھائی! اپنے فرزند سجاد علیہ السلام کو سینے سے لگا لو اور اس کے پریشان دل کو دلاسہ دو۔

ہائے وہ یتیم کتنا پریشان اور افسردہ ہوگا جو اپنے باپ کو بلائے اور باپ سے کوئی جواب نہ سنے۔ (یعنی اس کا باپ شہید ہو چکا ہو)[۲۰۲]

وضاحت

(۱) حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے اپنے اس مرثیے سے مجلس عزا کی بنیاد رکھی' اس

طرح آپ نے ظالموں کے رخ سے نقاب ہٹائی اور شیعیان اہل بیت کو امام حسین علیہ السلام کے جانگداز مصائب بیان کرنے کا راستہ دکھلایا۔

(۲) زینب سلام اللہ علیہا ان اشعار میں بتا رہی ہیں کہ انہیں کربلا کے واقعات کا پہلے سے علم تھا اور ان مصائب کی انہیں ان کے جد امجد نے خبر دی تھی لیکن شاید انہیں اس بات کی خبر نہیں تھی کہ ان کے شہداء کے سروں کو نیزوں پر سوار کر کے ان کے سامنے لایا جائے گا اور یہ کام بنی امیہ کی پستی اور بدسیرتی کو واضح کرتا ہے۔

(۳) حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے اسیر کئے جانے کے دوران سید سجاد علیہ السلام کو پہنچنے والی اذیتوں کا ذکر کیا ہے۔

(۴) حضرت زینب سلام اللہ علیہا امام حسین علیہ السلام سے مخاطب ہو کر یتیموں اور شہداء کے بچوں کے بارے میں کہتی ہے جو ہمیشہ اپنے والد کو یاد کرتے تھے لیکن ان کے بابا ان کا جواب نہیں دیتے تھے۔

(۵) حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے بنی امیہ کے جرائم بیان کر کے ان کے خلاف اہل کوفہ کے جذبات بھڑکائے' ان کے جشن کو عزا میں تبدیل کر دیا۔ اہل کوفہ کو خواب غفلت سے بیدار کیا' اس طرح آپ نے امویوں کے خلاف انقلاب کے بیج بوئے اور دنیا والوں کو ابدی پیغام پہنچایا کہ ستمگروں کے جرائم سے پردہ اٹھانا ضروری ہے اور عوام کو آگاہ کر کے انہیں ظالموں کے خلاف ابھارنا چاہیے۔ بنا بر ایں حضرت زینبؑ کا آہ و زاری کرنا شہداء کے اہداف و مقاصد کی راہ میں تھا۔ آپ اپنی آہ و زاری سے یزیدیوں کے خلاف عوام کے جذبات بیدار کر کے ان میں جوش و خروش پیدا کر رہی تھیں۔ اس طرح آپ یزیدیوں کی سنگدلی اور درندگی کو آشکار کرنا چاہتی تھیں اور ان کے جھوٹے

پروپیگنڈوں کو ناکام بنا رہی تھیں ۔

حضرت زینب سلام اللہ علیہا بنی امیہ کی طرف سے وجود میں لائی گئی تیرگی کو ختم کرنا چاہتی تھیں اور عوام کو تاریکی سے نور کی طرف ہدایت کرنا چاہتی تھیں۔ اسی وجہ سے آپ نے امام حسین علیہ السلام کو ماہ نو کہہ کر مخاطب کیا یعنی نور خدا امویوں کی شرم آور اور جابر حکومت کے بادلوں کے پیچھے چھپ گیا تھا۔ آپ نے اپنی تحریک کا آغاز کر کے یہ بتایا کہ بنی امیہ عوام تک نور خدا یعنی حق کے پہنچنے میں رکاوٹیں پیدا کر رہے ہیں ۔ عوام پر واجب ہے کہ وہ قیام کریں اور اس بات کی اجازت نہ دیں کہ نور کی جگہ ظلمت اور الٰہی قیادت کی جگہ طاغوت لے لیں ۔

حضرت زینب سلام اللہ علیہا کا گریہ اور عزا داری ، انقلابی شعور اور نہی از منکر سے بھرپور تھی اور آپ کی یہ انقلابی آواز قیامت تک سنائی دیتی رہے گی اور یہ آواز مظلوموں کو ظالموں کے خلاف ابھارتی رہے گی اور مستضعفین و پسماندہ لوگوں کو اپنی تقدیر کا فیصلہ کرنے کا موقع دیتی رہے گی ۔
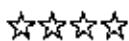
کوفہ میں حضرت زینبؑ کا خطبہ

حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے صرف ظلم کے خلاف آواز اٹھانے، امام حسین علیہ السلام کی عزاداری اور ظالموں کے خلاف عوام کے جذبات ابھارنے پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ ہر مناسب موقع پر اپنے خطبوں اور تقریروں کے ذریعہ شہداء کربلا کے اہداف و مقاصد بیان کئے اور ظالموں کے چہروں سے نقاب ہٹائی۔ آپ قدم بہ قدم آگے بڑھتی رہیں اور آپ نے جو کہا اس پر عملی نمونہ بھی پیش کیا۔

شہر کوفہ پر سوگواری اور گریہ کی فضا چھا گئی تھی، لیکن کوفیوں کا یہ غم دکھاوا لگ رہا تھا لیکن اسی کے ساتھ حضرت زینب سلام اللہ علیہا اور امام سجاد علیہ السلام کی تقریروں اور خطبوں کے زیادہ اثر انداز ہونے کی زمین بھی ہموار ہوئی۔ امام زین العابدین علیہ السلام اور حضرت زینب سلام اللہ علیہا بنیادی تبدیلیاں لانے اور عوام کو حقیقت پسند بنانے کی کوشش میں تھیں۔

خدیم بن شریک اسدی [۲۰۳] کہتے ہیں:

ونظرت الى زينب بنت على عليه السلام يومئذ و لم ار والله خفرة قط انطق منها ، كانها تفرغ عن لسان امير المومنين على بن ابى طالب عليه السلام وقد اومأت الى الناس ان اسكتوا .

فارتدت الانفاس وسکنت الا جراس

''میں نے زینب سلام اللہ علیہا کو دیکھا خدا کی قسم اس وقت تک میں نے ایسی عجیب اور باعفت خاتون کو نہیں دیکھا تھا جو اس قدر فصیح و بلیغ ہو، گویا کہ وہ حضرت علیؑ کی زبان سے گفتگو کر رہی تھیں' انہوں نے اہل کوفہ کی طرف اشارہ کیا سب لوگ خاموش ہو گئے' ان کی سانسیں سینوں میں بند ہو گئیں' جانوروں کی گردنوں میں بندھی گھنٹیوں کی آواز تک نہیں آ رہی تھی''

اس وقت حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے اہل کوفہ کو مخاطب کر کے فرمایا: (۲۰۰)

اَلحمدُ لِلّٰہِ ، وَالصَّلاۃُ علٰی اَبی مُحمَّدٍ وَآلِہِ الطَّیِّبینَ الاَخیارِ ، اَمَّا بَعدُ : یَا اَھلَ الختلِ وَالغَدرِ وَالخَذلِ ، اَتبکُونَ ؟ فَلاَ رَقَاتِ العبرَۃُ وَلاَ ھَدَاتِ الزَّفرَۃُ اِنَّمَا مِثلُکُم کَمَثَلِ الَّتِی نَقَضَت غزلَھَا مِن بَعدِ قُوَّۃٍ اَنکَاثًا ، تَتَّخِذُونَ اِیمَانَکُم دَخَلاً بَینَکُم ، الا وَھل فِیکُم اِلاَّ الصَّلَفُ وَالنَّطَفُ وَالصَّدرُ الشَّنَفِ وَمَلَقُ الاِ مَاءِ وَ غَمزُ الاَ عدَاءِ وَکَمَرعَیً عَلٰی دِمنَۃٍ اَوکَفِضَّۃٍ عَلٰی مَلحُودَۃٍ ، اَلاَ سَاءَ مَا قَدَّمَت لَکُم اَنفُسُکُم اَن سَخِطَ اللّٰہُ عَلَیکُم وَفِی العَذَابِ اَنتُم خَالِدُونَ.

اَتبکُونَ وَتَنتَحِبُونَ ؟ اِی وَاللّٰہِ فَابکُوا کَثِیرًا وَاضحَکُوا قَلِیلاً، فَلَقَد ذَھَبتُم بِعَارِھَا وَشَنَارِھَا وَلَن تَرحَضُوھَا بِغَسلٍ بَعدَھَا اَبَدًا وَاَنّٰی تَرحَضُونَ قَتلَ سَلِیلِ خَاتِمِ النُّبُوَّۃِ وَمَعدَنِ الرِّسَالَۃِ وَسَیِّدِ شَبَابِ اَھلِ الجَنَّۃِ وَمَلاَذِ خَیرَتِکُم وَمَفزَعِ نَازِلَتِکُم وَمَنَارِ حُجَّتِکُم وَمَدرَۃِ سُنَّتِکُم ، اَلاَ سَاءَ مَاتَزِرُونَ وَبُعدًا لَکُم وَسُحقًا ، فَلَقَد خَابَ

السَّعیُ وَتَبَّتِ الاَیدِی وَخَسِرَتِ الصَّفقَةُ وَبُؤتُم بِغَضَبٍ مِنَ اللّٰهِ
وَضُرِبَت عَلَیکُم الذِّلَّةُ وَالمَسکَنَةُ وَیلَکُم یَا اَهلَ الکُوفَةِ اَتَدرُونَ
اَیَّ کَبِدٍ لِرَسُولِ اللّٰهِ فَرَیتُم وَاَیَّ کَرِیمَةٍ لَهُ اَبرَزتُم وَاَیَّ دَمٍ لَهُ
سَفَکتُم وَاَیَّ حُرمَةٍ لَهُ اِنتَهَکتُم وَ لَقَد جِئتُم بِهَا صَلعَاءَ عَنقَاءَ سَوَاءَ
فَقمَاءَ (وَفِی بَعضِهَا: خَرقَاءَ شَوهَاءَ) کَطِلَاعِ الاَرضِ اَو مِلَاءِ
السَّمَاءِ ، اَفَعَجِبتُم اَن تُمطِرَ السَّمَاءُ دَمًا وَلَعَذَابُ الآخِرَةِ اَخزَی
وَاَنتُم لَا تُنصَرُونَ وَلَا یَستَخِفَّنَّکُم المَهَلُ فَاِنَّهُ لَا یَحفِزُهُ البِدَارُ وَلَا
یَخَافُ فَوتَ الثَّارِ وَاِنَّ رَبَّکُم لَبِالمِرصَادِ (۲۰۵)

”حمد وسپاس اللہ کے لیے اور درود سلام میرے پدر بزرگوار محمد مصطفیٰؐ اور ان کے پاک اور نیک اہل بیتؑ پر۔

”کوفے والو! عذر وفریب کے پجاریو! رو رہے ہو؟ تمہارے یہ آنسو کبھی نہ رکیں، ہمیشہ فریاد کرتے رہو، مکاری کے پتلو! تم تو اس عورت کی طرح سے ہو، جو محنت سے اون کاتتی تھی اور پھر خود ہی اسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتی تھی، قسمیں کھا کھا کر پلٹنے والو! کذب وغرور کے مجسمو! لونڈیوں کی سی خوشامد اور دشمنوں کی طرح عیب جوئی کرتے ہو؟ ظالمو! تم گھوڑے پر اگی ہوئی ہریالی اور جھوٹی ملمع کاری کی طرح بے قیمت ہو، کس بری طرح تم نے اپنی عاقبت خراب کی ہے! اب غضب الٰہی کے لیے تیار رہو، تم ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہو گے“

”کیوں ستمگرو! آنسوؤں سے منہ دھو رہے ہو، ہاں! روؤ! خوب روؤ! تم رونے کے مستحق ہو، ہنسنے سے زیادہ روؤ! تم نے اپنے دامن پر وہ دھبہ

لگایا ہے جو دھوئے نہیں چھوٹے گا۔ کوفے والو! یہ اندھیر کہ خاتم النبیینؐ کے بیٹے اور سردار جوانان جنت کو قتل کر ڈالا؟ بے حیاؤ! تم نے اسے خاک وخون میں ملایا ہے جو تمہارے لیے کعبہ امن، جای پناہ، صلح و آشتی کی آماج گاہ اور منارۂ ہدایت تھا۔ غور تو کرو تم نے کتنا بڑا گناہ کیا ہے؟ کس بری طرح تم رحمت الٰہی سے دور ہو نے ہو، تمہاری مساعی، عبث کوشش، بے سود، ذلت وخواری کے خریدارو! تم عذاب میں ضرور گرفتار ہو گے! وائے ہو تم پر! حق فروشو! تم نے اپنے رسول کے کلیجے کو پاش پاش اور ان کے اہل حرم کو بے پردہ کیا! کتنے اچھے اور سچے لوگوں کا خون بہایا اور کن طریقوں سے سرکار ختم المرسلین کی حرمت ضائع کی!"

"کوفیو! تم نے وہ کام کیا جس کے سبب کچھ دور نہیں کہ آسمان پھٹ پڑے، زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں، تمہاری برائیاں آفاق گیر ہیں، تمہاری بد اعمالیوں نے پوری دنیا کو گھیرے میں لے رکھا ہے۔"

"سنو! تم حیران ہو کہ اس واقعہ سے آسمان نے خون برسایا ٹھہرو! عذاب آخرت اس سے زیادہ تمہیں رسوا کرے گا، اور وہ بھی اس وقت جب کہ نہ تمہارا کوئی حامی ہوگا نہ مددگار! ہاں! یقین مانو! یہ مہلت کے لمحے تمہارے بوجھ کو ہلکا نہیں کر سکتے، وقت قبضہ قدرت سے باہر نہیں ہے، انتقام کی گھڑیوں کو قریب سمجھو! اور داور محشر، گناہ گاروں کی گھات میں ہے۔"

لوگوں کا گریہ کرنا

حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے خطبہ کا اہل کوفہ پر بہت زیادہ اثر ہوا اور وہ

لوگ حیران و پریشان ہو کر رونے لگے اور شدید غم و رنج میں مبتلا ہو گئے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا کہ جو خاندان نبوت و رسالت کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا اور رو رہا تھا:

"میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں' آپ کے بزرگ دوسرے بزرگوں سے بہتر اور آپ کے جوان دوسرے جوانوں سے بہتر اور آپ کی عورتیں دوسری عورتوں سے بہتر ہیں' آپ کی نسل دوسری نسلوں سے اچھی جنہیں نہ کبھی شکست ہوئی ہے اور نہ کبھی ذلت اٹھانا پڑی ہے۔"(۲۰۶)

خطبہ کے بعد حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے یہ اشعار پڑھے جس میں اہل کوفہ کی مذمت کی اور انہیں شہداء کا مرثیہ بھی کہا جا سکتا ہے:

ماذا تقولون اذ قال النبي لكم ماذا صنعتم وانتم آخر الا مم

باهل بيتي و اولادي ومكرمتي منهم اسارى ومنهم ضرجوا

بدمي ما كان ذاك جزائي اذ نصحت لكم ان تخلفوني بسوء

في ذوي رحمي اني لا خشي عليكم ان يحل بكم مثل العذاب

الذي اودعي علي ارم

"روز قیامت تم سے جب پیغمبرؐ پوچھیں گے کہ تم جو آخری امت تھے تم نے میرے اہل بیت، میرے بچوں اور عزیزوں کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ بعض کو اسیر کیا اور بعض کو شہید کر ڈالا؟"

تم نے میری خیر خواہی کا یہ بدلہ دیا کہ میرے اہل بیتؑ کے ساتھ ناگوار اور برے رویے سے پیش آئے۔

آپ فرماتی ہیں مجھے ڈر ہے کہ کہیں تم بھی اس عذاب میں گرفتار نہ ہو

جاؤ جس میں قوم عاد گرفتار ہوئی تھی۔"

اس وقت فرطِ غم سے حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی حالت دگرگوں ہو چکی تھی یہاں تک کہ امام زین العابدینؑ علیہ السلام نے آپ کو دلاسہ دیا اور فرمایا : اے پھوپھی ! آپ بحمد اللہ عالمہ غیر معلمہ ہیں اور آہ و زاری سے جانے والے لوٹ نہیں آئیں گے ۔ حضرت زینب سلام اللہ علیہا کو امام زین العابدینؑ کے دلاسے سے اطمینان ہوا، اور آپ خاموش ہو گئیں ۔ (۲۰۷)

کوفہ میں حضرت زینب کا دوسرا خطبہ

آپؑ اہل کوفہ کو مخاطب کر کے فرماتی ہیں :

صَه! یَا اَهلَ الکُوفَةِ ! تَقتُلُنَا رِجَالُکُم وَتَبکِینَا نِسَاؤُکُم ، فَالحَاکِمُ بَینَنَا وَبَینَکُم اللّٰهُ یَومَ فَصلِ الخِطَابِ .

یَا اَهلَ الکُوفَةِ ! سَوأَةً لَکُم مَالَکُم خَذَلتُم حُسَیناً وَقَتَلتُمُوهُ، وَانتَهَبتُم اَموَالَهُ وَسَبَیتُم نِسَائَهُ وَنَکَبتُمُوهُ فَتَبّاً لَکُم وَسُحقاً وَیلَکُم اَتَدرُونَ اَیَّ دَوَاهٍ دَهَتکُم وَاَیَّ وِزرٍ عَلٰی ظُهُورِکُم حَمَلتُم وَاَیَّ دِمَاءٍ سَفَکتُم وَ اَیَّ کَرِیمَةٍ اَصبَتُمُوهَا ،قَتَلتُمُ الرِّجَالاتِ بَعدَ النَّبِیِّ وَ نُزِعَتِ الرَّحمَةُ مِن قُلُوبِکُم ،اَلَا اَنَّ حِزبَ اللّٰهِ هُمُ المُفلِحُونَ وَحِزبَ الشَّیطَانِ هُمُ الخَاسِرُونَ.

" اے اہل کوفہ ! خاموش ہو جاؤ' تمہارے مردوں نے ہمیں قتل کیا اور تمہاری عورتیں ہم پر گریہ کرتی ہیں' روز حشر خدا ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا۔"

اے اہل کوفہ ! تم نے بہت برا کام کیا ہے کہ تم نے حسین علیہ السلام کے

ساتھ غداری کیوں کی ، ان کا ساتھ کیوں چھوڑ دیا ، انہیں لوٹ لیا ان
کے اہل حرم کو اسیر بنا دیا اور انہیں رنج و مصیبت میں مبتلا کیا''؟
''تم برباد ہو جاؤ اور رحمت خدا سے دور رہو' وائے ہو تم پر کیا تم جانتے ہو
کہ تم نے کیا غضب ڈھایا ہے اور کتنے عظیم گناہ کا بوجھ اپنے کاندھوں پر
لاد لیا ہے' کن ہستیوں کا خون بہایا ہے؟ کن بزرگ ہستیوں کی توہین کی
ہے؟ کن عورتوں اور بچوں کو قید کیا ہے؟ کس کا گھر لوٹا ہے؟ تم نے پیغمبر
اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نیک ترین بندوں کو قتل کیا' تمہارے
دلوں سے مہر و محبت ختم ہوگئی ، خبردار ہو جاؤ' خدا کا حزب کامیاب ہے
اور حزب شیطان نقصان اٹھانے والی ہے''

اس خطبے نے مجمع کو ایسا دگرگوں کیا کہ ہر طرف سے آہ و زاری کی آواز آنے لگی ، عورتوں نے اپنے بال کھول دیئے اور منہ پیٹنے لگیں' اور ہر طرف سے چیخوں کی آوازیں سنائی دینے لگی ۔ (۲۰۸)

نتیجہ

حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے دونوں خطبوں اور اشعار سے مندرجہ ذیل نکات واضح ہوتے ہیں:

(۱) دشمنوں کا یہ پروپیگنڈا کہ وہ لوگ امام حسین علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو باغی اور خروج کرنے والا بنا رہے تھے غلط ثابت ہوا اور عوام پر یہ واضح ہوگیا کہ انہیں دھوکا دیا گیا تھا اور ان سے جھوٹ بولا گیا تھا اور اہل بیت رسول اکرمؐ حق گوئی اور طاغوتیوں سے مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوئے ہیں ۔

(۲) حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے سرزنش اور توبیخ کرکے وہ لوگ جو خواب غفلت

میں محو تھے انہیں بیدار کیا اور انسانیت کو بیداری کا ابدی سبق دیا۔

(۳) آپ نے اپنے خطبوں کے ذریعہ شہداء کا پیغام پہنچایا کہ اسلام اور اس کے اہداف و مقاصد کو ہر حال میں زندہ رکھنا ضروری ہے' خواہ اس راہ میں طاغوتیوں سے جہاد کرتے ہوئے شہید ہی کیوں نہ ہونا پڑے۔

(۴) کوفیوں کو اپنی خطا کا شدید احساس ہوا' اور یزیدیوں کے خلاف ان کے دلوں میں انقلاب کا جذبہ پیدا ہوا۔

(۵) کوفیوں کو اس بات کا اندازہ ہوگیا کہ دنیا پرست اور ظالموں کا ساتھ دینے والے عذاب الٰہی میں گرفتار ہوں گے، اور اگر انہوں نے توبہ نہیں کی تو دنیا اور آخرت میں خسارہ میں رہیں گے۔

(۶) حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے خطبوں سے یہ اثر ہوا کہ عوام کو اپنی غلطی کا احساس ہوا' اور ہر طرف سے یزیدی حکومت کے خلاف آوازیں بلند ہونے لگیں۔

(۷) حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے کوفیوں کے چہروں پر جو ظاہری طور پر بڑے اچھے تھے اور باطناً بد سیرت تھے نقاب اتاری اور انہیں منافق بنایا اور دنیا والوں کو سبق دیا کہ دھوکہ بازوں اور مکاروں کے فریب میں نہیں آنا چاہیے۔

حضرت زینبؑ ابن زیاد کے دربار میں

عبداللہ بن زیاد جو نہایت بے رحم جلاد اور خونخوار شخص تھا۔ کوفہ پر یزید کا گورنر تھا کربلا کی ساری کاروائی اسی کے حکم سے انجام پائی تھی۔ اس نے حکم دیا کہ امام زین العابدین علیہ السلام، حضرت زینب سلام اللہ علیہا اور اہل بیتؑ کو قیدیوں کی صورت میں اس کے دربار میں لایا جائے۔ حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے ابن زیاد لعین کے دربار میں اسلام کا دفاع کیا' جس کی نظیر عالم اسلام میں نہیں ملتی۔ آپ نے اس دربار میں

شہداء کا پیغام پہنچایا اور امام سجاد علیہ السلام کی حفاظت کی ۔ دربار ابن زیاد میں حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی بہادری سے آپ کی عظمت اور بزرگواری مزید واضح ہو جاتی ہے ۔

ابن زیاد لعین اپنے محل دارا الامارہ میں غرور و تکبر کے عالم میں بیٹھا ہوا تھا کہ امام حسین علیہ السلام کے سر اقدس کو اس مجلس میں لایا گیا اس کے بعد اہل بیتؑ کو حاضر کیا گیا ۔حضرت زینب سلام اللہ علیہا بھی اس مجلس میں آئیں ۔ ابن زیاد نے پوچھا: یہ عورت کون ہے؟ اسے بتایا گیا کہ یہ زینبؑ بنت علیؑ ہیں ۔ابن زیاد نے حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی طرح رخ کر کے کہا:

حمد اس خدا کے لیے جس نے تمہیں رسوا کیا اور تمہارے جھوٹ کو واضح کیا ۔

حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے اس کے جواب میں فرمایا:

انما یفتضح الفاسق ویکذب الفاجر وھو غیرنا

''فاسق و فاجر رسوا ہوتا ہے اور جھوٹ بولتا ہے اور وہ ہم نہیں ہیں''

ابن زیاد لعین نے کہا: تم نے دیکھا خدا نے تمہارے بھائی اور خاندان کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے اس کا جواب دیا:

مَارَاَیتُ اِلَّا جَمِیلاً ھٰؤُلَاءِ قَومٌ کَتَبَ اللّٰہُ عَلَیھِم القَتلُ فَبَرَزَ اللّٰہُ اِلٰی مَضَاجِعِھِم وَسَیَجمَعُ اللّٰہُ بَینَکَ وَبَینَھُم فَتُحَاجُونَ اِلَیہِ وَتَختَصِمُونَ ، فَانظُر لِمَن یَکُونُ الفَلَجُ یَومَئِذٍ ، ھَبَلَتکَ اُمُّکَ یَابنَ مَرجَانَۃِ

''میں اپنے بھائی اور خاندان والوں کی شہادت کو سوائے خیر کے اور کچھ نہیں پاتی' یہ وہ لوگ تھے جن کے مقدر میں خداوند عالم نے شہادت لکھی تھی' اس

وجہ سے وہ رضا کارانہ شہادت کی طرف بڑھ گئے' عنقریب خدا وند عالم (قیمت کے دن) تجھے اور انہیں اکٹھا کرے گا تا کہ تیرا مواخذہ کیا جائے اور دیکھ اس فیصلہ میں کس کو فتح حاصل ہوگی اور کون مغلوب اور بے سہارا رہے گا؟ تیری ماں تیرے غم میں بیٹھے اے مرجانہ کے بیٹے"(۲۰۹)

حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی شعلہ بیانی سن کر ابن زیاد سیخ پا ہوگیا اور اس نے حضرت زینب سلام اللہ علیہا کو قتل کرنے کا فیصلہ کرلیا' لیکن عمر بن حریث جو اس مجلس میں ابن زیاد کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ابن زیاد سے کہتا ہے یہ عورت ہے، اس کی بات پر مواخذہ نہیں کرنا چاہیے۔

ابن زیاد نے اپنا غصہ کم کرنے کے لیے حضرت زینب سلام اللہ علیہا سے کہا: خدا نے تمہارے بھائی حسین علیہ السلام اور تمہارے خاندان کے افراد کو قتل کر کے میرے دل کو ٹھنڈک پہنچائی۔

حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے اس کے جواب میں فرمایا:

لَعَمرِی لَقَد قَتَلتَ کَهلِي وَقَطَعتَ فَرعِي،وَاجتَثَثتَ اَصلِي فَاِن کَانَ هَذَا شِفَاکَ فَقَد اِشتَفَیتَ

"تو نے میرے خاندان کے بزرگ کو قتل کیا' میری شاخوں کو کاٹ دیا' میری جڑوں کو اکھاڑ دیا' اگر تیرے دل کو اسی میں ٹھنڈک ملتی ہے تو ٹھیک ہے"

ابن زیاد نے کہا: یہ عورت کس قدر فصیح اور مسجع بات کہتی ہے۔ خدا کی قسم اس کا باپ بھی شاعر اور قافیہ پرداز تھا۔

حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے اس کے جواب میں فرمایا:

" اے پسر زیاد! عورت کو قافیہ پردازی سے کیا کام؟ مجھے تو ایسے شخص پر تعجب

ہے جو اپنے امام کو مار کر دل کو ٹھنڈک پہنچاتا ہے' اور یہ جانتا ہے کہ کل قیامت کے دن اس سے انتقام لیا جائے گا'' (اور وہ عذاب میں مبتلا ہوگا) (۲۱۰)

اس کے بعد ابن زیاد حضرت امام زین العابدینؑ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: من انت ؟ تم کون ہو؟

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا: میں علی ابن الحسین ہوں۔

ابن زیاد نے کہا: کیا خدا نے علی ابن حسین علیہ السلام کو مارا نہیں؟

امام زین العابدینؑ نے فرمایا: میرا ایک بھائی تھا جس کا نام علی اکبرؑ ہے انہیں فوج اشقیاء نے شہید کردیا۔

ابن زیاد نے کہا: بلکہ خدا نے اسے قتل کیا۔

اس کے جواب میں امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا

'' خدا انسانوں کی روح اس وقت قبض کرتا ہے جب اس کا وقت آتا ہے''

(شروع کا حصہ سورہ زمر ۴۲)

ابن زیاد کو امام کا قاطع جواب سن کر غصہ آگیا اور اس لعین نے کہا:

تمہاری یہ جرات کہ تم میرا جواب دیتے ہو' اسے لے جاؤ اور اس کی گردن اڑا دو' اس وقت حضرت زینب سلام اللہ علیہا سید سجاد علیہ السلام کی سینہ سپر ہوگئیں اور ابن زیاد سے فرمایا:

'' تو نے ہمارا اتنا خون بہایا ہے' کیا تیرا جی نہیں بھرا؟ اس کے بعد آپ نے امام سجاد علیہ السلام کی گردن میں باہیں ڈال دیں اور کہا: اگر تو انہیں قتل کرنا چاہتا ہے تو مجھے بھی قتل کردے' ابن زیاد نے حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی طرف دیکھ کر کہا:

ایسی رشتہ داری پر تعجب ہے وہ چاہتی ہیں کہ میں انہیں علی ابن الحسین کے ساتھ قتل کردوں، علی بن الحسین کو چھوڑ دو کہ ان کے لیے ان کی بیماری ہی کافی ہے۔ (۲۱۱)

امام زین العابدین علیہ السلام نے کہا: آپ سکوت فرمائیں' میں ابن زیاد سے بات کرتا ہوں اور آپ نے ابن زیاد سے فرمایا:

بالقتل تهددني يابن زياد اما علمت ان القتل لنا عادة و كرامتنا الشهادة

"اے پسر زیاد! کیا تو مجھے موت سے ڈراتا ہے؟ کیا تو نہیں جانتا کہ شہید ہونا ہماری عادت اور سربلندی کا سبب ہے؟"

اس کے بعد ابن زیاد نے حکم دیا کہ امام اور اہل بیتؑ کو کوفہ کی مسجد اعظم کے پاس ایک گھر میں قید کر دیا جائے۔ (۲۱۲)

ان واقعات سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے ایک ناقابل شکست شیر دل خاتون کی طرح عراق کے جلاد اور طاغوت کا مقابلہ کیا اور اس کی مغرور ناک خاک پر رگڑی اور بے مثال شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے امام وقت امام زین العابدین علیہ السلام کی جان کی حفاظت کی اور ابن زیاد کے غرور کو خاک میں ملانے کے لیے فرمایا: میں نے جو کچھ دیکھا خیر پایا ہے (کیونکہ ہم نے یہ سب راہ خدا میں انجام دیا ہے) ابن زیاد لعین اپنی چھڑی سے امام حسین کے لبوں اور دانتوں پر ضرب لگا رہا تھا۔ (۲۱۳)

یہ دیکھ کر حضرت زینب سلام اللہ علیہا کا کلیجہ کباب ہو گیا' مگر اس مصیبت پر بھی آپ نے صبر کیا اور پائیداری سے اپنی رسالت انجام دیتی رہیں۔

زینبؑ زندان کوفہ میں

ابن زیاد نے یزید کو خط بھیج کر اہل بیتؑ کے بارے میں اس کا حکم دریافت کیا۔ برق رفتار سواریوں کے ذریعے کوفہ اور شام کا فاصلہ بارہ دن کا تھا۔ اس دوران اہل بیتؑ کو قید میں رکھا گیا۔ اس قید میں ان پر طرح طرح کی سختیاں ڈھائی جاتی تھیں۔ یہاں تک کہ ایک دن قید خانے میں ایک کاغذ پھینکا گیا جس میں لکھا ہوا تھا کہ ابن زیاد کا قاصد فلاں دن شام کی طرف روانہ ہوا ہے اور فلاں دن واپس آ جائے گا' آپ سب منتظر رہیں اگر تکبیر سنائی دے تو سمجھ لیجیے ابن زیاد آپ کو قتل کرنا چاہتا ہے' لہٰذا اپنی وصیتیں کرلیں اور اگر تکبیر کی آواز سنائی نہ دے تو سمجھ لیں کہ آپ کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

حضرت زینب سلام اللہ علیہا کو ان حالات میں بچوں اور شہیدوں کی بیواؤں کی فکر تھی۔ آپ کو اپنی کوئی فکر نہ تھی بلکہ آپ نے اپنے ساتھیوں کو دشمن کے گزند سے بچانے کے لیے بہت رنج وغم جھیلے۔ درحقیقت یہ امر کس قدر جان لیوا، جانگداز اور تکلیف دہ ہے کہ ایک زمانہ میں آپ کوفہ میں عالم اسلام کی شہزادی تھیں لیکن آج اسی کوفہ کے قید خانے میں شدید مصائب جھیل رہی تھیں۔

جب اہل بیت کو کوفہ میں قید کیا گیا تو حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے اعلان کیا کہ ہم سے ملاقات کرنے کے لیے ام ولد یا کنیزیں آ سکتی ہیں کیونکہ انہیں بھی ہماری طرح کنیزیں بنایا گیا ہے۔ (۲۰۴)

اس طرح حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے اہلؑ بیت کو لوگوں کے زخم زبان اور شماتت اعداء سے بچالیا۔

مرحوم علامہ جزائری لکھتے ہیں:

ابن زیاد نے حکم دیا کہ اہل بیتؑ کو کوفہ کی مسجد اعظم کے پاس کھنڈروں میں

لے جایا جائے ۔ بعض روایات میں ہے کہ اس نے اہل بیتؑ کو قید کرنے کا حکم دیا۔

علامہ جزائری لکھتے ہیں کہ جن کھنڈرات میں اہل بیتؑ کو قید رکھا گیا تھا وہ کسی قید خانے سے کم نہ تھے ۔ کیونکہ مسجد کے نزدیک ابن زیاد کے سپاہیوں کا ان پر سخت پہرہ تھا' جس کی وجہ سے کوئی اہل بیتؑ سے ملنے نہ آ سکتا تھا۔ اس کے علاوہ مسجد کے قریب ابن زیاد جب نماز پڑھنے آتا تو اہل بیت علیہم السلام کے سامنے اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنا چاہتا تھا اور اس شماتت آمیز حرکت سے اہل بیتؑ کو مزید دکھ پہنچانا چاہتا تھا۔ (۲۱۵)

حضرت زینبؑ شام کے سفر میں

اہل بیتؑ کو کوفہ سے شام کی طرف روانہ کیا گیا' یزید کے دارالخلافہ شام کی طرف سفر ایک فیصلہ کن سفر تھا۔ اس سفر میں اہل بیتؑ نے انقلاب کربلا کا پیغام پہنچانے کے لیے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا۔

عموی طور پر کوفہ سے شام کا فاصلہ ایک مہینے میں طے کیا جاتا تھا لیکن ابن زیاد کے حکم سے اہل بیتؑ کو صرف سولہ دن میں شام پہنچایا گیا (بعض مورخین کا کہنا ہے کہ اہل بیتؑ یکم صفر ۶۱ ھ کو شام پہنچے) (۲۱۶)

بعض مورخین کے مطابق کوفہ میں اہل بیتؑ کا قیام صرف چار دن تھا' اس کے بعد شام روانہ ہوئے ۔ بہر حال ابن زیاد کے حکم سے اہل بیتؑ کو بہت تیزی سے شام پہنچایا گیا' جو خود ایک اذیت تھی ،اس کے علاوہ شبث بن ربعی ،شمر بن ذی الجوشن، زجر بن قیس اور محفر بن ثعلبہ جیسے سنگدل اور شقی افراد کے ساتھ ایک کثیر فوج کا اہل بیتؑ کے قافلے کے ہمراہ ہونا بھی اہل بیتؑ کے لیے شدید اذیت کا سبب تھا۔ ابی مخنف کے قول کے مطابق ڈھیر ہزار (۱۵۰۰) سپاہیوں کی نگرانی میں اہل بیت کو شام روانہ کیا گیا تھا۔ (۲۱۷)

اہل بیتؑ کے لیے سب سے دردناک امر شہداء کے سروں کا ان کے ہمراہ ہونا ہے۔ ظالموں نے بیماری کی حالت میں امام زین العابدینؑ کے ہاتھ گردن کے پیچھے باندھے تھے، اور اہل بیتؑ کو بے سائبان سواریوں پر سوار کر کے لے جایا گیا۔ دھوپ کی تپش سے اہل بیتؑ کے ہاتھوں اور چہروں کی جلد پھٹ گئی تھی۔ (۲۱۸)

ان مصیبتوں کے علاوہ راستے میں ایسے واقعات بھی پیش آئے تھے جن سے اہل بیتؑ کو شدید صدمہ پہنچتا تھا جیسے کبھی اونٹ پر سے کوئی بچہ گر جاتا تھا اور ظالم کاروان کو اس قدر تیزی سے ہانکتے تھے کہ وہ بچہ صحرا میں تنہا رہ جاتا تھا لیکن حضرت زینب پیچھے لوٹتیں اور بچے کو ڈھونڈ کر اپنے ساتھ لاتیں۔ (۲۱۹)

کوفہ اور شام کے درمیان منزلوں میں حضرت زینبؑ

کوفہ اور شام کے بیچ تقریباً پندرہ منزلیں جہاں سے اہل بیتؑ کے قافلے کو لے جایا گیا یہ منزلیں اس طرح ہیں:

(۱) تکریت۔ (۲) موصل ۔ (۳) حران ۔ (۴) دعوات۔ (۵) قنسرین۔ (۶) سیبور۔ (۷) حمص ۔ (۷) بعلبک۔ (۹) قصر بنی مقاتل ۔ (۱۰) حماۃ۔ (۱۱) حلب۔ (۱۲) نصیبین ۔ (۱۳) عسقلان ۔ (۱۴) دیر قیصیس۔ (۱۵) دیر راھب۔ (۲۲۰)

ان منزلوں کے باشندے اکثر اہل بیتؑ کے دشمن تھے۔ بعض لوگوں نے اہل بیتؑ کو بالکل نظر انداز کیا' بعض لوگ غافل تھے اور انہیں کسی چیز کی خبر نہیں تھی اور بعض لوگ اچھے تھے۔ ان منزلوں کے اکثر لوگوں نے اہل بیتؑ کو طعنے دیئے اور زبان سے اذیت پہنچائی۔ جس کے کچھ نمونے یہاں ذکر کئے جا رہے ہیں:

(۱) منزل قصر بنی مقاتل کا موسم بہت گرم تھا' غضب کی گرمی پڑ رہی تھی۔ اس

سخت گرمی میں حضرت زینبؑ حضرت سید سجادؑ کی تیمار داری کر رہی تھیں۔ سورج کی تپش سے بچنے کے لیے آپ لوگ سواری کے سائے میں بیٹھ گئے۔ حضرت زینبؑ، سید سجادؑ کو پنکھا جھل رہی تھیں کہ آپ نے ان سے فرمایا:

یَابنَ اَخِی یَعِزُّ عَلَیَّ اَن اَرَاکَ بِھٰذَا الحَالِ

''اے میرے بھائی کے بیٹے! تمہیں اس حالت میں دیکھ کر بہت گراں گزرتا ہے''(۲۲۱)

(۲) شہر حلب میں جوشن نامی پہاڑ کے نزدیک ایک بی بی جو حاملہ تھیں ان کا بچہ ساقط ہوجاتا ہے۔ اس بچے کا نام محسن رکھا گیا تھا۔ آج بھی اس مقام پر ایک زیارت گاہ ہے جسے ''مشہد السقط'' کہا جاتا ہے۔ حضرت زینبؑ نے یہ ساری مصیبتیں دیکھیں اور ان پر صبر کیا۔(۲۲۲)

(۳) شہر عسقلان میں دشمن کے سردار کے حکم سے جو کربلا میں دشمن کی فوج میں تھا فتح کا جشن منایا جا رہا تھا۔ وہاں کے لوگ امام حسینؑ اور ان کے انصار کے مارے جانے اور ان کے خاندان کے اسیر بنا کر شہر میں لائے جانے پر جشن منا رہے تھے اور ایک دوسرے کو مبارک باد دے رہے تھے۔ امام سجادؑ نے ''زریر'' نامی شخص کو جو اہل بیتؑ کو چاہنے کا دعویدار تھا، کہا: امام حسینؑ کا سر جس کے پاس ہے اسے کچھ پیسہ دیدو تا کہ وہ آگے چلا جائے اور لوگ اہل بیتؑ کی طرف متوجہ نہ ہوں۔(۲۲۳)

(۴) بعلبک میں بھی یہی حال تھا یہاں پر اہل حرم کو دشمنوں کے طعنے سننے پڑے جس کی وجہ سے انہیں شدید روحانی صدمہ پہنچا۔(۲۲۴)

رقیہؑ کا امام حسینؑ کے سر سے گفتگو کرنا

کتاب بحر الغرائب جلد دوم میں آیا ہے کہ جب اہل بیتؑ شام پہنچے تو یزید کے حکم سے انہیں دروازہ شام کے باہر تین شب و روز روکا گیا تا کہ شہر کو سجایا جائے اور چراغاں کیا جائے۔

حارث شامی جو یزید کے سپاہیوں میں سے تھا کہتا ہے۔پچھلی رات سارے نگہبان سو گئے لیکن میں جاگتا رہا، میں نے دیکھا کہ اسیروں میں ایک چھوٹی سی بچی ہے یہ بچی اٹھتی ہے اور چاروں طرف دیکھتی ہے' اس نے دیکھا یزید کا لشکر بھی بے خبر سو گیا ہے، اشقیا، نے امام حسینؑ کا سر ایک درخت پر لٹکا دیا تھا' یہ بچی کئی مرتبہ خوف کی حالت میں سر کے پاس آتی ہے اور لوٹ جاتی ہے' آخر کار اس درخت کے نیچے رک جاتی ہے اور اپنے باپ کے سر کی طرف دیکھتی ہے اور رو رو کر سر سے باتیں کرتی ہے' میں نے دیکھا کہ امام کا سر خود بخود نیچے آتا ہے اور بچی کے سامنے رک جاتا ہے' بچی نے جس کا نام رقیہ تھا کہتی ہے:

اَلسَّلَامُ عَلَیکَ یَا اَبَتَاهُ! وَامُصِیبَتَاهُ بَعدَ فِرَاقِکَ وَاغُربَتَاهُ بَعدَ شَهَادَتِکَ

"بابا! آپؑ پر سلام ہو' آپ کے بعد ہمیں بہت مصائب اٹھانے پڑے' آپ کی شہادت کے بعد ہمیں غریب الوطنی سہنا پڑی"

میں نے دیکھا امام حسینؑ کا سر اس بچی سے مخاطب ہے اور آپ فرما رہے ہیں میری بیٹی تمہاری قید کی مصیبتیں اور راہ کی سختیاں اب ختم ہو گئیں' کچھ دنوں کے بعد تم ہمارے پاس آنے والی ہو' مصائب پر صبر کرو تا کہ تمہیں ثواب اور شفاعت کرنے کا مقام حاصل ہو۔

حارث شامی کہتا ہے میرا گھر شام کے کھنڈرات کے پاس تھا' میں دیکھنا چاہتا تھا کیا واقعاً یہ بچی جب کہ اس کے باپ نے کہا تھا کچھ دنوں بعد ان سے ملحق ہو جائے گی۔ میں نے سنا کہ ایک رات شام کے کھنڈرات (قید خانے) سے نالہ و بکا کی آوازیں آ رہی ہیں' میں نے اس بارے میں دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا رقیہؑ کا انتقال ہو گیا ہے۔ (۲۲۵)

اس کتاب بحر الغرائب میں آیا ہے کہ جب قید خانے میں رقیہؑ کے پاس امام حسین کا سر لے جایا گیا تو انہوں نے کہا: بابا! اپنے وعدہ پر عمل کیجئے اور مجھے اپنے ساتھ لے جایئے، امام حسین علیہ السلام نے اپنے وعدہ پر عمل کیا اور رقیہؑ کو اپنے ساتھ لے گئے۔ (۲۲۶)

حضرت زینبؑ اس واقعہ کی شاہد ہیں۔ اپنے بھائی کی یادگار رقیہؑ کو دیکھ رہی ہیں جو اپنے بابا کی جدائی میں بین کرتی ہیں اور آخر کار زینبؑ کی آنکھوں کے سامنے دم توڑ دیتی ہے۔

یہ حضرت زینبؑ کے دل خراش مصائب کے نمونے ہیں جو آپ نے خدا کی رضا اور امام حسینؑ کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے برداشت کئے تا کہ امام حسینؑ اور شہداء کے اہداف و مقاصد پورے ہوں۔

آپؑ کے کوفہ سے شام کے راستے کے دوران خطبے

کوفہ سے شام کے راستے ،میں حضرت زینبؑ نے ہر مناسب موقع سے فائدہ اٹھایا اور اپنی تقریروں اور اشعار کے ذریعہ عوام کو غفلت سے بیدار کیا' انہیں خبردار کیا' مثال کے طور پر منزل قادسیہ میں حضرت زینبؑ نے بلند آواز میں یہ اشعار پڑھے:

ماتت رجالي وافنى الدهر ساداتي

و زادني حسرات بعد لوعاتي

صالوا اللئام علينا بعد ما علموا
انا بنات رسول بالهدايات
يسيرونا على الاقتاب عارية
كانّا بينهم بعض الغنيمات
يعزز عليك رسول الله ماصنعوا
باهل بيتك يا خير البريات
كفرتموا برسول الله ويلكم
اهداكم من سلوك فى الضلالات

"میرے خاندان کے بزرگ مارے گئے اور زمانے نے انہیں زندہ رہنے نہ دیا اور میری حسرتوں میں اضافہ کیا۔ پست فطرت اور بد سیرت لوگوں نے جاننے کے باوجود کہ ہم رسول اللہؐ کی بیٹیاں ہیں ہم پر حملہ کیا اور ہماری شان میں گستاخی کی اور ہمیں غنیمت کی طرح بڑی بری حالت میں اسیر کر کے اونٹوں پر ایک شہر سے دوسرے شہر لے گئے"

"اے رسولؐ خدا! اے خیر البریہؐ! ظالموں کا آپ کے اہل بیتؑ کے ساتھ ایسا برا برتاؤ آپ پر بہت شاق اور گراں گزرا ہوگا' اے لوگو! تم نے اہل بیتؑ رسول کی توہین کر کے اس رسولؐ کی شان میں گستاخی کی ہے جس نے تمہاری ہدایت کی' جب کہ تم لا پرواہی میں گمراہی کے راستوں پر چل رہے تھے، وائے ہو تم پر اور تم عذاب الٰہی میں گرفتار ہو"(۲۴۷)

ان اشعار میں حضرت زینبؑ نے کینہ پرور اور لا پرواہ لوگوں کی سرزنش کی ہے اور کئی پہلوؤں سے ان کے چہرے سے پردہ ہٹایا ہے:

(۱) اپنے بھائیوں، بچوں اور عزیزوں کی شہادت پر اپنے پاک جذبات اور درد کا اظہار کیا۔

(۲) امام حسینؑ کے قتل میں ملوث افراد کو پست، خونخوار اور ذلیل بنایا اور ان کے اس غیر انسانی عمل کی مذمت کی۔

(۳) دشمنوں کی ایذا رسانی سے پردہ اٹھایا۔

(۴) کاروان حسینیؑ کو پہنچو کہ ہم لوگ اولاد رسولؐ ہیں اور غافل عوام کو بیدار اور آگاہ کیا کہ یزیدیوں نے رسول خداؐ کے خاندان اور اہل بیت کے ساتھ کس قدر ظالمانہ اور برا رویہ اپنایا ہے۔

(۵) دشمنوں، مخالفوں اور ان کے حامیوں کو کافر، گمراہ اور عذاب الٰہی کا مستحق بنایا اور ان کی بزدلانہ حرکتوں کی مذمت کی، اس طرح حضرت زینبؑ نے سخت حالات میں خونخوار دشمنوں اور ان کے حامیوں کو کافر، گمراہ، پست، بدفطرت اور بزدل بنایا اور ان کے چہرے سے نقاب ہٹائی تا کہ عوام انہیں اچھی طرح پہچان لیں اور اہل بیتؑ کی مظلومیت اور حقانیت سے آگاہ ہو جائیں۔

منزل نصیبین میں حضرت زینبؑ نے عوام سے خطاب کر کے یہ اشعار پڑھے:

تشهرونا بالبرية عنوة
و والدنا اوحى اليه جليل
كفرتم برب العرش ثم نبيه
كان لم يجئكم في الزمان رسول
لحاكم اله العرش ياشرامة
لكم في لظى يوم المعاد عويل

''ہم پر ظلم وستم کر کے ہماری تشہیر کرتے ہو، جب کہ خدا نے ہمارے باپ پیغمبر اسلام پر وحی بھیجی ہے''

''تم نے خدا کا انکار کیا اور کافر ہوئے اور گویا تمہارے درمیان کوئی نبی ہی نہیں آیا ہے''

'' اے امت کے بدترین لوگو! خدا ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرنے والا ہے اور تمہارے لیے دوزخ کی شدید آگ ہوگی ۔ (۴۲۷)

ان اشعار میں بھی حضرت زینبؑ نے ستمگروں اوراشقیاء کی مذمت کی اور انہیں کافر اور بے دین بتایا اور انہیں خبردار کیا کہ خدا کی عدالت میں انہیں ضرور سزا دی جائے گی اور نہایت شدید عذاب ان کے انتظار میں ہے ۔

منزل حران میں امام حسینؑ کا نیزہ پر قرآن پڑھنا اور حضرت زینبؑ کے اشعار سن کر ایک یہودی جس کا نام یحییٰ تھا وہ اسلام لے آیا اور اس نے لشکر یزید پر حملہ کر دیا ۔ دشمن کے پانچ افراد کو واصل جہنم کرنے کے بعد دشمن کے ہاتھوں شہید ہو گیا' دروازہ حران کے پاس اس محب اہل بیتؑ کا مقبرہ ہے ۔ خاندان عصمت و رسالت کے پروانوں اور عاشقوں کی زیارت گاہ ہے ۔ (۴۲۹)

واضح رہے کہ کوفہ اور شام کے راستے میں واقع بعض شہروں جیسے موصل، سیبور، قنسرین، حماۃ اور حمص میں عوام نے اہل بیتؑ کی حمایت کی اور دشمن سے ان کی جھڑپیں ہوئیں ۔ حضرت زینبؑ نے ان لوگوں کا شکریہ ادا کیا اور شہر حماۃ میں پوچھا یہ کون سا شہر ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ شہر حماۃ ہے۔ آپ نے دعا دیتے ہوئے فرمایا:

حَمَاهَا اللّٰهُ مِنْ كُلِّ ظَالِمٍ

''خدا اس شہر کو ظالموں کے شر سے محفوظ رکھے''(۲۳۰)

حضرت زینب سلام اللہ علیہا اور سید سجاد علیہ السلام نے یہ تمام مرحلے نہایت پائیداری اور استقامت سے طے کیے اور دمشق یعنی یزید لعین کے دارالخلافہ کی طرف آگے بڑھتے رہے اور شام میں شہداء کا پیغام پہنچانے کے لیے خود کو آمادہ کرتے رہے اور یزید کی خائن حکومت کے خلاف ہر مناسب موقع سے فائدہ اٹھانے' کربلا کے واقعہ کے اصل مجرم یعنی یزید کے مکروہ چہرے سے پردہ اٹھانے کی تیاری کرتے رہے تاکہ اپنے بیانوں سے ظالموں اور ستمگروں کی پلید اور خبیث ماہیت کو واضح کرسکیں۔

حضرت زینبؑ دمشق میں

دمشق کے ناگوار حادثے

اہل بیتؑ کو یکم صفر ۶۱ھ کو دمشق لایا گیا۔ شام کے عوام جنہیں بے خبر اور غافل رکھا گیا تھا وہ یزید کی فتح اور شہدائے کربلا کے سروں اور اہل بیتؑ کو اسیر کر کے شام لائے جانے پر جشن مسرت منا رہے تھے، اور ایک دوسرے کو مبارک باد دے رہے تھے۔

یزید کے حکم سے کاروان اہل بیتؑ کو کئی گھنٹوں تک دروازۂ دمشق پر روکا گیا اسی وجہ سے اس دروازے کو "باب الساعات" کہا جاتا ہے۔ (۲۳۱)

شام میں اہل بیتؑ کی آمد اور وہاں سے ان کے جانے کے بہت سے واقعات ہیں۔ شام میں اہل بیتؑ پر اس قدر سخت اور جان لیوا مصائب پڑے کہ مدینہ میں ایک شخص نے جب امام زین العابدین علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ کو سب سے زیادہ اذیتوں اور مصائب کا کہاں سامنا کرنا پڑا" تو امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

اَلشَّام ، اَلشَّام ، اَلشَّام (۲۳۲)

روایت میں ہے کہ حضرت امام زین العابدینؑ نے نعمان بن منذر مدائنی سے فرمایا: شام میں ہم پر سات مصیبتیں نازل ہوئیں کہ ہماری اسیری کے آغاز سے آخر تک

ایسے مصائب نہیں پڑے۔ آپ نے ان مصیبتوں کو اس طرح بیان کیا:

(۱) شام میں ظالموں اور اشقیاء نے تلواریں اور نیزے تان کر ہمیں محاصرہ میں لے لیا۔ یہ لوگ ہم پر حملہ کرتے تھے اور ہمیں نیزوں سے مارتے تھے۔ ظالموں نے ہماری تشہیر کرنے کے لیے ہمیں لوگوں کی بھیڑ میں بہت دیر تک ٹھہرائے رکھا۔ جب کہ ظالم فتح کا نقارہ بجا رہے تھے۔

(۲) شہداء کے سروں کو نیزے پر اٹھائے ہمارے آس پاس سے گھمایا کرتے تھے۔ امام حسینؑ اور حضرت عباسؑ کے سروں کو میری پھوپھی زینبؑ اور ام کلثومؑ کی سواری کے آگے آگے لے جا رہے تھے۔

(۳) شامی عورتیں چھتوں پر سے ہم پر گرم پانی اور آگ پھینک رہی تھیں، میرا عمامہ اسی آگ سے جل گیا اور میرا سر بھی جل گیا۔

(۴) صبح سے لے کر شام تک ہمیں دمشق کے کوچہ و بازار میں پھرایا گیا، جہاں لوگوں کی بھیڑ لگی ہوئی تھی اور اشقیاء یہ آواز لگا رہے تھے "اے لوگو! انہیں مار ڈالو، اسلام میں ان کی عزت اور احترام نہیں ہے۔

(۵) ظالموں نے ہمیں ایک رسی میں جکڑا ہوا تھا اور ہمیں یہودیوں اور نصاریٰ کے گھروں کے پاس سے گزارا اور کہہ رہے تھے یہ وہی لوگ ہیں جن کے بزرگوں نے (خیبر و خندق) میں تمہارے بزرگوں کو قتل کیا تھا اور تمہارے گھر ویران کیے تھے یہاں تک کہ یہود و نصاریٰ نے ہم پر مٹی، پتھر اور لکڑی وغیرہ پھینکنا شروع کر دی۔

(۶) شامی اشقیاء ہمیں اس بازار میں لے گئے جہاں غلام اور کنیزیں بیچی جاتی تھیں اور ہمیں غلاموں اور کنیزوں کی طرح بیچنا چاہتے تھے لیکن خدا نے انہیں اس کام

میں کامیاب نہیں ہونے دیا۔

(۷) ہمیں ایسے قید خانے میں بند کر دیا جس کی چھت نہیں تھی' جس میں رات کی سردی اور اوس پڑتی تھی اور دن کی گرمی سے ہمیں اذیت ہوتی' ہمیں بھوکا اور پیاسا رکھا گیا۔ (۳۴۳)

ایک دن حضرت زین العابدین علیہ السلام شام کے کھنڈرات سے نکل کر آئے کہ چند قدم چہل قدمی کر سکیں' اتفاقاً آپ کی ملاقات منہال بن عمرو سے ہوئی جو کوفہ کے رہنے والے تھے' منہال نے امام کی احوال پرسی کی اور پوچھا آپ نے کس حال میں صبح کی؟

امام نے فرمایا:

ہماری مثال فرعون کی حکومت میں بنی اسرائیل کی ہے کہ ان کے بچوں کو قتل کر دیتے تھے، اور ان کے گھرانے کو اسیر بنا لیتے تھے، آج عرب عجم پر فخر کرتا ہے کہ رسول خدا محمدؐ عرب ہیں' ہم اس پیغمبر محمدؐ کی اولاد ہیں جنہیں قتل کر دیا گیا اور اسیر بنا کر در بدر پھرایا گیا اور سب کو خدا کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور خدا اپنے بندوں کے درمیان انصاف کرے گا۔

منہال کہتے ہیں: اسی وقت میں نے دیکھا کہ ایک خاتون امام زین العابدینؑ کو ڈھونڈتے ہوئے خرابے سے باہر آئیں اور ان سے فرمایا: اے گزشتہ اماموں کے جانشین! کہاں جا رہے ہو؟ یہ سن کر امام زین العابدینؑ ان کی طرف بڑھے' میرے دریافت کرنے پر مجھے معلوم ہوا کہ یہ خاتون امام کی پھوپھی حضرت زینب سلام اللہ علیہا تھیں۔ (۳۴۴)

حضرت زینب سلام اللہ علیہا ہمیشہ امام زین العابدینؑ کی فکر میں رہتی تھیں کہ کہیں دشمن آپ کو کوئی گزند نہ پہنچائے۔

آپ نے امام زین العابدین علیہ السلام کے لیے گزشتہ اماموں کے جانشینؑ کی

تعبیر استعمال کر کے یہ بات واضح کی کہ سید سجادؑ امام وقت تھے اور امام وقت کی حفاظت واجب ہے' اس وجہ سے آپ ہمیشہ امام کا خیال رکھتی تھیں کہ انہیں کوئی گزند نہ پہنچے۔

شام کے باشندے اس قدر غافل اور ناآگاہ تھے کہ ایک بوڑھا امام کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے اس خدا کی تعریف جس نے تمہیں قتل کیا' ہمارے شہر کو تم لوگوں کے شر سے بچایا اور یزید کو تم پر مسلط کیا۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے اس بوڑھے سے مخاطب ہو کر خود کو پہنچوایا اور اپنی شان میں قرآن کی آیتیں سنائیں۔ یہ سن کر بوڑھے نے انہیں پہچانا اور اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا' بوڑھا نادم ہو کر امام کے قدموں پر گر جاتا ہے اور آپ کے ہاتھ چومتا ہے۔ یزید کو جب اس واقعہ کی خبر ہوتی ہے، یزید بوڑھے کے قتل کا حکم دیتا ہے اور اشقیاء اسے قتل کر دیتے ہیں۔ (۲۳۵)

شمر کا سخت جواب

سہل ساعدی سے روایت ہے کہ جب اہل بیتؑ کو اسیروں کی صورت میں شام لایا گیا' شمر لعین امام حسین علیہ السلام کے سر کو نیزے پر اٹھائے ہوئے تھا اور اس کے دوسرے ہاتھ میں تلوار تھی یہ لعین غرور و تکبر سے کہتا ہے:

اَنَا صَاحِبُ الرُّمحِ الطَّوِیلِ ، اَنَا صَاحِبُ الدِّینِ الاَصِیلِ اَنَا قَتَلتُ
اِبنَ سَیِّدِ الوَصِیِّینَ وَاَتَیتُ بِرَاسِهِ اِلٰی یَزِیدَ اَمِیرَ المُومِنِینَ

" شمر لعین کہتا ہے کہ میں لمبے نیزے کا مالک ہوں' میں اصل دین پر ہوں' میں نے سید الوصیین کے بیٹے کو قتل کیا ہے اور ان کا سر امیر المومنین یزید کے لیے لایا ہوں"

حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے شمر لعین کا یہ بیان سنا تو اسے یہ سخت جواب دیا۔ آپ کا یہ جواب آپ کی بے نظیر شجاعت پر دلیل ہے۔ آپ نے شمر لعین سے فرمایا:

کذبت یا لعین، الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین، یا ویلک تفتخر لیزید الملعون ابن الملعون بقتل ماناغاہ جبرئیل ومیکائیل ومن اسمہ مکتوب علی سرادق عرش رب العالمین ومن ختم اللہ النبوۃ بجدہ سید المرسلین وقمع بابیہ مواذ المشرکین فمن مثل جدی محمد المصطفی و ابی علی المرتضی، وامی فاطمۃ الزھراء، صلوات اللہ علیہم اجمعین

''اے ملعون ابن ملعون! تو نے جھوٹ کہا' ظالموں پر خدا کی لعنت ہو' وائے ہو تجھ پر' تو حسینؑ کو قتل کر کے یزید ملعون ابن ملعون کے لیے فخر کر رہا ہے۔ وہ حسینؑ کہ خدا کے دو بزرگ فرشتے میکائیل اور جبرئیل جن کے ہمدم اور ہمراز تھے' وہ حسینؑ' کہ جن کا مبارک نام خالق کائنات کے عرش کی زینت ہے وہ حسینؑ کہ خدا نے جن کے جد امجد رسول خدا پر مقام نبوت ختم کیا اور ان کے والد علی مرتضیٰؑ کے ذریعہ مشرکین کا قلع قمع کیا۔ میرے جیسا کون ہے کہ میرے جد رسول خداؐ اور اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں اور میرے والد علی مرتضیٰؑ ہیں' جن سے خدا خوشنود اور میری والدہ فاطمۃ الزہراءؑ ہیں' ان سب پر خدا کی طرف سے درود ہو''

خولی جو نہایت سنگدل اور شقی تھا کہتا ہے کہ تم تجھے کلام کرنے پر نا گزیر ہو' ہونا تمہارا باپ بھی ایسا ہی تھا۔ اس کے بعد اہل بیت علیہم السلام کو دمشق کی جامع مسجد کے نزدیک قید کیا گیا۔ (۲۲۹)

حضرت زینبؑ دربار یزید میں

اہل بیت علیہم السلام کو کئی مرتبہ دربار یزید میں لے جایا گیا ۔ یزید کی گستاخیوں کی کوئی حد نہیں تھی ، یزید لعین کے دربار میں آنا اہل بیتؑ کے لیے بہت اہانت آمیز اور شدید دکھ کا باعث تھا ، تاریخ نے ان واقعات کو تفصیل سے بیان کیا ہم یہاں پر صرف سید سجاد علیہ السلام کے بیان پر اکتفا کر رہے ہیں ۔

امام فرماتے ہیں :

لَمَّا وُفِدنا اِلٰی یَزِیدِ بنِ مُعاوِیَۃَ ، اَتَونا بِحِبالٍ وَ رَبَقُونا کَالاَغنامِ وَکانَ الحَبلُ فِی عُنُقِی وَعُنُقِ اُمِّ کُلثُومٍ وَکَتِفِ زَینَبَ وَسَکِینَۃَ وَالبَناتِ وَکُلَّما قَصرِنا عَنِ المَشیِ ضَرَبُونا ، حَتّٰی وَقَفُونا بَینَ یَدَی یَزِیدٍ وَهُوَ عَلٰی سَرِیرِ مَملِکَتِهِ

” جب ہمیں یزید کے دربار میں لے جایا گیا ، ہمیں چوپایوں کی طرح رسی سے باندھا ہوا تھا ۔ میری ام کلثومؑ اور سکینہؑ کی گردن میں رسی بندھی ہوئی تھی اور زینبؑ اور دوسری بچیوں کے بازو بندھے ہوئے تھے ' چلتے چلتے اگر ہم رک جاتے تو ہمیں مارا جاتا ' ہمیں جب یزید کے دربار میں پہنچایا گیا ' یزید تخت سلطنت پر بیٹھا ہوا تھا “ (۲۳۷)

اشقیاء اہل بیتؑ کی توہین میں اس حد تک آگے بڑھ گئے ۔ بعض روایات کے مطابق اہل بیتؑ کو یزید کے محل کے پاس تین گھنٹے منتظر رکھا گیا ۔

یزید نے دربار میں اہل بیتؑ کے حق میں بہت زیادہ گستاخیاں کیں ' کفر آمیز اشعار پڑھے اور اپنی ظاہری فتح پر ہرزہ سرائی کی ، قرآنی آیات کو توڑ مروڑ کر اپنے حق

میں تاویل ۔کی یزیدیوں کی گستاخی اس قدر بڑھ گئی کہ ایک سرخ چہرہ شخص نے فاطمہ بنت الحسینؑ کی طرف اشارہ کرکے یزید سے کہا: اے امیرالمومنین! مجھے یہ کنیز بخش دے۔

فاطمہ بنت الحسینؑ یہ سن کرلرزا اٹھیں آپ پر خوف طاری ہوگیا کہ آپ نے اپنی پھوپھی کا دامن تھام لیا اور پناہ لی۔

حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے اس مرد شامی سے سخت لہجے میں کہا:

کَذِبتَ وَاللّٰہِ وَلُؤمتَ ، مَا ذَاکَ لَکَ وَلَا لَہٗ

''خدا کی قسم تو نے جھوٹ کہا! ایسا نہ تیرے حق میں ہوگا اور نہ یزید کے''

یزید حضرت زینب سلام اللہ علیہا کا شدید جواب سن کر سیخ پا ہوگیا اور اس نے کہا: تم نے جھوٹ کہا۔ یہ کام میرے ہاتھ میں ہے' اگر میں چاہوں تو اسے انجام دے سکتا ہوں ، اس کے جواب میں حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے کہا:

''خدا نے ہرگز یہ کام تیرے اختیار میں نہیں دیا ہے' مگر یہ کہ تو ہمارے دین سے خارج ہو جائے اور کوئی دوسرا دین اختیار کرلے''

یزید نے غصہ میں حضرت زینب سلام اللہ علیہا سے کہا:

تم مجھ سے اس طرح سے پیش آ رہی ہو' جیسے تمہارے باپ اور بھائی دین سے خارج ہو چکے ہیں۔

حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے فرمایا:

تو اور تیرے باپ دادا اگر مسلمان تھے تو میرے جد اور بھائیوں کے دین پر ہیں۔

یزید نے کہا: دشمن خدا تم نے جھوٹ کہا۔

اس کے جواب میں حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے کہا:

اے یزید! تو حکمران اور مسلط ہے تو کیا ہم سے اس طرح سے بات کرے گا؟

یزید چپ ہوگیا ۔اس مرد شامی نے دوبارہ اپنی بات دہرائی ۔ یزید جس کو حضرت زینبؑ کے جوابوں سے اپنی شکست وخواری کا احساس ہو چکا تھا، اس مرد شامی سے کہتا ہے کہ خدا تجھے قتل کرے تو مجھ سے دور ہو جا۔ (۲۳۸)

امام حسینؑ کے دندان مبارک کی توہین

فاطمہ بنت الحسینؑ اور حضرت سکینہؑ نے دیکھا کہ یزید اپنی چھڑی سے امام حسین علیہ السلام کے لبوں اور دندان مبارک پر ضرب لگا رہا ہے' یہ دیکھ کر فاطمہؑ اور سکینہؑ کو شدید قلق ہوا' ان دونوں نے بڑے دکھ بھرے لہجے میں حضرت زینب سلام اللہ علیہا سے کہا:

یا عَمَّتَاهُ اَن یَزِیدَا یَنکِتُ ثَنَایَا اَبِینَا بِقَضِیبِهِ

''اے پھوپھی جان! یزید اپنی چھڑی بابا کے دانتوں پر مار رہا ہے''

حضرت زینبؑ اٹھیں اور یزید سے مخاطب ہو کر بولیں:

اَتَضرِبُهَا شَلَّت یَمِینُکَ اِنَّهَا

وُجُوهٌ لِوَجهِ اللّٰهِ طَالَ سُجُودُهَا

''اے یزید تیرے ہاتھ شل ہو جائیں' کیا تو ایسے چہرے پر چھڑی مار رہا ہے کہ خدا کی بارگاہ میں جن کے سجدے طولانی ہوا کرتے تھے'' (۲۳۹)

یزید نے امام زین العابدینؑ کی طرف دیکھا اور کہا: تم نے حالات کو کیسا پایا؟

سید سجاد علیہ السلام نے فرمایا: میں نے قضائے الٰہی کو دیکھا جو آسمان و زمین کی خلقت سے قبل مقدر ہو چکی تھی۔

یزید نے کہا: اس خدا کی تعریف وشکر ہے کہ جس نے تمہارے باپ کو مارا۔

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

لَعنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی مَن قَتَلَ اَبِی

''خدا کی لعنت ہو اس پر جس نے میرے باپ کو قتل کیا''

یزید یہ سن کر پیچ و تاب کھا گیا اور اس نے امام سجادؑ کے قتل کا حکم دے دیا' اشقیاء امام کو قتل کرنے کی غرض سے دربار کے باہر لے گئے۔ حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے یہ دیکھ کر یزید سے فرمایا:

''تو نے جو اتنی خون ریزی کی ہے' کیا تیرا جی نہیں بھرا؟

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

اگر تو مجھے قتل کر دے گا تو ان عورتوں اور بچوں کو مدینہ کون لے کر جائے گا؟''

یزید نے جب یہ سنا تو امام کے قتل کا ارادہ بدل دیا۔ (۲۴۰)

روایت میں ہے کہ حضرت زینبؑ نے یزید سے کہا:

اے یزید! تو نے زمین کو اہل بیتؑ کے خون سے سیراب کر دیا ہے' جز اس جوان کے' ہمارے خاندان میں کوئی نہیں بچا ہے۔ اس وقت دوسری صدا بھی حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے ساتھ ہم صدا ہو گئیں اور بین کرنے لگیں۔ یہ مخدرات خدا سے پناہ مانگتی تھیں اور نالہ کرتی تھیں۔

واغوثاہُ! یَا جَبَّارَ السَّمَاءِ وَیَا بَاسِطَ البَطحَاءِ

''اہل بیتؑ کے تیور دیکھ کر یزید کو شورش کا خوف لاحق ہو گیا لہٰذا اس نے امام سجادؑ کو قتل کرنے کا ارادہ بدل دیا'' (۲۴۱)

حضرت زینبؑ کا دربار یزید میں خطبہ

حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے دربار یزید میں نہایت فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد

فرمایا' جس میں آپ نے اہل بیتؑ کی حقانیت اور بنی امیہ کی گمراہی ظاہر کی۔

مورخین کا کہنا ہے کہ دربار یزید میں مرد شامی کی اس گستاخی کے بعد کہ اس نے فاطمہ بنت الحسینؑ کو دیکھنے کے بعد یزید سے انہیں کنیز کے طور پر مانگا اور یزید نے بھی غرور وتکبر میں چور ہو کر کہا کہ یہ کام اس کے قبضہ قدرت میں ہے وہ چاہے تو ایسا کر سکتا ہے۔ اس گستاخی کے بعد حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے خطبہ دیا۔

بعض مورخین کا کہنا ہے کہ جب فاطمہؑ اور سکینہؑ نے دیکھا کہ یزید اپنی چھڑی سے امام حسین علیہ السلام کے دندان مبارک کی بے ادبی کر رہا ہے تو انہوں نے اپنی پھوپھی زینبؑ سے اس بات کا گلہ کیا' اس وقت حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے خطبہ دیا۔

ایک روایت جو کہ قرین صحت ہے وہ یہ ہے کہ یزید نے حکم دیا کہ اس کے سامنے امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک کو طشت طلا میں رکھا جائے' اس کے بعد یزید نے بڑی گستاخیاں کیں۔ عبداللہ بن زبعری کے اشعار پڑھے جو مشرکین میں سے تھا اور اس نے یہ اشعار جنگ احد میں حضرت حمزہ کی شہادت کے بعد کہے تھے۔ یزید نے ڈھٹائی کے ساتھ کفر آمیز تکبر سے یہ اشعار پڑھے اور اپنے کفر کو ظاہر کیا۔ یہاں پر ضروری تھا کہ اس مغرور کافر کو جواب دیا جائے جو حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے اپنے خطبہ میں دیا۔ (۲۴۳)

اور آپ نے اپنے فصیح و بلیغ خطبہ کے ذریعہ یزید کے تمام ارادوں پر پانی پھیر دیا۔

یزید لعین نے جو اشعار پڑھے ان کا ترجمہ یہ ہے:

اے کاش! اس وقت میرے قبیلہ کی بزرگ شخصیتیں موجود ہوتیں جو جنگ بدر میں ماری گئیں تھیں (جنگ احد) میں نیزے کی ضرب کی بنا پر قبیلہ خزرج کی آہ و بکا دیکھتے اور مجھے دعائیں دیتے۔

ہم نے ان کے بزرگوں کو قتل کر کے جنگ بدر میں اپنے بزرگوں کا بدلہ لیا ہے اور ہمارا حساب برابر ہوگیا ہے۔ بنی ہاشم نے حکومت کو اپنے مقاصد حاصل کرنے کا ذریعہ بنا رکھا تھا' نہ آسمان سے کوئی خبر آئی ہے نہ وحی نازل ہوئی ہے۔ میں اگر آل محمدؐ سے انتقام نہ لوں تو خندف کی نسل سے نہیں ہوں۔

جب حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے یہ منظر دیکھا کہ امام حسینؑ کا سر طشت میں ڈال کر رکھا گیا ہے اور یزید کی ہرزہ سرائی کو سنا تو آپؑ نے ایک نالہ جانکاہ بلند کیا اور بلند آواز میں فرمایا:

یا حُسَیناہُ ! یا حَبیبَ رَسُولِ اللّٰہِ ، یَابنَ مَکَّۃَ وَمِنٰی یابنَ فاطِمَۃَ الزَّھراءِ ، سَیِّدَۃِ النِّساءِ ، یَابنَ مُحَمَّدِ المُصطَفٰی

''واحسینا! اے حبیب رسول خداؐ ! اے مکہ اور منیٰ کے بیٹے ! اے فاطمہ زہراؐ سیدۃ النساء کے بیٹے ! اے محمد مصطفیٰؐ کے لالؑ !''

حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی آواز سن کر دربار میں موجود سارے لوگ رو پڑے اور یزید مبہوت وخاموش ہوگیا۔ اس وقت حضرت زینب سلام اللہ علیہا اٹھیں اور فصیح و بلیغ خطبہ دیا' جس میں آپ نے بے نظیر شجاعت اور بہادری سے اسلام اور اہل بیتؑ کا دفاع کیا۔ (۲۴۳)

خطبہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا

اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العالَمینَ ، وَالصَّلاۃُ عَلٰی جَدّی سَیِّدِ المُرسَلِینَ صَدَقَ اللّٰہُ سُبحانَہُ کَذٰلِکَ یَقُولُ : ثُمَّ کانَ عاقِبَۃَ الَّذِینَ اَساۗءُوا السُّوۗاٰی اَن کَذَّبُوا بِاٰیاتِ اللّٰہِ وَکانُوا بِہا یَستَہزِءُونَ " (۲۴۴) اَظَنَنتَ

يا يَزِيدُ حيثُ اَخذتَ عَلَينا اَقطارَ الاَرضِ وَآفاقَ السَّماءِ فاصبحنا نُساقُ كَما تُساقُ الاُسارىٰ اَنَّ بِنا عَلَى اللّٰهِ هَوانًا وَبِكَ عَلَيهِ كَرامَةً وَاَنَّ ذالِكَ لِعِظَمِ خَطَرِكَ عِندَهُ ، فَشَمَختَ بِاَنفِكَ وَنَظَرتَ فِي عِطفِكَ جَذلانَ مَسرُورًا ، حَيثُ رَاَيتَ الدُّنيا لَكَ مُستَوسِقَةً وَالاُمُورَ مُتَّسِقَةً وَحِينَ صَفالَكَ مُلكُنا وَسُلطانُنا؟ فَمَهلاً مَهلاً اَنَسِيتَ قولَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ : وَلاَ تَحسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا اَنَّما نُملِي لَهُم خَيرٌ لِاَنفُسِهِم اِنَّما نُملِي لَهُم لِيَزدادُوا اِثمًا وَلَهُم عَذابٌ مُهِينٌ (۲۳۵)"

اَمِنَ العَدلِ يَابنَ الطُّلَقاءِ تَخدِيرُكَ حَرائِرَكَ وَاِمائَكَ وَ سَوقُكَ بَناتِ رَسُولِ اللّٰهِ سَبايا ، قَد هَتَكتَ سُتُورَهُنَّ وَاَبدَيتَ وُجُوهَهُنَّ ، تَحدُوا بِهِنَّ الاَعداءُ مِن بَلَدٍ اِلىٰ بَلَدٍ وَيَستَشرِفُهُنَّ اَهلُ المَناهِلِ وَالمَناقِلِ وَيَتَصَفَّحُ وُجُوهَهُنَّ القَرِيبُ وَالبَعِيدُ وَالدَّنِيُّ وَ الشَّرِيفُ لَيسَ مَعَهُنَّ مِن رِجالِهِنَّ وَلِيٌّ وَلا مِن حُماتِهِنَّ حَمِيٌّ وَكَيفَ يُرتَجىٰ مُراقَبَةُ اِبنِ مَن لَفَظَ فُوهُ اَكبادَ الاَزكِياءِ وَنَبَتَ لَحمُهُ مِن دِماءِ الشُّهَداءِ؟ وَكَيفَ لا يَستَبطأُ فِي بُغضِنا اَهلَ البَيتِ مَن نَظَرَ اِلَينا بِالشَّنَفِ وَ الشَّنَانِ وَالاِحَنِ وَالاَضغانِ ، ثُمَّ يَقُولُ غَيرَ مُتَاَثِّمٍ وَلا مُستَعظِمٍ لاَهَلُّوا وَاستَهَلُّوا فَرَحاً ثُمَّ قالُوا يا يَزِيدُ لا تُشَل "

"مُنتَحِيًا عَلىٰ ثَنايا اَبِي عَبدِاللّٰهِ ، سَيِّدِ شَبابِ اَهلِ الجَنَّةِ تَنكُتُها

بِمِخصَرَتِکَ وَکَیفَ لا تَقُولُ ذٰلِکَ وَقَد نَکَاتِ القَرحَۃُ وَاستَاصَلتَ الشَّاقَۃُ ، بِإراقَتِکَ لِدِماءِ ذُرِّیَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَآلِہِ وَسَلَّم وَ نُجُومِ الاَرضِ مِن آلِ عَبدِ المُطَّلِبِ وَتَہتِفُ بِاَشیاخِکَ زَعَمتَ اَنَّکَ تُنادِیہِم فَلَتَرِدَنَّ وَشِیکًا مَورِدَھُم وَلَتَوَدَّنَّ اِنَّکَ شَلَلتَ وَبَکِمتَ وَلَم تَکُن قُلتَ مَاقُلتَ وَفَعَلتَ مَا فَعَلتَ اَللّٰھُمَّ خُذلَنا لِحَقِّنا وَ انتَقِم مِمَّن ظَلَمَنا وَاحلِل غَضَبَکَ بِمَن سَفَکَ دِمائَنا وَقَتَلَ حُماتَنا، فَوَاللّٰہِ مَا فَرَیتَ اِلّا جِلدَکَ وَلا جَزَرتَ اِلّا لَحمَکَ وَلَتَرِدَنَّ عَلٰی رَسُولِ اللّٰہِ بِمَا تَحَمَّلتَ مِن سَفکِ دِماءِ ذُرِّیَّتِہِ وَانتَھَکتَ مِن حُرمَتِہِ فِی عِترَتِہِ وَ لُحمَتِہِ ، حَیثُ یَجمَعُ اللّٰہُ شَملَھُم وَیَلُمُّ شَعثَھُم وَ یَاخُذُ بِحَقِّھِم ، وَلاَ تَحسَبَنَّ الَّذِینَ قُتِلُوا فِی سَبِیلِ اللّٰہِ اَمواتاً بَل اَحیاءٌ عِندَ رَبِّھِم یُرزَقُونَ"(۲۳۲)

حَسبُکَ بِاللّٰہِ حاکِمًا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہِ عَلَیہِ وَآلِہِ وَسَلَّم خَصِیمًا وَبِجَبرَئِیلَ ظَھِیراً وَسَیَعلَمُ مَن سَوَّلَ لَکَ وَمَکَّنَکَ رِقابَ المُسلِمِینَ بِئسَ لِلظّالِمِینَ بَدَلاً وَاَیُّکُم شَرٌّ مَکاناً وَاَضعَفُ جُنداً وَلَئِن جَرَّت عَلَیَّ الدَّواھِی مُخاطَبَتَکَ اِنِّی لاَ ستَصغِرُ قَدرَکَ وَ اَستَعظِمُ تَقرِیعَکَ وَاَستَکثِرُ تَوبِیخَکَ لٰکِنَّ العُیُونَ عَبرِی وَالصُّدُورَ حَرّٰی "

اَلاَ فَالعَجَبُ کُلُّ العَجَبِ بِقَتلِ حِزبُ اللّٰہِ النُّجَباءِ بِحِزبِ الشَّیطَانِ الطُّلَقاءِ فَھٰذِہِ الاَ یدِی تَنطِفُ مِن دِمائِنا وَالاَ فواہُ تَتَحَلَّبُ مِن لُحُومِنا وَتِلکَ الجُثَثُ الطَّواھِرُ الزَّوَاکِیُّ تَنتابُھَا

الغَواسِلُ وَتُعفّرُها اُمّهاتُ الفَراعِلُ وَلَئِن اتّخذتَنا مَغنَمًا لِتَجِدُنا وَشيكًا مَغرَمًا حِينَ لا تَجِدُ اِلاّ ما قَدَّمتَ وَمَا رَبُّکَ بِظَلّامٍ لِلعَبِيدِ، فَاِلَى اللّٰهِ المُشتَکىٰ وَاِلَيهِ المُعَوَّلُ فَکِد کَيدَکَ وَ اسعَ سَعيَکَ وَنَاصِب جُهدَکَ فَوَاللّٰهِ لا تَمحُو ذِکرَنا وَلا تُمِيتُ وَحيَنا وَلا تُدرِکُ اَمَدَنا وَلا تَرحِضُ عَنکَ عارَها وَهَل رَاْيُکَ اِلاّ فَنَدٌ وَاَيّامُکَ اِلاّ عَدَدٌ وَجَمعُکَ اِلاّ بَدَدٌ، يَومَ يُنادِي المُنادِي اَلا لَعنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّالِمِينَ ، فَالحَمدُ لِلّٰهِ رَبِّ العالَمِينَ، اَلّذِي خَتَمَ لِاَوَّلِنا بِالسَّعادَةِ وَالمَغفِرَةِ وَلِآخِرِنا بِالشَّهادَةِ وَ الرَّحمَةِ وَنَسأَلُ اللّٰهَ اَن يُکمِلَ لَهُمُ الثَّوابَ وَيُوجِبَ لَهُمُ المَزِيدَ وَيُحسِنَ عَلَينا الخِلافَةَ اَنَّهُ رَحِيمٌ وَدُودٌ وَحَسبُنا وَنِعمَ الوَکِيلُ

جناب زینب نے ارشاد فرمایا:

’’تعریف اللہ کے لیے ہے جو ساری کائنات کا پروردگار ہے اور درود و سلام رسول و اہل بیت رسول پر۔ کتنی سچائی ہے خداوند عالم کے اس ارشاد میں’’ آخر کار جن لوگوں نے برائیاں کی تھیں ان کا انجام بھی بہت برا ہوا، اس لیے کہ انہوں نے اللہ کی نشانیوں کو جھٹلایا تھا اور وہ ان کی ہنسی اڑاتے تھے‘‘

’’کیوں یزید! زمین و آسمان کے تمام راستے ہم پر بند کر کے اور خاندان نبوت کو عام قیدیوں کی طرح در در پھرا کر تو نے یہ سمجھ لیا کہ خدا کی بارگاہ میں ہمارا جو مقام تھا اس میں کوئی کمی آ گئی اور تو خود بڑا عزت دار بن گیا؟ پھر تو اس خام خیالی کا شکار ہے کہ وہ المیہ جس سے ہمیں تیرے ہاتھوں

دو چار ہونا پڑا اس سے تیری وجاہت میں کچھ اضافہ ہوگیا اور شاید اس غلط فہمی کے باعث تیری ناک اور چڑھ گئی، اور غرور کے مارے تو اپنے کندھے اچکانے لگا؟ ہاں! یہ سوچ کر تو خوشی سے پھولے نہیں سما رہا ہے کہ تیری مستبدانہ حکومت کی حدیں بہت پھیل چکی ہیں اور تیری سلطنت کی نوکر شاہی بڑی مضبوط ہے"

"اور ہو سکتا ہے کہ تو یہ بھی سمجھ بیٹھا ہو کہ خلاق عالم نے ہماری مملکت میں تجھے بغیر کسی خطرے کے پھیل پھیل کر اطمینان سے اپنا حکم چلانے اور من مانی کرنے کا یہ موقعہ دیا ہے!"

"ٹھہر، یزید! ٹھہر، ایک دو سانسیں اور لے لے۔ پھر دیکھنا کیا ہوتا ہے؟ دراصل تو رب ذوالجلال کے اس فیصلے کو بھلا بیٹھا ہے، کہ "کفر کی راہ اختیار کرنے والے یہ نہ گمان کریں کہ جو انہیں مہلت دی جاتی ہے، وہ ان کے حق میں کوئی بہتری ہے ہم تو انہیں اس لیے ڈھیل دے رہے ہیں کہ یہ خوب جی بھر کر گناہ سمیٹ لیں۔ اس کے بعد ان کے واسطے سخت ذلت آمیز سزا اور رسوا کرنے والا عذاب ہے"

"اے، ہمارے آزاد کیے ہوؤں کے جائے! کیا یہی عدل ہے؟ اسی کو انصاف کہتے ہیں؟ کہ تیری تو عورتیں اور کنیزیں تک پردے میں ہوں، اور نبیؐ زادیوں کی چادریں چھین کر انہیں بے پردہ، سر برہنہ، ایک شہر سے دوسرے شہر، کشاں کشاں لے جایا جائے!"

"ہاں! یزید! تو نے ہی ہمیں ان حالوں کو پہنچایا ہے۔ ہم بے وارثوں کا قافلہ جس جگہ پہنچتا ہے، جہاں سے کوچ کرتا ہے، وہاں تماشائیوں کا ٹھٹھ

لگ جاتا ہے۔ ہر قسم کے لوگ، ہر طرح کے آدمی راہ راہ، منزل منزل، جوق در جوق دور اور نزدیک سے ہمیں دیکھنے کے لیے جمع ہو جاتے ہیں۔ اس کارواں کا نہ کوئی ساتھی ہے، نہ حمایتی، نہ دوست، نہ نگہبان"

"ہاں! مگر جس کا تعلق ہمارے بزرگوں کا کلیجہ چبانے والوں سے ہو اس سے کسی رو رعایت کی کیا توقع ہو سکتی ہے؟ اور جس کا گوشت، پوست ہمارے شہیدوں کے لہو سے اگا ہو، بھلا اس کے دل میں ہمارے لیے کوئی نرم گوشہ کہاں سے پیدا ہو سکتا ہے؟"

"ہاں! ہاں! جو اہل بیتؑ عصمت و طہارت کی دشمنی میں انگاروں پر لوٹ رہا ہو اس سے کب یہ امید باندھی جا سکتی ہے کہ وہ حقیقتوں کے بارے میں بھی ٹھنڈے دل سے غور بھی کرے گا؟"

"اے یزید! تو احساس جرم کے بغیر اور جس ڈھٹائی سے کہتا چلا جا رہا ہے کہ "اگر اس وقت میرے اسلاف مجھے دیکھتے تو کتنے شاد ہوتے، وہ شاباشی دیتے اور کہتے یزید! تیرے دست و بازو کو نظر نہ لگے کہ تو نے محمدؐ کے گھرانے سے کیا خوب انتقام لیا ہے"

"یزید! تو جو کچھ کر رہا ہے اور جو کہتا چلا جا رہا ہے وہ تیری اندرونی کیفیت کا اظہار ہے! ذرا دیکھ تو سہی! بے ادب! اپنی چھڑی سے جس ہستی کے مقدس ہونٹوں کے ساتھ گستاخی کر رہا ہے، وہ جوانان جنت کا سردار ہے۔ تو نے محمدؐ کے پیاروں کا خون بہا کر اور عبدالمطلب کے چاند تاروں کو خاک میں ملا کر اپنے سوکھے ہوئے زخموں کو پھر سے ہرا اور بھرے ہوئے گھاؤ کو کچھ اور گہرا کر دیا ہے! اور اس پر سے تو اپنے

پرکھوں کو بھی پکار رہا ہے! اپنے گڑے ہوئے مردوں کو آواز دے رہا ہے
اوراس سے بے خبر کہ عنقریب تو خود بھی اسی گھاٹ اترنے والا ہے،
جہاں وہ ہیں ،اور جب تو اپنے سگوں کے پاس پہنچ جائے گا تو پھر رہ رہ
کر تیرا دل یہ چاہے گا ،کہ کاش! نہ زبان میں سکت ہوتی اورنہ ہاتھوں
میں جنبش تاکہ جو کہا ہے وہ نہ کہتا اور جو کیا ہے وہ نہ کرتا!''
''پروردگار! تو ان ظالموں سے ہمارا حق دلادے اور ان ستمگروں سے
ہمارے بدلے چکادے۔ بارالہا! جن جفاشعاروں نے ہمارا لہو بہایا ہے
اور ہمارے طرف داروں کو قتل کیا ہے،ان پر اپنا غضب نازل فرمایا''
''قسم بخدا! اے یزید! تو نے خود ہی اپنی کھال نوچی ہے! اور اپنے
ہاتھوں اپنے گوشت کی تکہ بوٹی کی ہے''
''بہت جلد وہ وقت آنے والا ہے کہ تجھے انتہائی ذلت وخواری کے عالم
میں اللہ کے رسولؐ کا سامنا کرنا پڑے گا۔
تو نے نبیؐ کی ذریت کو خاک وخون میں غلطاں کیا ہے اور ان کی
عترت، ان کے پیاروں کو نشانہ ستم بنا کر ان کی حرمت زائل کی ہے!
یزید! جب تو اپنے سنگین جرائم کا بوجھ اٹھائے قیامت کے دن خدا کی
عدالت میں پیش ہوگا ،تو پھر دیکھنا کہ حشر کس عنوان سے ریاض رسالتؐ
کے بکھرے ہوئے پھولوں کو اکٹھا کرکے ہر برگ گل کو آماجگاہ صد بہار
قرار دیتا ہے اور وہ منصف حقیقی کس طرح جور و جفا کرنے والے باغیوں
سے ہم کو ہمارا حق دلاتا ہے!
اس پیدا کرنے والے کا ارشاد ہے'' جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوتے

ہیں انہیں مردہ نہ سمجھو، وہ تو درحقیقت زندہ ہیں! اپنے رب کے پاس سے رزق پا رہے ہیں"

"سن یزید سن! تیرے لیے تو بس اتنا ہی جاننا کافی ہے کہ بہت جلد خدا ذوالجلال فیصلہ دے گا۔ محمد مصطفیٰؐ مدعی ہوں گے اور جبرائیل امین مدد کریں گے"

"ہاں! اور وہ لوگ بھی اسی ہنگام اپنا انجام دیکھ لیں گے جنہوں نے زمین ہموار کر کے تجھے اس جگہ تک پہنچایا اور پھر اللہ و رسولؐ کا کلمہ پڑھنے والوں کی گردنوں پر مسلط کروایا"

جب حساب و کتاب کا وقت آئے گا تب ہی پتہ چلے گا کہ جو زیادتیاں کرتے ہیں ان کو کتنی بری سزا ملتی ہے۔ اور اسی لمحے یہ بھی واضح ہو جائے گا کہ کسے بدترین جگہ دی گئی اور کس کے ساتھی کس درجہ بودے نکلے"

"اے یزید! یہ تو زمانے کا انقلاب ہے کہ مجھے تجھ جیسے آدمی سے بات کرنے پر مجبور ہونا پڑا! تجھے تو میں بہت چھوٹا اور بے وقعت سمجھتی ہوں، البتہ تیری سرزنش کو بڑا کام اور تیری ملامت کو ایک اچھی بات قرار دیتی ہوں"

"ہاں! تجھ سے مخاطب ہونے کی وجہ صرف یہ ہے کہ آنکھوں میں آنسو امنڈ رہے ہیں اور کلیجے سے آہیں نکل رہی ہیں! کس قدر حیرت کا مقام ہے کہ وہ خاصان خدا جنہیں اس نے عزوشرف دے کر سرفراز فرمایا، وہی فتح مکہ کے دن ہمارے آزاد کیے ہوئے شیطان صفت گروہ کے ہاتھوں تہہ تیغ ہوں"

"آہ! آہ! دشمن کی آستین سے ابھی تک ہمارے شہیدوں کا لہو ٹپک رہا

ہے اور آج بھی ان کے لب و دندان پر ہمارے گوشت چبانے کے نشان موجود ہیں !''

اف ! ان کشتگان راہ تسلیم کے پاک و پاکیزہ اجسام پر جو دامن صحرا میں بے گور و کفن پڑے ہیں۔

''اے یزید ! اگر آج ہمیں جنگی قیدی بنا کر تو سمجھ رہا ہے کہ تو نے کچھ حاصل کر لیا تو یاد رکھ کل تجھے اس کے مقابلے میں سخت نقصان اٹھانا پڑے گا''

''یہ بات نہ بھولنا کہ تو اپنے اعمال کی صورت میں جو بھیجے گا بس وہی پائے گا ، نیز رب العالمین اپنے بندوں پر کبھی ظلم نہیں کرتا ہم اللہ کے سوا کسی سے اپنا حال کہتے ہیں اور نہ کسی کے پاس فریاد لے جاتے ہیں ! صرف اسی کی ذات پر ہمارا بھروسہ ہے اور وہی ہم سب کا مرکز اعتماد ہے''

''اے یزید! تیرے پاس مکر و فریب کا جتنا ذخیرہ ہے اسے جی کھول کر کام میں لے آ ، ہر طرح کی سعی و کوشش میں بھی کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھنا ، اپنی سیاسی جدو جہد کو مزید تیز کر دے اور ہاں ساری حسرتیں نکال لے ، تمام آرزوئیں پوری کر لے''

''مگر اس کے باوجود تو ، نہ تو ہماری شہرت کو کم کر سکتا ہے اور نہ ہی اس موقف میں ہے کہ ہمیں جو مقبولیت حاصل ہے اسے متاثر کر سکے ! پھر یہ بھی تیرے بس میں نہیں کہ ہماری فکر کو پھیلنے اور ہمارے پیغام کو نشر ہونے سے روک دے ! نیز تو ہمارے مقصد کی گہرائی تک پہنچنے اور غرض و غایت کی گہرائی کو سمجھنے سے بھی قاصر ہے''

"یزید! تیری فکر غلط ہے تیری رائے خام ہے! زندگی کے محض چند دن باقی رہ گئے ہیں تیری بساط اٹھنے والی ہے اور بہت جلد تیرے ساتھیوں کا شیرازہ بکھرنے والا ہے"

اس کے علاوہ وہ دن قریب ہے جب منادی آواز دے گا۔ "ظالموں پر خدا کی لعنت ہے"

" حمد و سپاس اللہ کے لیے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے وہ رب الارباب، جس نے ہمارے پیشرو بزرگوں کو انجام کار، خیر و سعادت کے خزانہ عامرہ سے افتخار بخشا اور ہماری آخری شخصیتوں کو شہادت و رحمت کی نعمت عظمیٰ سے سرفراز فرمایا"

اے ارحم الراحمین! ہمارے شہداء کے ثواب کو کمال فرما، ان کے اجر کو فراوان، اور ان کے وارثوں اور جانشینوں کو اپنے حسن و کرم سے بہرہ مند فرمائے۔ یقیناً وہ بڑا مشفق اور حد درجہ مہربان ہے۔ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے" (۲۳۷)

جناب زینب سلام اللہ علیہا اور امام سجاد علیہ السلام کا خطبہ اس قدر اثر انداز ہوا کہ شام کے حالات کو تبدیل کر دیا۔

ابی مخنف نقل کرتے ہیں:

ذکر امام حسین علیہ السلام فراگیر تھا' ہر شخص امام حسین علیہ السلام کی یاد میں ڈوبا ہوا تھا' امام حسین علیہ السلام سے لوگوں کا دل موڑنے کے لیے یزید نے قرآن کے چند حصے لیے اور مسجد میں تقسیم کروایا، تاکہ عوام آیات قرآن پڑھنے کی وجہ سے حسینؑ اور انصار

حسینؑ کو فراموش کر دیں' لیکن کوئی چیز یادِ امام حسینؑ سے مانع نہ ہو سکی۔ (۴۴۸)

یزید لعین نے حکم دیا تھا کہ شہداء کے سروں کو دمشق کے دار الامارہ کی بلندی پر لٹکایا جائے اور سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کے سر کو چالیس دن تک دمشق کی جامع مسجد کے منار پر لٹکایا جائے' لیکن جناب زینب سلام اللہ علیہا اور امام زین العابدین علیہ السلام کے خطبے نے یزیدیوں کے دل میں ایسا رعب و دبدبہ پیدا کر دیا کہ فوراً یزید نے حکم دیا کہ شہداء کے سروں کو احترام کے ساتھ جمع کر کے قصر میں لے جائیں اور ان سروں کا احترام ہو"(۴۴۹)

علامہ دربندی کا نظریہ

علامہ دربندی اسرار الشہادۃ میں فرماتے ہیں کہ دربار یزید میں حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے خطبے پر غور کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کا علم اکتسابی نہیں تھا۔ کیونکہ بغیر کسی تیاری کے اس طرح سے خطبہ دینا صاحب عصمت یا عصمت جیسے مقام پر فائز افراد کے بس میں ہے۔

حضرت زینب سلام اللہ علیہا اپنی روحانی اور قدسی عظمت کے ذریعے مجلس پر چھا گئیں اور آپؑ کی اس عظمت کے سامنے یزید کے غرور و تکبر کا محل ڈھ گیا اور آپ نے اسلام اور اہل بیتؑ کے دشمنوں کے مکروہ چہروں سے نقاب ہٹانا شروع کیا' اس طرح کا اقتدار اور قہاریت عام لوگوں کے بس میں نہیں ہو سکتا بلکہ اصحاب ولایت کی خصوصیات میں سے ہے۔ (۴۵۰)

حضرت زینبؑ زندان شام میں

روایت ہے کہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے خطبے کے بعد دربار یزید درہم برہم ہو گیا اور حاضرین کو حقیقت کا علم ہوا' لوگوں نے حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے بیان کا تجزیہ و تحلیل کرنا شروع کر دیا، انہیں اپنی گمراہی کا احساس ہوا، اس وجہ سے یزید

نے چارہ کار اہل بیتؑ کو قید کرنے میں دیکھا اور اہل بیتؑ کو قید کردیا، جہاں انہوں نے تین دن تک امام حسین علیہ السلام کا سوگ منایا اور شہداء کربلا پر گریہ کیا۔ زینبؑ اس عزا خانے کی صاحب عزا تھیں۔ (۲۵۱)

مرحوم صدوق نے روایت کی ہے کہ اہل بیتؑ کو اس طرح قید کردیا گیا تھا کہ نہ وہ کہیں جا سکتے تھے اور نہ کوئی ان سے ملنے آ سکتا تھا۔

شیخ صدوق لکھتے ہیں:

ان یزید امر بنساء الحسین ، فحبس مع علی بن الحسین فی محبس لا یکنهم من حرولا قر ، حتی تقشرت وجوههن

"یزید نے حکم دیا کہ اہل بیتؑ کو قید کردیا جائے، انہیں ایسی جگہ قید کیا گیا جہاں دن کو دھوپ پڑتی اور رات کو اوس جس کی وجہ سے اہل بیت علیہم السلام کے چہروں کی جلد پھٹ گئی تھی" (۲۵۲)

مشہور یہی ہے کہ حضرت سکینہ اسی قید خانے میں شہید ہوئیں۔ اہل بیت کے قید کی مدت کے بارے میں بھی مورخین میں اختلاف ہے۔ اس قید خانے میں اہل بیت کو طرح طرح سے اذیتیں پہنچائی جاتی تھیں۔ امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں:

جب ہمیں شام کے قید خانے میں قید کردیا گیا وہاں بھی ہم پر ہر طرح کی مصیبتیں روا رکھی گئیں' اشقیاء اہل بیتؑ کو کافی غذا نہیں دیتے تھے جس کی وجہ سے بچے بھوکے رہتے اور وہ ہمیشہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا سے روٹی اور پانی کا مطالبہ کیا کرتے تھے، یہاں تک کہ شام کی عورتیں اہل بیتؑ کے بچوں کے لیے کھانا لے کر آتی تھیں۔ (۲۵۳)

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا کو تمام مشکلوں کے علاوہ یہ

مشکلیں بھی اٹھانی پڑیں اور عجیب بے کسی کی حالت میں آپ نے حضرت سکینہؑ کا داغ اٹھایا۔

غسالہ کی گفتگو

روایت میں ہے کہ جب غسالہ نے حضرت سکینہؑ (رقیہؑ) کو غسل دینا شروع کیا تو فوراً رک گئی اور کہا ان یتیم بچوں کا سرپرست کون ہے؟

حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے فرمایا: کیا چاہتی ہو!

غسالہ نے کہا: یہ بچی کس بیماری میں مبتلا تھی کہ اس کا بدن نیلا ہے'

حضرت زینب علیہ السلام نے فرمایا: اے غسالہ! یہ بچی کسی بیماری میں مبتلا نہیں تھی' بلکہ یہ نیلا پن دشمنوں نے جو تازیانے مارے ہیں ان کے نشانات ہیں۔ (۲۵۴)

شام میں عزاداری

حضرت زینبؑ نے ہر موقع سے فائدہ اٹھایا' آپ جانتی تھیں کہ عزاداری کے ذریعے عوام کے جذبات برانگیختہ کیے جا سکتے ہیں اور شہداء عاشورا کا پیغام پہنچایا جا سکتا ہے اور آگاہ کر کے غافلوں کو بیدار کیا جا سکتا ہے، اسی وجہ سے آپ نے شام میں سات دن تک عزاداری کی' شام کی عورتوں نے ان مجلسوں میں شرکت کی۔ ان مجلسوں میں حقائق کے بیان کرنے کا اس قدر اثر ہوا کہ نزدیک تھا کہ لوگ یزید کے محل پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیں۔

مروان جو اس وقت شام میں تھا، وہ خطرے کو بھانپ گیا اور اس نے یزید سے کہا: اہل بیت علیہم السلام کو شام میں رکھنا مصلحت کے خلاف ہے' جتنا جلدی ہو سکے انہیں مدینے کا سامان کرو، یزید نے مروان کی تجویز قبول کر لی۔ (۲۵۵)

یزید پر ہند کا شدید احتجاج

ہند یزید کی بیویوں میں سے ایک تھیں، ہند حضرت زینب سلام اللہ علیہا سے

ملاقات کرنے جاتی ہے، اور آپ کی جانگداز گفتگو کا اس پر ایسا اثر ہوتا ہے کہ پتھر اٹھا کر اپنے سر پر مار لیتی ہے اور بے ہوش ہو جاتی ہے۔ جب ہوش میں آتی ہے تو سراسیمہ یزید کے پاس جاتی ہے اور حسینؑ و آلِ حسینؑ پر گریہ وزاری کرتی ہے اور یزید کی مذمت کرتی ہے۔

یزید اٹھتا ہے، اور ہند کی چادر کو درست کرتا ہے اور ہند سے کہتا ہے: دخترِ پیغمبر کے بیٹے کے لیے گریہ اور بین کرو' خدا ابن زیاد پر لعنت کرے کہ اس نے جلد بازی سے کام لیا اور انہیں قتل کر دیا۔ ہند نے یزید کی ظاہری بناوٹ پر توجہ نہیں کی اور کہا:

ویلک یا یزید اخذتک الحمیة علی، فلم لا اخذتک الحمیة علی بنات فاطمة الزهرا، هتکت ستورهن و ابدیت وجوههن وانزلتهن دار خربة

''اے یزید! تجھ پر وائے ہو! میرے پردے کے بارے میں تجھے غیرت آ گئی لیکن فاطمہ زہراؑ کی بیٹیوں کے پردے کے لیے تو نے یہ غیرت کیوں نہ دکھائی۔ تو نے ان کی چادریں چھین لیں اور انہیں بے پردہ کیا اور خرابے میں انہیں قید کیا'' (۲۵۲)

سیاہ ہودج

یزید لعین نے اہل بیتؑ کو رہا کر کے حکم دیا کہ انہیں عزت و احترام کے ساتھ مدینے پہنچایا جائے اور کچھ لوگوں کو نعمان بن بشیر کے ہمراہ (جو امین اور نجیب تھے) اہل بیتؑ کے قافلے کے ہمراہ کیا کہ وہ اپنی حفاظت میں اہل بیتؑ کو مدینے پہنچائیں۔ شامیوں نے کاروان اہل بیتؑ کو سجایا اور ھودجوں کو زرق و برق کپڑوں سے آراستہ کیا تاکہ اہل بیتؑ کو عزت اور احترام سے مدینے لے جایا جائے لیکن حضرت زینبؑ نے اپنی ہوشیاری اور تدبیر سے دشمن کی سازش کو بھانپ لیا کہ وہ ظاہری زرق و برق کے

ذریعے شہدائے کربلا کی شہادت اور حقانیت کو چھپانا چاہتا ہے آپ نے حکم دیا:

اجعلوها سوداء حتی یعلم الناس انا فی مصیبة و عزاء لقتل

اولاد الزهراء

"سواریوں اور ہودجوں کو سیاہ پوش کردو تاکہ لوگ یہ سمجھ لیں کہ ہم اولاد

فاطمہ زہراءؑ کی شہادت پر عزادار ہیں اور ان کا سوگ منا رہے ہیں"

حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے اس حکم اور اہل بیتؑ کی عزاداری اور بینوں کی

وجہ سے یزید کی حکومت کے خلاف عوام کے جذبات برانگیختہ ہوگئے اور عوام کا انقلابی

جذبہ بیدار ہوگیا۔ یزید نے یہ حالات دیکھے تو غصہ میں شمر اور اس کے ساتھیوں سے کہا

خدا کی قسم میں حسین علیہ السلام کو قتل کیے بغیر بھی تمہاری اطاعت پر راضی تھا۔خدا مرجانہ

کے بیٹے پر لعنت کرے کہ اس نے یہ گھناؤنا قدم اٹھایا۔ (۲۵۸)

مدینہ کی طرف روانگی

اہل بیتؑ کو وداع کرنے کے لیے شام کی عورتیں جوق در جوق آنے لگیں اور

یہ سب سیاہ لباس پہنے ہوئے تھیں' ہر طرف سے گریہ و بین کی آوازیں آ رہی تھیں' ان

لوگوں نے بڑی شرمندگی کے ساتھ اہل بیت کو رخصت کیا اور جب تک کاروان اہل بیتؑ

نظر آ رہا تھا لوگ گریہ کر رہے تھے۔ (۲۵۹)

حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے لوگوں کو

مخاطب کر کے فرمایا: اے اہل شام! ہم ایک امانت اس قید خانے میں چھوڑ کر جا رہے

ہیں' جب تم اس بچی کی قبر پر جانا جو اس دیار غریب میں مدفون ہے اس کی قبر پر پانی ڈالنا

اور چراغ جلانا۔ (۲۶۰)

شام سے مدینہ کے راستے میں حضرت زینب سلام اللہ علیہا ہر منزل پر مجلس عزا برپا کرتی تھیں، اور کربلا کے جانگداز واقعات بڑے دردناک انداز میں بیان کرتی تھیں۔ (۳۴۱)

یہ طے پایا تھا کہ اہل بیتؑ کو شام سے سیدھا مدینہ لے جایا جائے، لیکن زین العابدینؑ اور حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے یہ فیصلہ کیا کہ اہل بیتؑ کربلا سے ہوتے ہوئے مدینے جائیں۔ اس فیصلے سے واضح ہوتا ہے کہ امام سجاد علیہ السلام اور حضرت زینب سلام اللہ علیہا شہداء کربلا کی یاد کو زندہ رکھنے میں کس قدر اہتمام کرتے تھے۔ کاروان اہل بیتؑ جب جہاں سے کربلا اور مدینے کے راستے الگ ہوتے تھے پہنچا تو انہوں نے رہنما سے کہا کہ ہمیں کربلا کی طرف سے لے چلو۔ کاروان کربلا کی طرف بڑھ گیا۔ جب اہل بیتؑ کربلا پہنچے تو جابر بن عبداللہ انصاری اپنے غلام عطیہ بن عوفی کے ساتھ امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لیے وہاں موجود تھے۔ زینبؑ جب کربلا پہنچیں تو نہایت دردناک انداز میں فرمایا:

واخاه ! واحسيناه ! واحبيب رسول الله ، وا ابن مكة ومنى ، وابن فاطمة الزهراء وابن علي المرتضى

''اے بھائی حسینؑ ! اے حبیب رسول خداؐ ! اے ابن مکہ ومنیٰ ! اے ابن فاطمۃؑ الزہراؑ اور علی مرتضیٰ !''

زینبؑ بار بار یہی کہتی جاتی تھیں اور بین کرتی تھیں یہاں تک کہ فرط غم سے بے ہوش ہوگئیں۔ مخدرات عصمت حضرت زینبؑ کے پاس جمع ہوگئیں اور ان کے چہرہ مبارک پر پانی چھڑکا جس سے انہیں ہوش آیا۔ (۳۴۲)

اہل بیت جب روز اربعین کربلا میں وارد ہوئے تو حضرت زینبؑ نے امام

حسینؑ کی قبر کے پاس بیٹھ کر بین کیے آپ نے فرمایا:

"اے بھائی! تم نے جن بچوں کی سرپرستی مجھے سونپی تھی، میں ان امانتوں کو اپنے ساتھ لے آئی ہوں، سوائے تمہاری بیٹی رقیہ کہ جسے ہم شام کے قید خانے میں دفن کر آئے ہیں۔"(۲۶۳)

اہل بیتؑ نے کربلا میں تین دن قیام کیا اور اس کے بعد مدینے کی طرف روانہ ہوئے۔ آخر عمر تک شہداء کے پیغام پہنچانے میں مشغول رہے، اور ان کی شہادت و شہامت اور دلاوری کی یادیں تازہ رکھنے کی کوشش کرتے رہے۔

امام حسین علیہ السلام نے کربلا کو اپنی حکومت کا دارالخلافہ بنالیا اور وہیں سے ہر طرف اپنے سفیر بھیجے۔ مسلم کو کوفہ بھیجا۔ محسن کو (جو کربلا کے راستے میں ساقط ہوگئے، اور ان کی زیارت گاہ ہے) حلب بھیجا، رقیہؑ اور حضرت زینب سلام اللہ علیہا کو شام میں اپنا سفیر معین کیا۔ امام کے یہ سفیر قیامت تک کربلا کا پیغام پہنچاتے رہیں گے۔

حضرت زینبؑ کی مدینہ واپسی

اہل بیتؑ کا کاروان جس کے سرپرست امام زین العابدین علیہ السلام اور حضرت زینب سلام اللہ علیہا تھیں جوں جوں مدینے سے نزدیک ہو رہا تھا اہل بیت کو بجائے خوشی کے غم ہو رہا تھا کیونکہ جب یہی کاروان مدینہ سے روانہ ہوا تھا تو اس میں امام حسین علیہ السلام بھی حضرت عباسؑ بھی تھے اور سارے بنی ہاشم تھے جو اب کربلا میں جام شہادت نوش کرکے ابدی نیند سو رہے ہیں۔ اب یہ کاروان ان کے بغیر مدینے واپس آرہا تھا۔

حضرت زینبؑ کو جب مدینہ کی دیواریں نظر آئیں تو آپ نے یہ اشعار پڑھے جس میں آپ نے کربلا کے جانگداز واقعات کی طرف اشارہ لیا ہے۔ یہ مرثیے

میں تقریباً چالیس بیت ہیں جس میں صرف چھ بیت یہاں پر ذکر کیے جاتے ہیں:

مدینۃ جدنا لا تقبلینا
فبالحسرات والاحزان فینا
الا فاخبر رسول اللہ عنا
بانا قد فجعنا فی ابینا
خرجنا منک بالاھلین جمعا
رجعنا لا رجال ولا بنینا
الا یا جدنا قتلوا حسینا
ولم یرعوا جناب اللہ فینا
لقد ھتکوا النساء وحملوھا
علی الاقتاب قھراً اجمعینا

"اے مدینہ! جب ہم تجھ سے رخصت ہوئے تھے تو ہمارے والی و وارث ہمارے ساتھ تھے لیکن اب جب لوٹ کے آئے ہیں تو ہمارے ساتھ نہ ہمارے مرد ہیں نہ لڑکے اور نہ انصار"

"اے مدینہ! ہماری طرف سے رسول خدا کو بتا دینا کہ ہم اپنے بابا کو کھونے کی مصیبت میں دردمند اور غمگین ہیں"

"اے جد بزرگوار! حسینؑ قتل کر دیے گئے اور لوگوں نے ہمارے ساتھ پیش آتے ہوئے خدا کو نظر میں نہیں رکھا"

"اے جد بزرگوار! ان لوگوں نے ہماری عورتوں کی پاکیزگی و طہارت کی پرواہ نہیں کی (ان کی چادریں چھینیں، انہیں ننگے سر پھرایا) اور زبردستی سے

بٹھا دو اونٹوں پر سوار کیا''(۲۹۴)

مدینہ میں داخل ہوتے ہوئے حضرت زینبؑ کے بین

روایت میں ہے کہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے اپنے کاروان کی عورتوں اور بچوں سے کہا کہ اب سواریوں سے اتر جاؤ کہ جد اکرم رسول اللہؐ کا روضہ آنے والا ہے۔ اس وقت آپ نے ایسی دردناک آہ کی کہ نزدیک تھا آپ کی روح پرواز کر جاتی' ہر طرف سے لوگوں نے کاروان اہل بیت کو اپنے حلقے میں لے لیا۔ اہل مدینہ کی بھیڑ لگ گئی' حضرت زینب سلام اللہ علیہا رو، رو کر کربلا کے مصائب بیان کر رہی تھیں، حاضرین کی رونے کی آوازیں بلند تھیں' ایسا لگ رہا تھا جیسے قیامت برپا ہوگئی ہے' حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے امام حسین علیہ السلام کو مخاطب کر کے کہا:

اے بھائی! یہ تمہارے جد' تمہاری والدہ اور تمہارے بھائی حسنؑ ہیں۔(ان کی قبروں کی طرف اشارہ کیا) اور تمہارے اعزا ہیں جو تمہاری واپسی کے منتظر ہیں، اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک! تم شہید ہوگئے، اور ہمارے لیے طویل رنج وغم کا ورثہ چھوڑ گئے، اے کاش! میں مرگئی ہوتی' مجھے بھلا دیا گیا ہوتا اور مجھے کوئی یاد بھی نہ کرتا۔ اس کے بعد حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے شہر مدینہ سے خطاب کر کے کہا:

اے میرے نانا کے مدینہ! وہ دن کہاں گئے جب ہم اپنے جوانوں اور مردوں کے ہمراہ خوشی سے تجھ سے رخصت ہوئے تھے، لیکن آج شدید رنج والم میں مبتلا ہو کر تلخ اور سخت حادثات کو سہہ کر دوبارہ لوٹ آئے ہیں۔ ہمارے مرد اور جوان ہم سے جدا ہو چکے ہیں، ہمارا شیرازہ بکھر چکا ہے۔ اس کے بعد آپ قبر رسول خداؐ پر آئیں اور کہا:

اے جد بزرگوار! اے رسول خداؐ! میں آپ کے لیے اپنے بھائی حسینؑ کی

شہادت کی خبر لے کر آئی ہوں ۔ (۲۶۵)

حضرت زینبؑ مدینہ میں رسول اللہؐ کی قبر کے پاس

مدینہ آنے کے بعد حضرت زینب سلام اللہ علیہا سب سے پہلے اپنے نانا رسول خداؐ کے روضہ اطہر پر گئیں اور روضہ کی جالی پکڑ کر عرض کیا:

یا جداہ! انی ناعیۃ الیک اخی الحسین علیہ السلام

"اے نانا میں حسین (علیہ السلام) کی شہادت کی خبر لے کر آئی ہوں" (۲۶۶)

اس کے بعد آپ نے بڑے درد بھرے انداز میں سوگواری کی ، (۲۶۷) آپ کے آنسو جاری تھے ۔ جب بھی آپ سید سجاد علیہ السلام کو دیکھتی تھیں آپ کے داغ تازہ ہو جاتے تھے ۔ (۲۶۸)

زینب سلام اللہ علیہا اپنے نانا کی قبر کے کنارے بیٹھی عزا داری کرتی رہتی تھیں آپ کہتی تھیں:

ان کنت اوصیت بالقربیٰ بخیر جزاء

فانھم قطعوا القربی وما وصلوہ

حتی اباد وھم قتلیٰ علی ظماء

من بارد الماء ما ذاقوا و ما وصلوا

"اے رسول خدا! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے اپنی امت کو وصیت کی تھی کہ آپ کے اہل بیت (ذی القربیٰ) کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔ ان لوگوں نے نہ صرف اچھا سلوک نہیں کیا بلکہ اہل بیت سے اپنا رشتہ توڑ لیا، یہاں تک کہ آپ کے اہل بیت کو تشنہ لب قتل کر دیا اور انہیں پانی کا

ایک گھونٹ بھی نہ دیا۔"

حضرت زینبؑ کی ام البنینؑ سے ملاقات

مدینہ آنے کے بعد حضرت زینبؑ کی، حضرت عباس علیہ السلام کی والدہ جناب ام البنین علیہا السلام، سے روضہ رسول میں ملاقات ہوتی ہے۔ حضرت ام البنین علیہا السلام نے پوچھا: اے امیر المومنین کی بیٹی میرے بیٹوں کی کیا خبر ہے؟

حضرت زینبؑ نے فرمایا: سب شہید ہو گئے۔

ام البنین نے پوچھا:

سب کی جان حسینؑ پر فدا ہو، بتاؤ حسینؑ کی کیا خبر ہے؟

حضرت زینبؑ نے فرمایا: حسینؑ کو تشنہ لب شہید کر دیا گیا۔

حضرت ام البنین نے جب یہ سنا تو دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پیٹ لیا اور بلند آواز میں واحسیناہ کہتی جاتی تھیں۔

حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے کہا:

میں آپ کے بیٹے عباس علیہ السلام کی ایک یادگار لے کر آئی ہوں۔ انہوں نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ حضرت زینبؑ نے انہیں حضرت عباس علیہ السلام کی خون آلودہ زرہ دی۔ یہ دیکھ کر حضرت ام البنینؑ کو ضبط کا یارا نہ رہا اور وہ شدت غم سے بے ہوش ہو گئیں۔ (۲۶۹)

مدینہ میں حضرت رقیہؑ کی یاد!

روایت ہے کہ جب حضرت زینب سلام اللہ علیہا کاروان اہل بیت کے ساتھ مدینہ لوٹ آئیں تو مدینہ کی عورتیں آپ کو تعزیت دینے کی غرض سے آپ کے پاس آتیں

تھیں ۔ حضرت زینب سلام اللہ علیہا ان کے لیے کربلا و شام کے مصائب بیان کرتی تھیں' ان مجلسوں میں شہداء پر شدید گریہ ہوتا تھا۔ ایک دن حضرت زینب سلام اللہ علیہا رقیہؑ کو یاد کر کے فرماتی ہیں زندان شام میں رقیہؑ کی شہادت نے میری کمر توڑ دی اور اس مصیبت میں میرے بال سفید ہوگئے۔ مدینہ کی عورتوں نے جب یہ سنا تو انہوں نے رقیہ کے مصائب پر بہت گریہ کیا۔ (۲۷۰)

حضرت فاطمہ زہراءؑ کی قبر پر جناب زینبؑ کی گفتگو

روایت ہے کہ جب حضرت زینبؑ اپنی والدہ کی قبر پر گئیں تو وہاں اس قدر گریہ ہوا کہ گویا قیامت آ گئی ہو۔ حضرت زینبؑ جو عزا داروں کی قافلہ سالار تھیں ۔ آپ نے اپنی والدہ کو مخاطب کر کے اس قدر گریہ کیا کہ بے ہوش ہو کر زمین گر گئیں' جب آپ کو ہوش آیا تو آپ کہہ رہی تھیں۔ اماں! مجھے اس قدر تازیانے مارے گئے کہ میرا بدن زخمی ہوگیا۔ میں آپ کے لیے حسینؑ کا خون بھرا کرتا لے کر آئی ہوں ۔

سید ابن طاؤس کی روایت کے مطابق اس کرتے میں سو سے زیادہ سوراخ تھے جو نیزوں تیروں اور تلواروں کے نشانات تھے ۔

حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے اہل مدینہ کو مخاطب کر کے فرمایا: تم لوگ کربلا میں نہ تھے جو دیکھتے کہ میرے بھائی کو کس طرح شہید کردیا گیا۔ اس لباس میں جو سوراخ دیکھ رہے ہو یہ دشمنوں کی تلواروں ، نیزوں اور تیروں کے نشانات ہیں ۔ (۲۷۱)

زینب سلام اللہ علیہا اسی طرح کربلا کے جانگداز مصیبت بیان کرتی تھیں اور عوام ان مصائب پر گریہ کرجاتے تھے ۔ اس طرح آپ نے عزا داری کی بنیاد رکھی۔ دشمنوں کے خلاف عوام کے جذبات برانگیختہ کیئے اور یزیدیوں کے ظلم وستم سے پردہ اٹھایا

مدینہ میں عزاداری

واقعہ کربلا کے بعد اگرچہ بنی ہاشم ہمیشہ عزاداری میں مشغول رہے لیکن اہل بیت کی مدینہ واپسی کے بعد اہل مدینہ نے باقاعدہ پندرہ دن تک روز وشب امام کی عزاداری برپا کی ان مجلسوں میں قیامت کا گریہ ہوتا تھا۔ مدینہ شہر عزاداری اور گریہ و بین میں تبدیل ہو چکا تھا۔

حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے واقعہ کربلا کے بعد اپنی ساری عمر امام حسین علیہ السلام کی عزاداری اور کربلا کے واقعات بیان کرنے میں گزار دی۔ بعض مورخین کے مطابق کربلا سے مدینہ آنے کے اسی (۸۰) دن بعد آپ کی وفات ہوگئی۔ اس مدت میں آپ عزاداری کرتی تھیں اور بنی امیہ کے ظالموں پر لعنت بھیجتی تھیں۔

اگرچہ آپ کی عمر مبارک چھپن سال کی تھی لیکن مصائب کی وجہ سے آپ کی کمر خم ہوگئی تھی اور بال سفید ہو چکے تھے۔ (۲۷۲)

حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی عزاداری کی یہ روش آپ کے نہی عن المنکر اور امر بالمعروف کے پہلوؤں کو اجاگر کرتی ہے تاکہ مظلوموں کی حمایت ہو اور ظالم و ستمگر رسوا ہوں۔

بعض مورخین کے مطابق حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی سوگواری کی وجہ سے حکومت کو انقلاب کا خوف محسوس ہونے لگا اور حکومت بوکھلا اٹھی۔ مدینہ کے گورنر عمرو بن سعید نے خطرے کا احساس کرکے یزید کو لکھ بھیجا۔ یزید نے حکم دیا کہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا کو جلا وطن کر دیا جائے۔ ظالموں نے حضرت زینب سلام اللہ علیہا کو جلا وطن کرکے مصر بھیج دیا۔ (۲۷۳)

فصل چہارم
حضرت زینبؑ کی تاریخ وفات اور روضہ اطہر

حضرت زینب کی تاریخ وفات

تاریخ میں حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی وفات کے دن اور سال کے بارے میں مختلف اقوال ملتے ہیں لیکن روایت اور ماٰ خذ میں تتبع سے مندرجہ ذیل دو قول قابل ترجیح ہیں:

(۱) مشہور قول یہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد آپ ڈیڑھ سال سے زیادہ زندہ نہ رہیں اور رجب کی پندرہ تاریخ ۶۲ھ ق کو آپ کی وفات ہوئی۔(۲۷۳)

(۲) بعض مورخین کا کہنا ہے کہ اہل بیتؑ کی مدینہ واپسی کے بعد چار مہینوں کے بعد حضرت ام کلثومؑ کی وفات ہوئی اور حضرت ام کلثومؑ کی وفات کے اسی (۸۰) دن بعد حضرت زینبؑ کی وفات ہوئی۔

اگر قول مشہور کو تسلیم کیا جائے اور ۶ھ ہجری قمری کو آپ کا سال ولادت مانا جائے تو وفات کے وقت آپ کی عمر چھپن برس اور کچھ مہینے ہوگی اور کربلا کے واقعہ کے وقت آپ کی عمر پچپن سال ہوئی۔

حضرت زینبؑ کی وفات پر امام زمانؑ اور فرشتوں کا گریہ

مرحوم آیۃ اللہ سید نور الدین جزائری اپنی کتاب الخصائص الزینبیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ عالم و محدث خبیر شیخ محمد باقر قاینی صاحب کبریت احمر، اپنے کشکول میں

جس کا نام سفینۃ القماش ہے میں لکھتے ہیں:

میں جب نجف اشرف میں تحصیل علوم دینیہ میں مشغول تھا۔ وہاں ایک سید زاہد و متقی رہا کرتے تھے جو پڑھنا لکھنا نہیں جانتے تھے۔ ایک دن سید، امیر المومنین کی زیارت میں مشغول تھے میں نے دیکھا کہ حرم کے ایک گوشے میں قرآن کی تلاوت میں مشغول ہے۔ سید جذباتی ہو کر خود سے کہتے ہیں دوسرے لوگ تو تمہارے جد کی کتاب پڑھیں لیکن تم ان پڑھ رہو سید چونکہ بہت غیور تھے، اس لیے دن میں کچھ دیر سقائی کا کام کرتے اور بقیہ وقت میں علم حاصل کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ انہوں نے اتنی ترقی کی کہ آیت اللہ مرزا محسن شیرازی (جنہیں مرزای بزرگ بھی کہا جاتا تھا) کے درس خارج میں شرکت کرنے لگے، اور اس حد تک پہنچ گئے' کہ کہا جاتا تھا وہ مجتہد بن چکے ہیں۔ اس متقی اور جلیل سید نے مجھے بتایا کہ میں نے امام زمانؑ (عج) کو خواب میں دیکھا۔ آپ بہت زیادہ غمگین تھے۔ میں آپ کی خدمت میں گیا' سلام کرنے کے بعد عرض کیا۔ آپؑ اس طرح غمگین کیوں ہیں۔؟

مولا نے فرمایا:

آج میری پھوپھی حضرت زینبؑ کی وفات کا دن ہے۔ جس دن سے میری پھوپھی زینبؑ کی وفات ہوئی ہے آج تک ہر سال ان کی وفات کے دن فرشتے آسمان پر مجلس عزا برپا کرتے ہیں اور اس قدر گریہ کرتے ہیں کہ مجھے جا کر انہیں چپ کرانا پڑتا ہے۔ میں اب اسی مجلس سے آ رہا ہوں۔ (۲۷۶)

لہٰذا سارے مومنین کی ذمہ داری ہے کہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی وفات پر آپ کے مصائب بیان کریں اور مجلس عزا برپا کر کے فرشتوں اور امام زمانہ (عج) کے ساتھ حضرت زینبؑ کی سوگواری میں شریک رہیں۔

حضرت زینبؑ کا روضہ مطہر کہاں ہے؟

حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے روضہ مبارک کے بارے میں تین اقوال ملتے ہیں:

(۱) ایک قول یہ ہے کہ آپ قبرستان بقیع یعنی مدینہ میں مدفون ہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ آپ کا روضہ قاہرہ میں ہے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ آپ کا روضہ قریہ راویہ میں ہے، جو دمشق سے سات کلومیٹر جنوب مشرق میں واقع ہے۔ اس روضہ کی عمارت نہایت باعظمت اور ملکوتی ہے اور اہل بیت کے ہزاروں عاشقوں کی زیارت گاہ ہے۔ اس سلسلے میں محققین کے مختلف نظریات ہیں لیکن تحقیق وتتبع کے بعد راقم الحروف کے لیے یہ ثابت ہوا ہے کہ آپ کا مرقد مطہر شام میں واقع ہے اور پہلے دوقول معتبر نہیں ہیں، واضح رہے کہ یہ بڑی مفصل بحث ہے لیکن ہم مختصراً ضروری امور کا یہاں پر ذکر کر رہے ہیں۔

مصر میں آپ کے روضہ کے بارے میں روایت

جیسے کہ پہلے بھی ذکر کیا جا چکا ہے حضرت زینبؑ مصائب کربلا بیان کرنے کے لیے ہر موقع سے فائدہ اٹھاتی تھیں، اور بنی امیہ کی منحوس حکومت کے خلاف عوام کے جذبات برانگیختہ کرتی تھیں، اس بنا پر حکومت کو انقلاب کا خطرہ محسوس ہونے لگا۔ مدینہ کے گورنر نے یزید کو حالات سے آگاہ کیا۔ یزید نے حکم دیا کہ حضرت زینبؑ کو جلا وطن کر دیا جائے، آخر کار حضرت زینبؑ نے رشتہ داروں سے مشورہ کرنے کے بعد حضرت سکینہؑ اور فاطمہؑ بنت الحسین کے ساتھ مصر کی طرف کوچ کیا اور وہاں پر سکونت اختیار کی۔[۲۷۷] اور وہیں پر وفات پائی اور آج بھی قاہرہ میں آپ کا روضہ ہے جو مشہدالسیدہ زینب کے نام سے مشہور ہے جو اہل بیت کے عاشقوں کی زیارت گاہ ہے۔

علامہ عبیدلی روایت کرتے ہیں (جس میں وہ راویوں کا ذکر نہیں کرتے) کہ آپ رقیہ بنت عقبہ بن رافع سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں مصر میں حضرت زینبؑ کا استقبال کرنے والوں میں سے تھی' اور مسلمہ بن مخلد، عبداللہ بن حارث اور ابوعمیرہ مزنی بھی حضرت زینب کے استقبال کو آئے تھے۔ مسلمہ اور حضرت زینبؑ نے گریہ کیا۔ ان کو گریاں دیکھ کر حاضرین نے بھی گریہ کیا، اس وقت حضرت زینبؑ نے سورہ یٰسین کی یہ آیت پڑھی:

ھذا ما وعد الرحمن وصدیق المرسلون

''یہ وہی چیز ہے جس کا خدا رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور خدا کے رسولوں نے سچ کہا تھا'' [۲۷۷]

اس کے بعد حضرت زینب سلام اللہ علیہا مسلمہ بن مخلد کے گھر تشریف لے گئیں۔ ان کا گھر محلہ حمراء میں تھا، مصر میں آنے کے گیارہ مہینے اور پندرہ دن بعد آپ کی وفات ہوئی، مسلمہ بن مخلد نے بعض لوگوں کے ہمراہ آپ کے جنازے پر نماز پڑھی اور آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو مسلمہ بن مخلد کے پاس دفن کیا گیا۔ [۲۷۹]

مدینہ میں آپؑ کا روضہ ہونے کے بارے میں روایت

بعض مورخین کا کہنا ہے کہ کربلا سے مدینے واپسی کے بعد آپ مدینہ سے باہر نہیں گئیں، یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی' اور آپ کو قبرستان بقیع میں دفن کیا گیا۔

علامہ سید محسن امین نے اس قول کو اختیار کیا ہے اور تفصیلی دلیلوں کے ذریعہ اس کو ثابت کیا ہے۔ [۲۸۰]

دمشق میں حضرت زینبؑ کے روضہ مبارک پر روایت اور دلیل

قول مشہور یہ ہے کہ حضرت زینبؑ کا روضہ مبارک ملک شام کے پائے تخت دمشق میں ہے۔ علامہ سید بحر العلوم اور محدث کبیر حاج میرزا حسین نوری نقل کرتے ہیں کہ شام، مدینہ اور حجاز میں شدید قحط پڑا۔ اس وجہ سے عبداللہ بن جعفر حضرت زینبؑ کے شوہر نے شام جانے کا ارادہ کیا، حضرت زینبؑ اپنے شوہر کے ساتھ شام آگئیں، اور دمشق کے نزدیک قریہ ''راویہ'' میں جہاں عبداللہ بن جعفر کی زمینیں تھیں، وہاں سکونت اختیار کی کچھ دنوں بعد بیماری کی وجہ سے حضرت زینبؑ کی وفات ہوگئی اور آپ کو اسی مقام پر سپرد خاک کیا گیا جہاں آج آپ کا عالی شان روضہ ہے، مرحوم محدث قمی بھی اپنے استاد مرزا حسین نوری سے یہی روایت کرتے ہیں۔ (۲۸۱)

نتیجہ

روایت اور تاریخ میں تحقیق و تتبع سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ حضرت زینبؑ کا روضہ نہ مدینہ میں ہے اور نہ مصر میں بلکہ آپ کا مرقد مطہر شام میں واقع ہے۔

وضاحت

وہ لوگ جو اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا کا روضہ مدینہ میں ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا کربلا سے مدینہ لوٹنے کے بعد مدینہ ہی میں رہیں اور وہاں سے باہر نہیں نکلیں، لیکن آپ کے مدینہ سے باہر نکلنے پر مستحکم دلیل موجود نہیں ہے لہذا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آپ نے مدینے ہی میں وفات پائی اور مدینے ہی میں مدفون ہیں۔

علامہ محمد جواد مغنیہ اس قول کو مسترد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مرحوم سید محسن امین''

نے استصحاب کیا ہے جب کہ تاریخ میں استصحاب صحیح نہیں ہے اس کے علاوہ وہ تیسرے امر کو جو کہ مدینے میں حضرت زینب سلام اللہ علیہا کا روضہ ہے استصحاب سے ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ایسا استصحاب حجت نہیں ہے، اور محض گمان وظن سے کسی موضوع کو ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ (۲۸۲)

اور اگر حضرت زینب سلام اللہ علیہا کا روضہ مدینہ میں ہوتا تو ضروری تھا' کہ ایسی عظیم ہستی کی قبر جانی پہچانی جاتی جیسے کہ حضرت ام البنین علیہا السلام اور ازواج نبیؐ کی قبریں واضح ہیں۔ جب کہ بقیع میں حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی قبر کا کوئی پتہ نہیں یہاں تک کہ وہابیوں کے ذریعے قبرستان بقیع کے انہدام سے قبل بھی وہاں آپ کی قبر کے کوئی آثار نہیں تھے۔ اس کے علاوہ تاریخی دلائل موجود ہیں کہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے مدینہ سے شام یا مصر کی طرف سفر کیا ہے لہٰذا کربلا سے مدینہ واپسی کو اس بات کی دلیل نہیں قرار دیا جا سکتا کہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا مدینہ میں مدفون ہیں۔

اگر حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی قبر مدینہ میں ہوتی تو آئمہ اطہار کے زمانے میں اور اس کے بعد مدینہ میں آپ کی قبر کی زیارت کے بارے میں کوئی روایت کیوں نہیں ہے جب کے سارے امامؑ مدینہ میں رہا کرتے تھے۔؟

مصر کے بارے میں وضاحت

مصر میں اہم شخصیتوں کی تاریخ سے اور مصر کی تاریخ لکھنے والوں کی کتابوں سے مصر میں زینب بنت علی علیہا السلام کی قبر کے بارے میں کچھ نہیں ملتا، علامہ عبیدلی کی روایت زینب صغریٰؑ یا خاندان اہل بیتؑ کی کسی اور زینب نامی شخصیت کے بارے میں ہو سکتی ہے۔لہٰذا یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مصر میں جو زینب مدفون ہیں وہ کون ہیں؟ اس

کا جواب یہی ہے کہ ظاہراً یہ خاندان رسالت کی کوئی اور ہستی ہیں جن کا نام بھی زینب تھا۔

بعض علماء نے کہا ہے :

یہ زینب ، یحییٰ بن حسن زید بن امام حسن مجتبیٰؑ کی صاحب زادی ہیں جو اپنی پھوپھی نفیسہ بنت حسن علوی کے ہمراہ ۱۹۳ھ قمری میں مصر آئیں ، اور مصر ہی میں ان کی وفات ہوئی اور وہیں مدفون ہیں۔
(۲۹۳)

مزید وضاحت

سب سے پہلے تاریخ مصر لکھنے والے مسلمان مورخ عبدالرحمٰن بن عبدالحکم مصری ہیں ۔جن کا سنہ وفات ۲۵۸ ہجری قمری ہے انہوں نے مصر کی مفصل تاریخ لکھی ہے ان کی کتاب کا نام " منهج السالک فی اخبار مصر القری والممالک " ہے اس کتاب میں انہوں نے پیغمبر اکرمؐ کے بہت سے اصحاب کا نام درج کیا ہے جو مصر آگئے تھے ،ان کے بعد بہت سے مورخین جیسے ابو عمر محمد بن یوسف کندی متوفی ۳۵۴ ہجری قمری اور ابو محمد حسن بن ابراہیم لیثی مصری متوفی ۳۸۷ ہجری قمری ان کے بعد عزالملک محمد بن عبداللہ بن احمد حرانی مسیحی متوفی ۴۲۰ ہجری قمری ان کے بعد محقق ومورخ قاضی عبداللہ محمد بن سلامۃ شافعی متوفی ۴۵۳ ہجری قمری نے مصر کی تاریخ لکھی ان مورخین نے اگرچہ مصر میں مزاروں کا محل وقوع واضح طور پر ذکر کیا ہے لیکن ان میں کہیں زینب بنت علی علیہا السلام کی قبر کا ذکر نہیں ملتا ۔

ابن زیات انصاری متوفی ۸۱۴ ہجری قمری نے مصر کے مقبروں کے بارے میں نہایت اہم کتاب لکھی ہے، جس کا نام الکوکب السیارۃ ہے اس کتاب میں انہوں نے ان تمام عورتوں کا ذکر کیا ہے جن کا نام زینب ہے اور مصر میں مدفون ہیں ان ناموں میں بھی

حضرت زینب سلام اللہ علیہا بنت علی علیہ السلام کا نام نہیں ہے یہ نام اس طرح ہیں :

(۱) زینب بن ابا جلی

(۲) زینب بنت سنان

(۳) زینب کلثمیہ

(۴) زینب بنت مہذب

(۵) زینب بن یونس

(۶) زینب بن شعیب

(۷) زینب فارسی

(۸) زینب بنت ہاشم

(۹) زینب بنت یحییٰ متوج

(۱۰) زینب بنت محمد بن علی بن علی

(۱۱) زینب حنفیہ

یقیناً اگر حضرت زینب بنت علیؑ کا مرقد مصر میں ہوتا تو ابن زیات انصاری آپ کا نام ضرور لکھتے بلکہ سرفہرست آپ کا نام لکھتے ۔

دیگر مورخین نے بھی مصر میں مدفون خواتین میں حضرت زینبؑ کا ذکر نہیں کیا ہے ۔ اس لحاظ سے یہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے کہ جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا کا روضہ نہ مصر میں ہے اور نہ مدینہ میں لہٰذا اس بات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کا روضہ اطہر شام میں واقع ہے اس کے علاوہ بہت سے دلائل وشواہد اور قرائن موجود ہیں ، جو اس بات پر زندہ دلیل ہیں کہ آپ کا روضہ شام میں واقع ہے ۔

شام میں حضرت زینبؑ کا روضہ ہونے پر دلیلیں

اس سلسلے میں متعدد دلیلیں موجود ہیں یہاں پر ہم اختصار سے ذکر کریں گے۔

(۱) محدثین اور سیرۃ نگاروں نے لکھا ہے کہ حضرت زینبؑ کا روضہ مدینہ، مصر یا شام میں واقع ہے اور ہم نے یہ ثابت کیا ہے کہ آپ کا روضہ نہ مصر میں ہے اور نہ مدینہ میں لہٰذا شام میں آپ کا روضہ ہونے کو ترجیح دی جائے گی۔

(۲) شام میں جو حضرت زینبؑ کا روضہ ہے اس کی تاریخ بہت پرانی ہے یہاں تک کہ دوسری صدی ہجری میں بھی یہ قبر موجود تھی اور سیدہ نفیسہ نے جو امام حسن علیہ السلام کے نواسے حسن بن زید کی صاحب زادی اور حضرت امام صادق علیہ السلام کے صاحب زادے اسحٰق موتمن کی زوجہ ہیں نے اس قبر کی زیارت کی ہے۔ (۳۸۲)

ابوالحسن محمد بن احمد بن جبیر متوفی ۶۱۴ ہجری قمری، ابوعبداللہ معروف بہ ابن بطوطہ جو مشہور سیاح تھے۔ متوفی ۷۷۹ ہجری قمری اور عثمان بن احمد حورانی متوفی ۱۰۰۳ ہجری قمری کتاب اشارت میں لکھتے ہیں کہ دمشق سے جنوب میں ایک فرسخ کے فاصلہ پر ام کلثومؑ بنت علی علیہ السلام کا روضہ ہے اور ہم ان کی زیارت کا شرف پا چکے ہیں۔

سید محمد صادق بحرالعلوم نجفی متوفی ۱۳۵۲ ہجری قمری نقل کرتے ہیں کہ حضرت زینبؑ کے حرم کے متولی جن کا نام سید عباس مرتضٰی تھا انہوں نے آپ کی قبر کا ایک پتھر دکھایا جس پر کندہ تھا:

هذا قبر السيدة زينب المكناة بام كلثوم ' بنت علی بن ابی طالب

''یعنی یہ قبر زینب بنت علی ابن ابی طالب کی ہے جن کی کنیت ام کلثومؑ ہے''

عالم جلیل سید حسن حسون زینی حسینی براقی نقل کرتے ہیں کہ ۱۳۰۲ [illegible]ن قمری سید سلیم جو حضرت زینب کے روضہ کے متولی تھے کہتے ہیں اسی سال آپ کے روضہ کا گنبد گر

پڑا، جب والی دمشق کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے شہر کے تاجروں کی مدد سے آپ کے روضہ کی تعمیر کرنے کا ارادہ کیا۔ روضہ کی تعمیر کے وقت ایک بڑی سنگ مرمر کی لوح برآمد ہوئی جس پر یہ عبارت کندہ تھی:

هذا قبر السيدة زينب بنت علي ابن ابي طالب بنت فاطمة الزهراءؑ، توفيت في هذا المكان، و اقبرت في رجوعها الثاني

"یہ قبر حضرت زینب بنت علی ابن ابی طالب اور بنت فاطمہ الزہراءؑ کی ہے جنہوں نے اس مقام پر وفات پائی، جب وہ اپنے دوسرے سفر پر شام میں آئیں تھیں" (۲۸۵)

وضاحت اور نتیجہ

واضح رہے کہ حضرت زینبؑ کی کنیت ام کلثومؑ تھی اور پیغمبر اکرمؐ نے حضرت زینبؑ کو یہ کنیت عطا کی تھی اور فرمایا تھا: زینبؑ میری خالہ ام کلثومؑ سے شباہت رکھتی ہیں، لہذا حضرت علی علیہ السلام اور جناب فاطمہ زہراءؑ کی دو بیٹیاں تھیں۔ ایک بیٹی کا نام زینب کبریٰ اور کنیت ام کلثومؑ تھی، دوسری بیٹی کا نام ام کلثومؑ صغریٰ تھا انہیں زینب صغریٰ بھی کہا جاتا ہے۔

ہم نے جو حضرت زینبؑ کی قبر کی لوحوں کا ذکر کیا ہے ایک لوح پر لکھا ہے۔ یہ قبر زینبؑ کی ہے جن کی کنیت ام کلثومؑ ہے، دوسری لوح پر کلمہ ام کلثومؑ لکھا ہوا نہیں ہے لہذا اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت زینبؑ کی قبر شام میں واقع ہے۔

بعض کتابوں جیسے بحر المصائب، نور الابصار، لواقح الانوار، طراز المذاہب میں حضرت زینبؑ کے شام کے دوسرے سفر کے بارے میں روایات مذکور ہیں۔

دمشق کے باب الصغیر کے قبرستان میں بلال حبشی کی قبر کے پاس ایک قبر ہے جس کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ قبر عبداللہ بن جعفر، جناب زینبؑ کے شوہر کی ہے یہ فرض اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت زینبؑ آخر عمر میں اپنے شوہر عبداللہ کے ساتھ شام آئیں تھیں۔

ظاہری امور کے علاوہ معنوی امور جیسے شہداء کربلا کے سروں کا شام میں مدفون ہونا اور حضرت رقیہؑ کی شام کے زندان میں قبر بھی آپ کے شام آنے کا سبب ہو سکتے ہیں، تا کہ آپ ایک مرتبہ اور اپنے قافلہ والوں کا دیدار کر سکیں۔

شام میں حضرت زینبؑ کا روضہ ہونے پر امام زمانؑ کی تصریح

یہ واقعہ جو معتبر طریقوں سے منقول ہے اس میں حضرت امام زمانہ علیہ السلام نے دمشق میں حضرت زینبؑ کے روضہ مبارک پر تصریح فرمائی ہے۔

مرحوم محمد رضا سقازادہ نے کتاب خصائص زینبیہ کے مقدمہ میں مرحوم آیۃ اللہ العظمیٰ ملا علی ہمدانی سے جن کا شمار ہمدان کی عظیم روحانی اور علمی شخصیتوں میں ہوتا تھا نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ آیۃ اللہ العظمیٰ مرحوم آقا ضیاء عراقی جو عظیم مجتہدوں میں سے تھے اور بزرگ علماء ان کے شاگردوں میں ہیں، فرماتے ہیں: قطیف سے (سعودی عرب کا شہر ہے) امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے قصد سے ایران کی طرف روانہ ہوئے راستے میں ان کی زاد راہ کھو جاتی ہے وہ حیران و پریشان ہو جاتے ہیں، نہ لوٹ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔ اس وقت وہ پریشانی کے عالم میں امام زمانہ علیہ السلام سے متوسل ہوتے ہیں اور مدد مانگتے ہیں، اچانک دیکھتے ہیں کہ ایک باعظمت اور نورانی سیدان کے ہم سفر بن گئے ہیں وہ سید انہیں پیسہ دیتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

"یہ رقم لے لو یہ سامراء تک پہنچنے کے لیے تمہارا زاد راہ ہے وہاں ہمارے وکیل

مرزا حسن شیرازی ہیں (یعنی مرحوم آیۃ اللہ العظمیٰ مرزا محمد حسن شیرازی جنہیں مرزا بزرگ بھی کہا جاتا تھا، جن کی وفات سامراء میں ۱۳۱۲ ہجری قمری میں ہوئی اور وہ نجف اشرف میں مدفون ہیں) وہاں جانا اور ان سے کہنا سید مہدیؑ نے فرمایا ہے کہ ہمارا پیسہ جو تمہارے پاس ہے اس میں کچھ مجھے دے دیں کہ میں اپنے جد ثامن الحجج امام رضاؑ کی زیارت کے لیے خراسان جا رہا ہوں"

قطیفی شیعہ کہتا ہے میں اس وقت متوجہ نہیں ہوا کہ وہ سید کون تھے اور کہاں سے آئے تھے۔ میں نے ان سے کہا اگر آیۃ اللہ شیرازی مجھ سے پوچھیں کہ سید مہدی کون ہیں تو میں کیا بتاؤں گا؟ میری سچائی کی دلیل کیا ہوگی، اس نورانی سید نے فرمایا: جناب شیرازی سے کہنا، سید مہدی نے فرمایا ہے کہ اس سال گرمی کے موسم میں تم نے ملا حاج علی کنی تہرانی کے ساتھ شام میں میری پھوپھی زینب کبریٰ علیہا السلام کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے بہت زیادہ زائرین کے آنے کی وجہ سے حرم میں کوڑا ہو گیا تھا، تم اپنی عبا کو اتار کر اپنے ہاتھ سے کوڑا صاف کیا اور ایک گوشے میں کوڑا ڈال دیا، اس وقت حاج ملا علی کنی تہرانی نے اپنے ہاتھوں سے وہ کچرا اٹھایا اور حرم کے باہر پھینک دیا میں اس وقت حرم میں موجود تھا۔

قطیفی شیعہ کہتا ہے کہ میں نے جب یہ ساری باتیں آیۃ اللہ میرزا ی شیرزای کو سنائیں تو وہ بے ساختہ اٹھے اور میری آنکھوں کا بوسہ لیا اور مجھے مبارک باد دی اور مجھے پیسہ بھی دیا اور میں خراسان کی طرف روانہ ہو گیا۔ بعد میں، میں تہران میں ملا علی کنی کے پاس گیا، انہوں نے میری تصدیق کی لیکن انہیں اس بات کا دکھ ہوا کہ امام نے آخر کیوں انہیں اس کام کے لیے مناسب نہیں سمجھا اور انہیں حکم نہیں دیا۔ (۲۸۶)

حضرت زینبؑ کے بعض کرامات

اولیاء خدا کی ذات سراپا فیوض اور با برکات ہوتی ہیں یہ ہستیاں ہمیشہ اپنے نور ایمانی کے ذریعہ دلوں کو پاکیزگی عطا کرتی ہیں اور ہدایت و سعادت کا باعث بنتی ہیں ان ہستیوں کا اصلی مقصد عوام کی سعادت ہوتا ہے اور ان کے فیوض و برکات کبھی کبھی مادی امور کو بھی شامل ہوتے ہیں (جو معنوی امور کا مقدمہ ہیں) اولیاء خدا سے تمسک اور توسل کرنے سے حاجت مندوں کی مرادیں برآتی ہیں ۔ مریضوں کو شفا ملتی ہے اور دشمنوں کے شر سے نجات ملتی ہے، پیغمبروں اور معصومین کی طرف ان امور کی اگر نسبت دی جائے تو یہ معجزہ کہلاتے ہیں اور اولیاء خدا کی طرف اگر ان کی نسبت دی جائے تو انہیں کرامت کہا جاتا ہے۔

ہم اپنی کتاب کے خاتمے میں حضرت زینبؑ کے معنوی فیوضات سے بہرہ مند ہونے کے لیے آپ کی کچھ کرامات کا ذکر کر رہے ہیں حضرت زینبؑ یہ عظیم خاتون جو دو شہیدوں کی ماں، چھ شہیدوں کی بہن، شہید والدین کی بیٹی تھیں۔

(۱) حضرت زینب سلام اللہ علیہا عالمہ غیر معلّمہ

حضرت علیؑ نے جب کوفہ کو اپنا دارالحکومت بنایا اور آپ کی خلافت کو ایک سال گزر گیا تو کوفے کی بعض علم شناس عورتوں نے اپنے شوہروں کے ذریعہ حضرت علیؑ کی

خدمت میں یہ پیغام بھیجا کہ ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ حضرت زینب محدثہ و عالمہ ہیں ۔ اور حضرت فاطمہؑ کے بعد آپ کی منزلت و عظمت ہے اور آپ رسول اللہ کو پیاری ہیں اور اپنی والدہ کی طرح اعلیٰ کمالات کی حامل ہیں۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو ہم ہر صبح ان کی خدمت میں پہنچیں اور ان کے بیانات سے فیض اٹھائیں ۔

حضرت علی علیہ السلام نے کوفہ کی عورتوں کے پیغام سے حضرت زینبؑ کو آگاہ کیا حضرت زینبؑ نے قبول کیا ، اس کے بعد کوفہ کی عورتیں حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے پاس آتیں تھیں اور آپ کے سامنے زانوئے ادب تہہ کرتی تھیں اور کمالات حاصل کرتی تھیں ۔ (۲۸۷)

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ حضرت زینبؑ نے معصومین کے سوا کسی کے سامنے زانوئے ادب تہہ نہیں کیا تھا ، آپ عالمہ غیر معلّمہ تھیں اور عورتوں کو قرآن کا درس دیا کرتی تھیں ۔

(۲) کوفہ میں حضرت زینبؑ کی تقریر کے وقت عجیب خاموشی

بتایا جا چکا ہے کہ جب حضرت زینبؑ اہل بیتؑ کے قافلے کے ہمراہ اسیر بنا کر کوفہ میں لائی گئیں ، بہت بڑی تعداد میں کوفی وہاں موجود تھے۔ ہر طرف سے شوروغل کی صدائیں آ رہی تھیں، کان پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی، اس وقت حضرت زینبؑ نے خطبہ دینے کی غرض سے بھیڑ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا ''خاموش ہوجاؤ'' آپ کا اشارہ کرنا ہی تھا کہ مجمع ایک دم خاموش ہوگیا یہاں تک کہ چوپایوں کی گھنٹیوں کی آوازیں بھی نہیں آرہی تھیں ۔

(۳) حضرت زینبؑ کے فصیح و بلیغ خطبے

کوفہ اور شام میں آپ کے خطبے فصاحت و بلاغت میں اپنی مثال آپ ہیں جو

آپ کی عظمت و بزرگی پر دلیل ہیں۔ اسی بنا پر امام سجادؑ نے آپ کی تقریر کے ختم ہونے کے بعد آپ کو مخاطب کر کے فرمایا:

وانت بحمد الله عالمة غير معلمة ، وفهمة غير مفهمة

”پھوپھی جان! آپ بحمداللہ عالمہ غیر معلّمہ ہیں اور بغیر استاد کے صاحب کمال وفہم ہیں“ (۲۸۸)

یزید کے دربار میں حضرت زینبؑ کے خطبے کا ایک ایک جملہ ان شدید حالات میں آپ کی عظمت، شجاعت، کمال، عقل اور تدبیر پر دلیل ہے۔

(۴) حضرت زینبؑ کی لعنت سے گستاخ مرد شامی کی ہلاکت

روایت ہے کہ یزید لعین کے دربار میں ایک مرد شامی نے گستاخی کی حد کردی کہ امام حسینؑ کی صاحب زادی فاطمہؑ کی طرف اشارہ کر کے یزید سے کہا اس لڑکی کو کنیز کے طور پر مجھے بخش دے، یہ سن کر حضرت زینبؑ نے یزید اور اس مرد شامی کو دنداں شکن جواب دیا، لیکن دوبارہ پھر اس گستاخی مرد شامی نے اپنا مطالبہ دہرایا، اس وقت حضرت زینبؑ نے اس کو مخاطب کر کے فرمایا:

اسكت يالكع الرجال ،قطع الله لسانک واعمى عينيک وايبس يديک ، وجعل النار مثواک ، ان اولاد الانبياء لا يكون خدمة لا ولاد الادعياء

”خاموش ہو جا اے ذلیل و فرومایہ انسان! خدا تیری زبان کاٹ دے اور تجھے اندھا کردے اور تیرے ہاتھوں کو خشک کردے اور تجھے جہنم میں جگہ دے، انبیاء کی اولاد دشمنوں کی خدمت گزار کبھی نہیں بن سکتیں“

ابھی حضرت زینبؑ کی بات ختم نہیں ہوئی تھی کہ وہ مرد شامی بہرہ اور اندھا ہوگیا

اور اس کے ہاتھ خشک ہوگئے اور ہلاک ہوگیا۔ (۲۸۹)

(۵) سنگدل افراد کے سرمائے کی نابودی

جب اہل بیت کو اسیر کر کے کوفے سے شام کی طرف لے جایا جا رہا تھا، جب کوہ جوشن کے نزدیک شہر حلب، اہل بیت کا قافلہ پہنچا تو راستے کی سختیوں کی وجہ سے ایک بی بی کے بطن سے بچہ ساقط ہو جاتا ہے، اس بچے کا نام ''محسن'' تھا۔ آج بھی حلب میں مشہد السقط کے نام سے ایک زیارت گاہ موجود ہے جو اس دلخراش واقعے کی یاد تازہ کئے ہوئے ہے۔

روایت ہے کہ حضرت زینبؑ نے دیکھا اس پہاڑ کے نزدیک تانبے کی کان ہے اور وہاں پر کچھ آدمی کام کر رہے ہیں۔ آپ نے ان لوگوں سے پانی اور غذا طلب کی۔ یہ لوگ جو اہل بیتؑ کے دشمنوں میں سے تھے انہوں نے نہایت سنگدلی کے ساتھ پانی اور غذا دینے سے انکار کر دیا: اور اہل بیتؑ کی شان میں گستاخی کی، اس سے حضرت زینبؑ کو بہت تکلیف ہوئی۔ آپ نے ان کے حق میں بد دعا کی جس کی وجہ سے وہ تانبے کی کان ساری کی ساری نابود ہو گئی اور اس کان کے ذریعہ کمائی ہوئی تمام دولت برباد ہو گئی۔

ایک اور روایت میں یہی بات کوہ حران کے لیے کہی گئی ہے۔ جہاں کام کرنے والوں نے اہل بیتؑ کو پانی تک دینے سے انکار کر دیا اور بڑی بے رحمی سے ان کے ساتھ پیش آئے۔ حضرت زینبؑ کی بد دعا سے ان پر بجلی گری اور ان سنگدلوں کی ہلاکت کا سبب بنی۔ (۲۹۰)

(۶) بے رحم عورت کی ہلاکت اور رحم دل افراد پر برکت

کوفے سے شام کے راستے میں آل محمدؐ کا قافلہ ایک منزل پر پہنچا جسے قصر مجوزہ

کہا جاتا تھا، وہاں ام الحجام نامی ایک بد طینت اور کور دل عورت رہتی تھی جو اہل بیت کے دشمنوں میں سے تھی۔ اس گستاخ عورت نے بے حیائی اور بے شرمی کو اس حد تک پہنچا دیا کہ امام حسینؑ کے سر مقدس کے پاس آئی اور ایک پتھر اٹھا کر آپ کے چہرے مبارک پر اس بے دردی سے رگڑا کہ آپ کے چہرہ اطہر پر خراشیں آ گئیں، اور خون جاری ہو گیا، حضرت زینبؑ نے یہ دردناک منظر دیکھ کر لوگوں سے اس عورت کا نام دریافت کیا؟ لوگوں نے بتایا: اس کا نام ام الحجام ہے۔ حضرت زینبؑ نے بڑے دردناک انداز میں اس کو یہ بد دعا دی:

اللھم خرب علیھا قصرھا، واحرقھا بنار الدنیا قبل نار الآخرۃ

''پروردگار! اس عورت کے گھر کو ویران کر دے، اور اس کو آتش جہنم سے قبل دنیا میں آگ کا مزا چکھا''

راوی کہتا ہے: خدا کی قسم، ابھی حضرت زینبؑ کی دعا ختم نہیں ہوئی تھی کہ میں نے دیکھا اس کا گھر برباد ہو گیا اور اس میں آگ لگ گئی اور یہ عورت اور اس کا سارا اثاثہ اس گھر میں جل کر راکھ ہو گیا۔ اس کے بعد تیز ہوا چلی جس نے راکھ کو اڑا کر پراگندہ کر دیا اور اس گھر کا کوئی نشان باقی نہ بچا۔

قصر مجوزہ سے اہل بیت قصر حلوظ سے گزرتے ہوئے سیبور پہنچے۔ سیبور کے لوگ اہل بیت کے ساتھ اچھی طرح سے پیش آئے۔ حضرت زینبؑ نے ان کا شکریہ ادا کیا اور ان کے حق میں دعا فرمائی۔ حضرت زینبؑ کی دعا کی وجہ سے وہاں کے لوگوں کو ظالموں سے امان ملی اور ان کے کنوؤں کا پانی میٹھا ہو گیا اور ان کے رزق میں برکت اور فراوانی آ گئی۔ (۲۹۱)

(۷) شدید آنکھ کے درد سے شفا پانا

علامہ حاج مرزا حسین نوری صاحب کتاب مستدرک سید محمد باقر سلطان آبادی

سے نقل کرتے ہیں کہ جو عظیم با کمال ہستیوں میں سے تھے، انہوں نے کہا: میں بروجرو میں آنکھ کے شدید درد میں مبتلا ہوگیا۔ میری دائیں آنکھ پھول گئی تھی، اور درد کی شدت سے میرا چین و سکون چھن گیا تھا۔ میں نے بہت سے ڈاکٹروں کا علاج کیا کوئی نتیجہ حاصل نہ ہوا۔ ڈاکٹروں نے میرا علاج کرنے پر اپنی ناتوانی کا اظہار کیا۔ بعض ڈاکٹر کہتے چھ مہینے اور بعض چالیس روز تک علاج کرانے کو کہتے تھے۔

میں محزون اور غمگین ہوگیا اور ایک دن میرے ایک دوست نے کہا: بہتر ہے آپ امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے چلے جائیں اور ان سے شفا طلب کریں۔ میں بھی کربلا جارہا ہوں آپ بھی میرے ساتھ چلے چلیں۔

میں نے کہا: میں بیماری کی حالت میں کس طرح سفر کرسکتا ہوں۔ ڈاکٹر سے پوچھ لوں۔ میں نے جب ڈاکٹر سے پوچھا تو انہوں نے مجھے سفر کرنے سے بالکل منع کردیا اور اگر تم سفر کرو گے تو دوسری منزل تک پہنچتے پہنچتے اندھے ہوجاؤ گے۔ میں گھر آگیا، میرا ایک دوست میری عیادت کو آیا ہوا تھا اس نے کہا:

تمہاری مرض کا علاج صرف خاک شفا اور اولیاء خدا سے توسل کے ذریعہ ہی ہوسکتا ہے اور انہوں نے اپنا حال بھی سنایا کہ نو سال قبل تپش قلب میں مبتلا ہوگئے تھے اور ڈاکٹروں کے علاج سے مایوس ہوگئے تھے انہیں صحت ملی تو صرف خاک شفا سے۔

میں نے خدا پر توکل کر کے کربلا کا سفر اختیار کیا۔ دوسری منزل پر جب ہمارا کاروان پہنچا تو میری آنکھ کے درد میں اضافہ ہوچکا تھا، اور دوسری آنکھ میں بھی درد شروع ہوگیا تھا، کاروان والے سارے افراد کہہ رہے تھے کہ سفر کرنا آپ کے لیے مناسب نہیں ہے بہتر ہے آپ واپس لوٹ جائیں۔ میں اسی طرح حیران و پریشان تھا کہ کیا کروں یہاں تک کہ صبح میں میری آنکھ کا درد کم ہوگیا اور کچھ دیر کو میری آنکھ لگ

گئی۔ میں نے عالم خواب میں صدیقہ صغریٰؑ حضرت زینب سلام اللہ علیہا کو دیکھا۔ میں ان کی خدمت میں شرفیاب ہوا۔ میں نے آپ کی چادر مبارک کے ایک گوشے سے اپنی آنکھیں مس کر دیں۔ اس کے بعد خواب سے بیدار ہوگیا۔ اس کے بعد میری آنکھوں میں کسی طرح کا درد نہیں ہوا، اور میری آنکھیں ٹھیک ہوگئیں۔ میں نے سارا واقعہ اپنے ہم سفروں کو بتایا۔ انہوں نے میری آنکھوں کو غور سے دیکھا وہ بالکل ٹھیک ہو چکی تھیں، اور ورم و زخم کا نام و نشان بھی نہیں تھا۔ میں نے حضرت زینبؑ کی یہ کرامت سب کو سنائی۔

محدث نوری نے اس طرح کا واقعہ ملا فتح علی سلطان آبادی کے بارے میں بھی نقل کیا ہے جو عظیم متقی اور پارسا افراد میں سے تھے۔ (۲۹۲)

(۸) حضرت زینبؑ کے اسم مبارک کی برکت

بعض عارفین نے آپ کے نام کے حروف کی طرف اشارہ کیا کہ:

''ز'' سے مراد حضرت فاطمہؑ ہیں۔

''ی'' سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں۔

''ن'' اشارہ ہے حسنین علیہما السلام کی طرف۔

''ب'' اشارہ ہے نبی امی عربی کی طرف یعنی آپ کے جد بزرگوار پیغمبر اسلام کی طرف۔

لہذا حضرت زینبؑ میں بھی وہ کمالات اور فضائل ہیں جو پنجتن میں پائے جاتے ہیں۔ اسی بنا پر آپ کا لقب صدیقہ صغریٰ ہے، اور جس طرح سے پنجتن پاک کا نام نہایت بابرکت ہے چونکہ حضرت زینبؑ کا نام انہیں کے نام سے ماخوذ ہے اور خدا کی طرف سے رکھا گیا لہٰذا آپ کا نام بھی دعاؤں کی استجابت کا سبب ہے۔

مرحوم مرزا ابو القاسم قمی صاحب کتاب قوانین الاصول جو عظیم علماء مراجع میں سے تھے ،اور صاحب کرامات بھی تھے۔حضرت زینب کے اسم مقدس سے توسل کیا کرتے تھے اور استجابت دعا کا سبب سمجھتے تھے۔ (۲۹۳)

اس سلسلہ میں ایک سچا واقعہ ملاحظہ ہو

مرحوم حجۃ الاسلام سید علی نقی فیض الاسلام مشہور معاصر عالم دین اور نہج البلاغہ اور صحیفۂ سجادیہ اور قرآن کے مترجم و مفسر کہتے ہیں:

میں ایک بار شدید بیماری میں گرفتار ہوا، ڈاکٹروں کے علاج سے کوئی فائدہ نہ ہوا، تو میں شفایابی کے لیے کربلا ونجف گیا لیکن افاقہ نہ ہوا۔ ایک دن نجف اشرف میں میرے دوست نے کئی علماء کے ہمراہ میری بھی دعوت کی۔ میں ان کے گھر گیا، وہاں ایک عالم دین نے فرمایا، میرے والد کہا کرتے تھے: اگر کوئی حاجت رکھتے ہو تو خدا کی بارگاہ میں حضرت زینبؑ کے نام سے توسل کرو، بے شک خدا تمہاری مراد پوری کرے گا۔

میں حضرت زینب سلام اللہ علیہا سے متوسل ہوا، اور خدا سے صحت طلب کی، اس کے علاوہ نذر بھی کی کہ اگر مجھے صحت ہوگئی تو حضرت زینبؑ کی سوانح حیات پر ایک کتاب لکھوں گا، کچھ ہی دنوں میں مجھے صحت ہوگئی اور میں نے اپنے عہد کے مطابق حضرت زینبؑ کی سوانح حیات لکھی، جس کا نام خاتون دوسرا رکھا۔

حواشی

(۱) اصول کافی، ج ۱، ص ۴۶۱۔

(۲) ترجمہ ارشاد مفید، ج ۱، ص ۳۵۵، ۳۵۶۔

(۳) مستدرک سفینۃ البحار، ج ۳، ص ۳۳۵ و ج ۸، ص ۲۳۹۔

(۴) بعض نے آپ کی ولادت کو اول شعبان المعظم ۶ھ ق یا ماہ رمضان ۶ھ ق بتایا ہے اور بعض دوسرے لوگوں نے محرم الحرام ۵ھ ق یا ربیع الاول کے آخری دس دنوں، ۵، ۶ یا ۷ ہجری قمری میں بیان کیا ہے۔ (ریاحین الشریعہ، ج ۳، ص ۳۳)

(۵) مستدرک سفینۃ البحار، ج ۴، ص ۳۰۲۔

(۶) الطراز المذہب، ج ۱، ص ۳۴، ریاحین الشریعہ، ج ۳، ص ۳۸۔

(۷) الخصائص الزینبیہ، تالیف: مرحوم آیۃ اللہ سید نور اللہ جزائری، متوفی ۱۳۸۴ھ ق، ص ۱۲۶۔

(۸) الخصائص الزینبیہ، ص ۲۶۰۔

(۹) وہی مدرک، ص ۱۶۲، مراقد اہل بیت در شام، تالیف: سید احمد فہری، ص ۴۸۔

(۱۰) نہج البلاغہ، حکمت ۳۹۹۔

(۱۱) الخصائص الزینبیہ، ص ۱۶۰۔

(۱۲) مجمع البیان، ج ۱۰، ص ۳۲۰۔ کشف الغمہ ج ۲ ص ۱۳۳۔

(۱۳) بحارالانوار، ج۱۶، ص۷۔ کشف الغمہ ج۲، ص۱۳۳۔

(۱۴) الخصائص الزینبیہ، ص۱۲۴۔

(۱۵) الخصائص الزینبیہ (آیۃ اللہ جزائری)، ص ۵۵۔ ناسخ التواریخ زینبؑ ص۴۷۔

(۱۶) اللہوف، ص۹۔

(۱۷) امالی صدوق، مجلس ۲۹۔

(۱۸) یہ حدیث کچھ اختلاف کے ساتھ شیعہ اور سنی کتابوں میں نقل ہوئی ہے مزید تفصیل کے لیے کتاب ''الفضائل الخمسہ'' (فیروز آبادی)، ج۳ص ۱۵۰ میں مراجعہ فرمائیں۔

(۱۹) الخصائص الزینبیہ، ص۲۱۰۔

(۲۰) مستدرک الوسائل، ج۱۵، ص۱۶۴ و ۱۶۵۔

(۲۱) زندگی اور شخصیت شیخ انصاری، ص۷۰۔

(۲۲) زندگانی حضرت زینب، تالیف: دستغیب، ص۱۵۔

(۲۳) کنزالعمال، ج۱۶، ص۳۶۰۔

(۲۴) ریاحین الشریعہ، ج۳، ص۵۰۔

(۲۵) ریاحین الشریعہ، ج۳، ص۵۱، عمدۃ المطالب کے نقل کے مطابق۔

(۲۶) حیاۃ الزینب الکبریٰ، علامہ شیخ جعفر نقدی، ریاحین الشریعہ کے نقل کے مطابق، ج۳ص۵۴۔ الخصائص الزینبیہ، ص۳۰۹۔

(۲۷) وہی مدرک۔

(۲۸) ریاحین الشریعہ، ج۳، ص۶۴۔

(۲۹) سرور المومن، تالیف: شیخ محمد علی کاظمینی، ریاحین الشریعہ کے نقل کے مطابق،

ج ۳،ص ۴۱۔

(۳۰) ناسخ التواریخ حضرت زینبؑ،ص ۴۷۔

(۳۱) الخصائص الزینبیہ،ص ۳۳۶۔

(۳۲) مستدرک الوسائل، ج ۱۰،ص ۳۱۸۔

(۳۳) ریاحین الشریعہ، ج ۳،ص ۷۶۔

(۳۴) وہی مدرک۔

(۳۵) بحارالانوار، ج ۴۲،ص ۹۲۔

(۳۶) شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، ج ۱،ص ۳۶۲۔

(۳۷) ریاحین الشریعہ، ج ۳،ص ۵۹و۶۰۔

(۳۸) الخصائص الزینبیہ،ص ۳۶۰۔

(۳۹) تذکرۃ الشہداء، ملا حبیب اللہ کاشانی،ص ۱۴۶۔

(۴۰) تنقیح المقال، ج ۲،ص ۳۵۵۔

(۴۱) شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، ج ۱۳،ص ۲۲۴۔

(۴۲) اعیان الشیعہ، طبع جدید، ج ۴،ص ۱۱۹۔

(۴۳) وہی مدرک،ص ۱۲۴و ۱۲۵۔ حیاۃ القلوب علامہ مجلسی، ج ۲،ص ۲۲۶و۲۲۹۔

(۴۴) شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، ج ۱۵،ص ۷۱۔

(۴۵) الاصابہ، ج ۱،ص ۲۳۸۔

(۴۶) ریاحین الشریعہ، ج ۳ب،ص ۲۲۱و۲۲۲۔

(۴۷) ریاحین الشریعہ، ج ۳،ص ۲۱۲و۲۱۳۔

(۴۸) مجالس المومنین، ج ۱،ص ۱۹۴، منتہی الآمال، ج ۱،ص ۱۴۸؛ بحارالانوار، ج ۴۵،ص ۴۲۔

(۴۹) منتخب التواریخ، ص ۱۲۷۔

(۵۰) بحار الانوار، ج ۴۵، ص ۱۲۲۔

(۵۱) منتخب التواریخ، ص ۱۲۷۔

(۵۲) الخصائص الزینبیہ، ص ۲۸۱۔

(۵۳) ان روایات کے باوجود بھی یہ مسئلہ قابل تحقیق ہے۔

(۵۴) ریاحین الشریعہ، ج ۲، ص ۳۰۵: تنقیح المقال، ج ۳، ص ۶۹۔

(۵۵) اسد الغابہ، ج ۳، ص ۱۳۵: الاصابہ، ج ۲، ص ۲۹۰۔

(۵۶) جیسا کہ پہلے ذکر ہوا ہے کہ جناب عبداللہ نے کے ابھی ق میں شادی کی۔

(۵۷) ریاحین الشریعہ سے اقتباس، ج ۳، ص ۴۱ و ۴۲۔

(۵۸) وہی مدرک۔

(۵۹) زندگانی حضرت زینبؑ، ص ۲۶۔

(۶۰) الخصائص الزینبیہ، ص ۲۷۸۔

(۶۱) ریاحین الشریعہ، ج ۳، ص ۲۰۷: اعلام الوری، ص ۲۰۴ تنقیح المقال، ج ۳، ص ۷۹۔

(۶۲) الخصائص الزینبیہ، ص ۲۷۴۔

(۶۳) بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۲۰۷ و ۲۰۸۔ بعض روایات میں امام حسینؑ کی جگہ امام حسن آیا ہے (بحار الانوار ج ۴۴، ص ۱۱۹)

(۶۴) باب حطہ کی جانب اشارہ جس سے بنی اسرائیل گزرتے تھے اور ان کی توبہ قبول کر لی جاتی تھی، سورہ بقرہ کی ۵۸ ویں اور اعراف کی ۱۶۱ ویں آیت میں اس جانب اشارہ ہے روایات میں اہل بیتؑ کو باب حطہ کہا گیا ہے۔

(۶۵) دیوان عربی، مرحوم علامہ، آیۃ اللہ اصفہانی کمپانی۔

(۶۶) بیت الاحزان محدث قمی، ص ۲۳۶۔

(۶۷) منتخب التواریخ، ص۹۳۔ سفینۃ البحار، ج ۱ص ۵۵۸۔

(۶۸) اسد الغابہ، ج ۳، ص ۱۹۳۔ استیعاب، ج ۲، ص ۳۴۴۔

(۶۹) منتخب التواریخ، ص ۹۳۔ سفینۃ البحار، ج ۱ ص ۵۵۸۔

(۷۰) وہی مدرک، بحار ج ۴۵، ص ۱۰۸۔ لہوف، ص ۱۴۶۔

(۷۱) الخصائص الزینبیہ، ص ۲۷۸۔

(۷۲) بحار، ج ۴۵، ص ۱۶۴۔

(۷۳) خصائص الزینبیہ جزائری، ص ۲۷۔

(۷۴) ریاحین الشریعہ، ج ۳، ص ۵۷۔

(۷۵) السیدۃ زینب، تالیف: محمود شرقاوی، طبع قاہرہ، ص ۹۸، کتاب ''زینب کبریٰ عقیلہ بنی ہاشم'' ص ۹۶ و ۹۸، کے نقل کے مطابق۔

(۷۶) ریاحین الشریعہ، ج ۳، ص ۱۰۰۔

(۷۷) تنقیح المقال، ج ۳، فصل نساء، ص ۷۹۔

(۷۸) کمال الدین صدوق، ص ۲۵۷، غیبۃ الطوسی، ص ۱۳۸، بحار، ج ۴۶، ص ۱۹ و ۲۰۔ تنقیح المقال، ج ۳، ص ۷۹۔ ۸۰۔

(۷۹) بحار، ج ۴۵، ص ۱۳۴۔

(۸۰) وہی مدرک۔

(۸۱) برمصائب، جیسا کہ ''ناسخ التواریخ حضرت زینب'' نے نقل کیا ہے، ص ۵۳۳۔

(۸۲) شرح در کتاب غدیر، ج ۳، ۱۰۷ تا ۱۱۱: احقاق الحق، ج ۳، ص ۱۵۷۔ ۱۷۱

(۸۳) مجمع البیان، ج ۹، ص ۲۰۔

(۸۴) اقتباس از نفس المہموم، ص۳۷۴ (ترجمہ شعرانی)

(۸۵) بحار، ج ۷۱، ص ۲۵۷-۲۸۷۔

(۸۶) کبریت الاحمر، طبع اسلامیہ تہران، ص ۳۷۶: الطراز المذہب، ص ۵۷۔

(۸۷) ریاحین الشریعہ سے اقتباس، ج ۳، ص ۲۱ و ۲۲۔ الخصائص الزینبیہ (آیۃ اللہ جزائری) ص ۲۱۶۔

(۸۸) وہی مدرک۔

(۸۹) بحار، ج ۷۰، ص ۲۴۳، کنز العمال حدیث ۵۲۷۱۔

(۹۰) وہی مدرک ج ۴۷، ص ۸۰۔

(۹۱) ریاحین الشریعہ، ج ۳، ص ۵۶۔

(۹۲) معالی السبطین، ج ۲، ص ۲۶۔

(۹۳) بعض عبارت میں "حذیم بن شریک اسدی" آیا ہے۔ (احتجاج طبرسی، ج ۱ ص ۲۹)

(۹۴) لہوف سید بن طاؤس، ص ۱۴۶: بحار، ج ۴۵، ص ۱۰۸۔

(۹۵) الخصائص الزینبیہ، ص ۲۹۴۔

(۹۶) الخصائص الزینبیہ، ص ۳۲۷۔

(۹۷) الخصائص الزینبیہ، ص ۳۱۹ و ۳۲۰۔

(۹۸) تاریخ طبری، ج ۶ ص ۲۶۲، مقتل الحسین مقرم، ص ۴۰۲۔

(۹۹) آیات: نور۔ ۳۰، ۳۱، احزاب۔ ۳۲، ۳۳ و ۵۹۔

(۱۰۰) آیات: نور: ۲، ۲۳، ۲۷، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۵۸، ۵۹، ۶۰، احزاب: ۳۲ و ۶۰، قصص: ۲۶۔

(۱۰۱) اس سلسلہ میں کتاب "حجاب بنا گر شخصیت زن" تالیف: نگارندہ، کی طرف مراجعہ کریں

(۱۰۲) تنقیح المقال، ج ۳، ص ۷۹۔

(۱۰۳) مقتل الحسین مقرم، ص ۳۸۳۔

(۱۰۴) بحارالانوار، ج ۴۵، ص ۱۳۴۔

(۱۰۵) بحارالانوار ۴۵، ص ۱۱۴: مقتل الحسین مقرم، ص ۳۸۴۔

(۱۰۶) اس سلسلہ میں کتاب وسائل الشیعہ، ج ۶، ص ۱۵۸، ۱۸۸ میں مراجعہ فرمائیں۔

(۱۰۷) مقتل الحسین مقرم، ص ۴۰۴۔

(۱۰۸) تنقیح المقال، ج ۳، ص ۷۹۔

(۱۰۹) احتجاج طبرسی، ج ۲، ص ۱۰۹۔

(۱۱۰) اصول کافی، ج ۱، ص ۳۹۔

(۱۱۱) وہی مدرک، ص ۳۳۔

(۱۱۲) سفینۃ البحار، ج ۲، ص ۳۶۷ و ۳۷۷۔

(۱۱۳) کامل الزیارات، ص ۳۴: بحارالانوار، ج ۴۵، ص ۱۷۹، ۱۸۳۔

(۱۱۴) وہی مدرک۔

(۱۱۵) کامل الزیارات، باب ۸۸، ص ۲۶۱۔

(۱۱۶) ریاحین الشریعہ، ج ۳، ص ۴۷۔ اسی مفہوم کی ایک حدیث امام حسین علیہ السلام سے بھی نقل ہوئی ہے۔ (دلائل الامامہ طبری، ص ۵۶۰)

(۱۱۷) دلائل الامامہ طبری، ص ۵۲۔

(۱۱۸) اللؤلؤ الثمینہ، ص ۲۱۷، گنجینۂ دانشمندان، ج ۱، ص ۱۶ و ۱۷۔

(۱۱۹) بحارالانوار، ج ۳۶، ص ۳۵۱ ناسخ التواریخ حضرت زینبؑ ص ۵۶۵۔

(۱۲۰) حیاۃ الزینب الکبریٰؑ، علامہ شیخ جعفر نقدی، ریاحین الشریعہ کے نقل کے مطابق

، ج ۳، ص ۴۷۔

(۱۲۱) سفینۃ البحار، ج ۱، ص ۱۴۹۔

(۱۲۲) تاریخ طبری، ج ۲، ص ۱۱۲۔

(۱۲۳) ترجمہ ارشاد مفید، ج ۱ ص ۳۲۱۔

(۱۲۴) ناسخ التواریخ حضرت زینبؑ، ص ۳۱۱۔

(۱۲۵) مناقب آل ابی طالب، ج ۳، ص ۳۱۱۔

(۱۲۶) ناسخ التواریخ حضرت زینبؑ، ص ۱۹۴۔

(۱۲۷) بحارالانوار، ج ۴۵، ص ۱۸۴۔

(۱۲۸) ترجمہ ارشاد مفید، ج ۲، ص ۱۳۔

(۱۲۹) ریاحین الشریعہ، ج ۳، ص ۴۷۔

(۱۳۰) انوار البہیہ، ص ۸۳۔

(۱۳۱) لہوف سید بن طاؤس، ص ۲۱، ۲۳۔

(۱۳۲) ترجمہ ارشاد مفید، ج ۲، ص ۳۱۔

(۱۳۳) لہوف سید بن طاؤس، ص ۲۴ و ۲۵۔

(۱۳۴) مناقب ابن شہر آشوب، ج ۴ ب، ص ۷۹۔

(۱۳۵) الخصائص الزینبیہ، ص ۲۸۴: ریاحین الشریعہ، ج ۳ ص ۴۲۔

(۱۳۶) ارشاد مفید، ص ۲۰۱، ۲۰۲۔ بحارالانوار، ج ۴۴، ص ۳۶۶۔

(۱۳۷) الخصائص الزینبیہ، ص ۱۷۸ و ۱۷۹۔

(۱۳۸) مثیر الاحزان ابن نما، ص ۲۳: معالی السبطین، ج ۱ ص ۲۶۴۔

(۱۳۹) یہاں پر یہ بیان کرنا ضروری ہے، کہ واقعہ کربلا میں ہر جگہ یا اکثر مواقع پر ام

کلثومؑ سے مراد حضرت زینب سلام اللہ علیہا ہیں اس لیے کہ جناب زینبؑ کی کنیت بھی ام کلثوم تھی۔

(۱۴۰) اقتباس از الطراز المذہب (ناسخ التواریخ حضرت زینبؑ) ص۲۰۴۔

(۱۴۱) ریاحین الشریعہ، ج۳، ص۷۸۔

(۱۴۲) ناسخ التواریخ حضرت زینبؑ، ص۲۰۵، ۲۰۶: لہوف، ص۸۱۔

(۱۴۳) تاریخ کامل ابن اثیر (ماجرای کربلا)

(۱۴۴) تاریخ طبری، ج۶، ص۳۴۷: نفس المہموم، ص۱۱۳، ۱۱۴۔

(۱۴۵) لہوف سید بن طاؤس، ص۹۰۔

(۱۴۶) ارشاد مفید، ص۲۱۵، ۲۱۶۔

(۱۴۷) الدمعۃ الساکبۃ، ص۳۴۴۔

(۱۴۸) معالی السبطین، ج۱ص۳۴۰۔۳۴۲۔

(۱۴۹) معالی السبطین، ج۱ص۳۱۵۔

(۱۵۰) الخصائص الزینبیہ، ص۳۵۱۔

(۱۵۱) بحارالانوار، ج۴۵، ص۴۴۔

(۱۵۲) معالی السبطین، ج۱ص۳۱۲۔

(۱۵۳) کبریت الاحمر، ص۱۶۲۔

(۱۵۴) معالی السبطین، ج۱ص۳۴۱و۳۴۴: الحوادث والوقایع، ج۳، ص۲۳: مقتل الحسین مقرم، ص۳۲۸۔

(۱۵۵) بحارالانوار، ج۴۵، ص۶۶: مقتل الحسین مقرم، ص۱۳۳۔

(۱۵۶) ارشاد مفید، نفس المہموم واعیان الشیعہ، ج۱ص۶۱۰: لہوف، ص۱۴۵۔

(۱۵۷) معالی السبطین، ج۱ص ۳۶۳و۳۶۴۔

(۱۵۸) لہوف، ص ۳۰۹۔

(۱۵۹) الطراز المذہب، ص۴۷۔

(۱۶۰) بحارالانوار، ج ۴۵، ص۳۳و۳۴۔

(۱۶۱) فرسان الہیجاء، ج ۲، ص۱۹: تذکرۃ الشہداء (ملا حبیب اللہ کاشانی) ص ۱۵۵:
بحارالانوار، ج ۴۵، ص۳۴۔

(۱۶۲) تذکرۃ الشہداء، ص ۱۵۶و ۱۵۷۔ منتخب التواریخ، ص ۲۵۷۔

(۱۶۳) بحارالانوار، ج۱ص ۲۷۱۔

(۱۶۴) مقتل الحسین مقرم، ص۳۲۹۔

(۱۶۵) معالی السبطین، ج ۲، ص۲۲و۲۳۔

(۱۶۶) وہی مدرک، ص۲۲و۲۳۔

(۱۶۷) لہوف سید بن طاؤس، ص۱۲۴۔

(۱۶۸) بحارالانوار، ج ۴۵، ص۳۶۔

(۱۶۹) تذکرۃ الشہداء، ص ۳۰۷۔

(۱۷۰) انوار الشہادۃ، الوقایع والحوادث کے نقل کے مطابق، ج ۳، ص ۱۹۲: ریاحین
الشریعہ، ج ۳، ص۹۶۔

(۱۷۱) معالی السبطین، ج ۲، ص ۲۶۔

(۱۷۲) تذکرۃ الشہداء، از: ملا حبیب اللہ کاشانی، ص ۳۱۱۔

(۱۷۳) بحارالانوار، ج ۴۵، ص ۵۴: مقتل خوارزمی، ج ۲، ص ۳۷۔

(۱۷۴) مقتل الحسین مقرم، ص ۳۴۶و۳۴۷۔

(۱۷۵) الطراز المذہب سے اقتباس (ناسخ التواریخ حضرت زینبؑ) ص ۵۶۷ و ۵۶۸۔

(۱۷۶) اعلام الوریٰ، ص ۲۴۶، مقتل الحسین مقرم، ص ۳۷۳۔

(۱۷۷) مقتل الحسین مقرم، ص ۳۷۱۔

(۱۷۸) منتخب طریحی، وقایع خیابانی کے نقل کے مطابق (محرم) ص ۷۰۔

(۱۷۹) بحارالانوار، ج ۴۵، ص ۶۰، ۶۱۔

(۱۸۰) تذکرۃ الشہداء، ملا حبیب اللہ کاشانی، ص ۳۸۵ و ۳۵۹۔

(۱۸۱) معالی السبطین، ج ۲، ص ۸۸۔

(۱۸۲) وہی مدرک، ریاحین الشریعہ، ج ۳، ص ۱۰۶۔

(۱۸۳) معالی السبطین، ج ۲، ص ۸۹۔

(۱۸۴) بحارالانوار، ج ۴۵، ص ۵۹: نفس المہموم، ص ۳۱۰۔

(۱۸۵) کبریت الاحمر، ص ۳۷۶ و ۱۱۹۔ مقتل خوارزمی، ج ۲، ص ۳۹۔

(۱۸۶) الخصائص الزینبیہ۔ ص ۲۲۰۔

(۱۸۷) اعیان الشیعہ، ج ۷، ص ۱۳۸۔ نفس المہموم، ص ۲۰۲۔

(۱۸۸) ریاحین الشریعہ، ج ۳، ص ۱۰۹۔

(۱۸۹) مقتل الحسین مقرم، ص ۳۷۹۔

(۱۹۰) کبریت الاحمر، ص ۳۷۶۔

(۱۹۱) نہج البلاغہ، خطبہ ۱۹۳۔

(۱۹۲) حدیث ام ایمن کو فصل اول میں تفصیل کے ساتھ نقل کیا ہے یہ حدیث کامل الزیارت میں، ص ۲۶۲، میں نقل ہوئی ہے۔

(۱۹۳) مقتل الحسین مقرم، ص ۳۸۲۔

(۱۹۴) منتخب طریحی، جیسا کہ ریاحین الشریعہ، ج ۳، ص ۱۱۰ میں نقل کیا ہے۔

(۱۹۵) مقتل الحسین مقرم، ص ۳۸۲۔

(۱۹۶) معالی السبطین، ج ۲، ص ۹۶۔

(۱۹۷) بعض لوگوں کے نقل کے مطابق، کربلا کے اسیروں کا قافلہ ۲۵ لوگوں پر مشتمل تھا جس میں ۲۰ عورتیں، امام سجادؑ، امام باقرؑ (چار سال کے) اور امام حسین علیہ السلام کے تین فرزند حسن مثنیٰ، زید اور عمر تھے۔

(۱۹۸) ان اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ "اہل کوفہ اہل بیت کو کوفہ میں وارد ہوتے وقت خوشی منا رہے تھے اور تالیاں بجا رہے اور اہل بیت کی شان میں گستاخی کر رہے تھے۔

(۱۹۹) اس بات کی طرف توجہ رہے کہ صدقہ واجب، جیسے زکوٰۃ یا نذر کا صدقہ بنی ہاشم پر حرام ہے۔

(۲۰۰) بحارالانوار، ج ۴۵، ص ۱۱۵۔

(۲۰۱) بحارالانوار، ج ۴۵، ص ۱۱۵۔

(۲۰۲) شیخ طوسی نے اپنی رجال، (ص ۸۸) میں حذیم بن شریک کو امام سجاد علیہ السلام کے اصحاب میں شمار کیا ہے، احتجاج طبرسی، ج ۱، ص ۱۲۹ اور بعض کتابوں جیسے بحار ج ۴۵، ص ۱۰۸ میں بیر بن خزیم اسدی کے نام سے یاد کیا ہے۔

(۲۰۳) اس خطبے کو بہت سے مدارک میں جناب زینب سلام اللہ علیہا کی طرف نسبت دی گئی ہے (لہوف، ص ۱۳۰: احتجاج طبرسی، ج ۱، ص ۲۹ و ۳۰ بحارالانوار ج ۴۵، ص ۱۰۸ او ۱۰۹ و......)

(۲۰۴) یہ خطبہ تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ احتجاج طبرسی، ج ۲، ص ۲۹ و ۳۰:

بحارالانوار ج ۴۵، ص ۱۰۸ و ۱۰۹: ترجمہ لہوف، ص ۱۴۶ و ۱۴۸: نفس المھموم، ص ۲۱۵، میں ذکر ہوا ہے۔

(۲۰۵) بحارالانوار، ج ۴۵، ص ۱۰۹ و ۱۱۰۔

(۲۰۶) نفس المھموم، ص ۲۱۵ و ۲۱۷: احتجاج طبرسی، ج ۲، ص ۳۱۔

(۲۰۷) مقتل الحسین مقرم، ص ۳۹۲۔

(۲۰۸) یہاں پر جناب زینب سلام اللہ علیہا نے ابن زیاد کی ماں کا نام لیا جو کہ ایک فاحشہ عورت تھی۔ مفہوم یہ ہے کہ تم نے ہمارے ساتھ ایسا اس لیے کیا چونکہ تم حرامی ہو۔ جیسا کہ مولائے کائنات علیہ السلام نے بھی میثم تمار سے فرمایا تھا "لیا خذنک الزنیم ابن الامۃ الفاجرۃ، عبداللہ بن زیاد" تم کو ایک پست اور ذلیل کنیز بدکارہ کا بیٹا عبیداللہ ابن زیاد گرفتار کرے گا۔ (سفینۃ البحار، طبع جدید، ج ۳، ص ۵۷۷) امام حسین علیہ السلام کے کربلا میں وارد ہونے سے دس روز قبل ابن زیاد کے حکم سے میثم تمار کو (جو کہ حضرت علی علیہ السلام کے اصحاب میں تھے) گرفتار کر کے کوفہ میں پھانسی دی گئی۔

(۲۰۹) مثیر الاحزان ابن نما، ص ۹۰: اعلام الوری، ص ۲۴۷، کامل ابن اثیر، ج ۴، ص ۸۲: لہوف، ص ۱۴۰۔۱۴۲۔

(۲۱۰) ارشاد مفید، ص ۲۴۷: اعلام الوری، ص ۲۴۹، مثیر الاحزان ابن نما، ص ۹۱۔

(۲۱۱) ترجمہ لہوف، ص ۱۶۳: اعلام الوری، ص ۲۴۸۔

(۲۱۲) اعلام الوری، ص ۲۴۷۔

(۲۱۳) لہوف، ص ۱۶۳۔ مقتل الحسین مقرم، ص ۴۰۷۔

(۲۱۴) الخصائص الزینبیہ، ص ۲۸۸ و ۲۸۹۔

(۲۱۵) نفس المہموم، ص ۲۳۹۔

(۲۱۶) مقتل الحسین مقرم، ص ۳۳۱: مقتل ابی مخنف، ص ۱۱۰ تاریخ طبری، ج ۳، ص ۲۶۵۔

(۲۱۷) مقتل الحسین مقرم، ص ۳۳۱: مقتل ابی مخنف، ص ۱۱۰، تاریخ طبری، ج ۳، ص ۲۶۴۔

(۲۱۸) وقائع الایام خیابانی (تتمہ محرم) ص ۲۹۲۔

(۲۱۹) وقائع الایام خیابانی، ۲۹۱۔

(۲۲۰) الدمعۃ الساکبہ، وقائع الایام خیابانی تتمہ محرم، ص ۲۹۱، کے نقل کے مطابق۔

(۲۲۱) وہی مدرک، ص ۲۹۷: نفس المہموم، ص ۲۳۹۔

(۲۲۲) وہی مدرک، ص ۳۰۲۔

(۲۲۳) بحار الانوار، ج ۴۵، ص ۱۲۷۔

(۲۲۴) حضرت رقیہؑ تالیف علی فلسفی، ص ۲۲ و ۲۳ و ۶۴۔

(۲۲۵) ریاض القدس، ج ۲، ص ۳۲۵۔

(۲۲۶) مقتل ابی مخنف، ص ۱۱۰۔

(۲۲۷) وہی مدرک، ص ۱۱۵۔

(۲۲۸) منتہی الآمال، ج ۱ ص ۳۰۴ و ۳۰۵۔

(۲۲۹) وہی مدرک۔

(۲۳۰) تذکرۃ الشہداء، تالیف: ملا حبیب اللہ کاشانی غ، ص ۳۱۰۔

(۲۳۱) عنوان کلام فشارکی، ص ۱۱۸۔

(۲۳۲) تذکرۃ الشہداء، ص ۳۱۲۔

(۲۳۳) مثیر الاحزان ابن نما، ص ۵۸، مقتل الحسین مقرم، ص ۳۵۳۔

(۲۳۴) لہوف، ص ۱۰۰۔

(۲۳۵) الخصائص الزینبیہ، ص ۲۹۱۔

(۲۳۶) منتخب طریحی، ص ۴۸۷۔

(۲۳۷) اعلام الوریٰ، ص ۲۳۹، احتجاج طبرسی، ج ۱، ص ۳۸۔

(۲۳۸) معالی السبطین، ج ۲، ص ۱۵۶۔

(۲۳۹) معالی السبطین، ج ۲، ص ۱۶۰۔

(۲۴۰) الطراز المذہب، ص ۲۸۳ و ۲۸۴۔

(۲۴۱) الطراز المذہب، ج ۲ ب، ص ۳۸۵۔ کبریت الاحمر، ص ۲۵۴۔

(۲۴۲) احتجاج طبرسی، ج ۲، ص ۳۴ و ۳۵۔

(۲۴۳) سورہ روم: آیت/۱۰۔

(۲۴۴) آل عمران: آیت ۱۷۸۔

(۲۴۵) آل عمران: آیت ۱۶۹۔

(۲۴۶) بحارالانوار، ج ۴۵، ص ۱۳۳۔ ۱۳۵ احتجاج طبرسی، ج ۲، ص ۳۴ و ۳۵: لہوف، ص ۱۸۱، نفس المہموم، ص ۲۵۴، الطراز المذہب، ص ۳۸۶۔ ۳۸۸۔

(۲۴۷) ترجمہ مقتل ابی مخنف، ص ۱۹۸: نفس المہموم، ص ۲۶۴۔

(۲۴۸) معالی السبطین، ج ۲، ۱۸۱۔

(۲۴۹) الطراز المذہب، ص ۸۰ و ۸۱ سے اقتباس۔

(۲۵۰) لہوف، ص ۲۰۷۔

(۲۵۱) امالی صدوق، مجلس ۲۱۔

(۲۵۲) ریاحین الشریعہ ج ۳، ص ۱۹۱، ۱۸۶ و ۱۸۷ سے اقتباس۔

(۲۵۳) الوقایع والحوادث، ج ۵، ص ۸۱۔

(۲۵۴) نفس المہموم، ترجمہ شعرانی، ص ۳۶۲۔

(۲۵۵) معالی السبطین، ج ۲، ص ۱۷۳۔۱۷۵۔ (مجلس ۱۲)

(۲۵۶) الخصائص الزینبیہ، ص ۲۹۶۔

(۲۵۷) الطراز المذہب، ص ۲۸۰۔

(۲۵۸) الخصائص الزینبیہ، ص ۲۹۶۔

(۲۵۹) ریاض القدس، ج ۲، ص ۲۳۷۔

(۲۶۰) الخصائص الزینبیہ، ص ۲۹۶۔

(۲۶۱) الدمعۃ الساکبہ، معالی السبطین، ج ۲، ص ۱۹۷ و ۱۹۸ کے نقل کے مطابق۔

(۲۶۲) حضرت رقیہؑ، تالیف: علی فلسفی، ص ۴۷۔

(۲۶۳) نفس المہموم، ص ۲۷۵: معالی السبطین، ج ۲، ص ۲۰۷۔

(۲۶۴) ریاحین الشریعہ، ج ۳، ص ۲۰۴۔

(۲۶۵) بعض روایات میں " انی ناعیگ الیک ولدک الحسین " آیا ہے (الخصائص الزینبیہ، ص ۲۹۷)

(۲۶۶) بحار الانوار، ج ۴۵، ص ۱۹۷: مقتل الحسین مقرم، ص ۴۷۲ و ۴۷۳۔

(۲۶۷) نفس المہموم، ص ۲۷۵۔

(۲۶۸) وہی مدرک، ص ۴۴۳۔

(۲۶۹) ناسخ التواریخ، ص ۵۰۷، کتاب رقیہؑ، تالیف: علی فلسفی کے نقل کے مطابق۔

(۲۷۰) مقتل ابی مخنف ص ۲۰۶ سے اقتباس۔

(۲۷۱) الخصائص الزینبیہ، ص ۲۹۸۔

(۲۷۲) اخبار زینبیات عبیدلی، ص ۱۴۔

(۲۷۳) اخبار الزینبیات عبیدلی ، (متوفی سال ۲۷۷ ھ ، ق) ص ۳۰ (طبع محمد جواد مرعشی)

(۲۷۴) مع بطلۃ کربلا ، تالیف: محمد جواد مغنیہ ، ص ۱۴۵۔

(۲۷۵) الخصائص الزینبیہ ، ص ۲۱۱ و ۲۱۲ سے اقتباس ۔

(۲۷۶) اخبار الزینبیات عبیدلی (متوفی سال ۲۷۷ ھ ، ق) ص ۱۱۸ و ۱۱۹ سے اقتباس ، اور اسی بات کو تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ شرقاوی نے اپنی کتاب "السیدہ زینبؑ" کے ص ۸۸ پر ذکر کیا ہے۔

(۲۷۷) یعنی : یہ حادثے وعدہ الٰہی کی بنیاد پر واقع ہوئے ہیں ، رسولوں نے اس کی خبر دی ہے اور انہوں نے صحیح کہا ہے اس لیے رضائے خدا پر صابر وشاکر رہیں ۔

(۲۷۸) اخبار الزینبیات ، ص ۱۲۰ و ۱۲۱۔

(۲۷۹) اعیان الشیعہ ، چاپ وزارت ارشاد ، ج ۷ ، ص ۱۴۰۔

(۲۸۰) ہدیۃ الزائرین ، ص ۳۵۳۔ مراقد اہل البیت در شام (نوشتہ سید احمد فہری) ص ۷۵ و ۷۶ ، الطراز المذہب ، (ناسخ التواریخ) ج ۲ ، ص ۵۷۷۔

(۲۸۱) مع بطلۃ کربلا ، تالیف : محمد جواد مغنیہ ، ص ۱۴۵۔

(۲۸۲) قہرمان کربلا ، زینب کبری (ترجمہ محمد جواد مرعشی) ص ۹۱۔

(۲۸۳) اس مقدس خاتون کی مرقد آج بھی مصر میں موجود ہے اور محبان آل محمد کی زیارت گاہ ہے۔

(۲۸۴) مراقد المعارف ، ج ۱ ص ۳۳۲۔ علامہ ساوجی کے نقل کے مطابق ۔

(۲۸۵) مراقد اہل بیتؑ در شام ، (سید احمد فہری) ، ص ۴۷۔

(۲۸۶) الطراز المذہب ، ج ۲ ، ناسخ التواریخ ، تالیف : عباس قلی خان سپہر ، ص ۵۵۶۔

(۲۸۷) احتجاج طبرسی ، ج ۲ ب ، ص ۳۱۔

(۲۸۸) الطراز المذہب، ص۴ص۲۷۷: ریاحین الشریعہ، ج۳،ص ۱۲۹۔

(۲۸۹) ریاحین الشریعہ، ج۳،ص۱۵۱و۱۵۲۔

(۲۹۰) الطراز المذہب سے اقتباس (ناسخ التواریخ حضرت زینبؑ) ج۲،ص ۵۵۷و ۵۵۸۔

(۲۹۱) دارالسلام تالیف: حاج مرزا حسین نوری، ریاحین الشریعہ، ج۳،ص۱۶۳و۱۶۴ کے نقل کے مطابق۔

(۱۹۲) الخصائص الزینبیہ ص ۱۶۸، سے اقتباس۔

فہرست کتب

ادارہ منہاج الصالحین لاہور

کتاب	قیمت
تلاش حق	120
ذکر حسین	100
برزخ چند قدم پر	100
اسلامی معلومات	100
محمد تا محمد	100
محمد تا علی	100
سورج بادلوں کی اوٹ میں	120
شہید اسلام	100
قیام عاشورہ	50
قرآن اور اہل بیت	100
دینی معلومات	45
نوجوان پوچھتے ہیں کہ شادی کس سے کریں؟	35
ظالم حاکم اور صحابی امام	15

15	فکر حسین اور ہم
40	پیام عاشورہ
35	معصومین کی کہانیاں
35	ارشادات مصطفیٰ و مرتضیٰ
10	آزادی مسلم
55	فقہ اہل بیت
100	سفینۂ پنجتن
100	حرف اساس
100	حسین میرا
150	جام غدیر
100	زندہ تحریریں
60	شاہکار رسالت
130	محشر خاموش
200	اسلام اور کائنات
120	غریب دیدہ
125	فطرت
50	جستجوئے حق